بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

اَلْبَلَاغ

جس کا دوسرا نام ہے

فریادِ درد

تصنیف منیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

۲۹ر جون ۱۹۲۲ء تعداد ۱۰۰۰ ۱۳۴۰ ہجری

البلاغ

جس کا دوسرا نام ہے

فریادِ درد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

{ اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ
اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ }

(رسالہ اُمّہات المومنین)

اس کتاب کا مفصل حال لکھنا کچھ ضروری نہیں۔ یہ وہی کتاب ہے جس نے بدگوئی بدزبانی اور نہایت سخت توہین اور گندے لفظ اور ناشائستہ گالیاں ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء خیر الاصفیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کرکے پنجاب اور ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں کا دل دُکھایا۔ اور مسلمانوں کی قوم کو اپنے اُس جھوٹ اور افترا سے جو نہایت بدگوئی اور قابلِ شرم بیحیائی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے وہ دردناک زخم پہنچایا ہے کہ نہ ہم اور نہ ہماری اولاد کبھی اس کو بھول سکتی ہے۔ اسی وجہ سے پنجاب اور ہندوستان میں اس کتاب کی نسبت بہت شور اُٹھا ہے۔ اور مجھے بھی کئی شریف مسلمانوں اور علماء معززین کے خط پہنچے ہیں۔ چنانچہ علماء میں سے مولوی محمد ابراہیم صاحب نے آرہ سے اسی بارے میں

۲؎ ایک کارڈ بھیجا۔ اور اخباروں میں بھی اِس کتاب کی نسبت بہت سی شکایتیں میں نے پڑھی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت اس شخص نے بہت سی بدتہذیبی اور شوخی اور بدزبانی سے اپنی کتاب میں جابجا کام لیا ہے۔

غرض میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں میں اِس کتاب سے ازحد اشتعال پیدا ہوا ہے۔ اور اس اشتعال کی حالت میں بعض نے گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں میموریل بھیجے اور بعض کتاب کے ردّ کی طرف متوجہ ہوئے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اِس افترا کا جیساکہ تدارک چاہیئے تھا وہ ابتک نہیں ہوا۔ ایسے امور میں میموریل بھیجنا تو محض ایک ایسا امر ہے گویا اپنے شکست خوردہ ہونے کا اقرار کرنا اور اپنے ضعف اور کمزوری کا لوگوں میں مشہور کرنا ہے اور نیز یہ امر بھی ہرگز پسند کے لائق نہیں کہ ہر ایک شخص ردّ لکھنے کے لئے طیار ہو جائے اور اس سے ہم یہ سمجھ لیں کہ جو کچھ ہم نے جواب دینا تھا وہ دے چکے۔ اِس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ اور بسا اوقات ایک ایسا مُلا گوشہ نشین سادہ لوح ردّ لکھتا ہے کہ نہ اُسکو معارف حقائق قرآنی سے پورا حصہ ہوتا ہے اور نہ احادیث کے معانی لطیفہ سے کچھ اطلاع اور نہ درایت صحیحہ اور نہ علم تاریخ نہ عقل سلیم اور نہ اُس طرز اور طریق سے کچھ خبر رکھتا ہے جس طرز سے حالت موجودہ زمانہ پر اثر پڑ سکتا ہے۔ لہذا ایسے ردّ کے شائع ہونے سے اور بھی استخفاف ہوتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ اکثر ایسے لوگ جو اس شغل مباحثات مذہبیہ میں اپنے تئیں ڈالتے ہیں علوم دینیہ اور نکات حکمیہ سے بہت ہی کم حصہ رکھتے ہیں اور تالیفات کے وقت نیت میں بھی کچھ ملونی ہوتی ہے۔ اسلئے اُنکے مؤلفات میں قبولیت اور برکت کا رنگ نہیں آتا۔ یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ اس زمانہ میں اگر کوئی شخص مناظرات مذہبیہ کے میدان میں قدم رکھے یا مخالفوں کے ردّ میں تالیفات کرنا چاہے تو شرائط مندرجہ ذیل اُس میں ضرور ہونی چاہئیں۔

اوّل۔ علم زبان عربی میں ایسا راسخ ہو کہ اگر مخالف کے ساتھ کسی لفظی بحث کا اتفاق پڑ جائے تو اپنی لغت دانی کی قوت سے اُسکو شرمندہ اور قائل کر سکے۔ اور اگر عربی میں کسی تالیف کا

اتفاق ہو تو لطافت بیان میں اپنے حریف سے بہرحال غالب رہے اور زبان دانی کے رُعب سے مخالف کو یہ یقین دلا سکتا ہو کہ وہ درحقیقت خدا تعالےٰ کی کلام کے سمجھنے میں اُس سے زیادہ معرفت رکھتا ہے۔ بلکہ اُس کی یہ لیاقت اُس کے مُلک میں ایک واقعہ مشہورہ ہونا چاہیئے کہ وہ علم لسان عرب میں یکتائے روزگار ہے۔ اور اسلامی مباحثات کی راہ میں یہ بات پڑی ہے کہ کبھی لفظی بحثیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اور تجربہ صحیحہ اس بات کا گواہ ہے کہ عربی عبارتوں کے معانی کا یقینی اور قطعی فیصلہ بہت کچھ علم مفردات و مرکبات لسان پر موقوف ہے۔ اور جو شخص زبان عربی سے جاہل اور مناہج تحقیق فن لغت سے ناآشنا ہو وہ اِس لائق ہی نہیں ہوتا کہ بڑے بڑے نازک اور عظیم الشان مباحثات میں قدم رکھ سکے اور نہ اُس کا کلام قابلِ اعتبار ہوتا ہے۔ اور نیز ہر ایک کلام جو پبلک کے سامنے آئے گا اُسکی قدر و منزلت متکلّم کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ہو گی۔ پھر اگر متکلّم ایسا شخص نہیں ہے جسکی زبان دانی میں مخالف کچھ چون و چرا نہیں کر سکتا تو ایسے شخص کی کوئی تحقیق جو زبان عرب کے متعلق ہو گی قابل اعتبار نہیں ہو گی۔ لیکن اگر ایک شخص جو مباحثہ کے میدان میں کھڑا ہو مخالفوں کی نظر میں ایک نامی زبان دان ہے اور اُسکے مقابل پر ایک جاہل عیسائی ہو تو منصفوں کیلئے یہی امر اطمینان کے لائق ہو گا کہ وہ مسلمان کسی فقرہ یا کسی لفظ کے معنے بیان کرنے میں سچا ہے۔ کیونکہ اُس کو علم زبان اُس عیسائی سے بہت زیادہ ہے۔ اور اس صورت میں خواہ مخواہ اُس کے بیان کا دلوں پر اثر ہو گا۔ اور ظالم مخالفوں کا مُنہ بند رہیگا۔

یاد رہے کہ ایسے مناظرات میں خواہ تحریری ہوں یا تقریری اگر وہ منقولی حوالجات پر موقوف ہوں تو فقرات یا مفردات الفاظ پر بحث کرنے کا بہت اتفاق پڑ جاتا ہے بلکہ یہ بحثیں نہایت ضروری ہیں کیونکہ اُن سے حقیقت کھلتی ہے اور پردہ اُٹھتا ہے اور علمی گواہیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ماسوا اسکے یہ بات بھی اِس شرط کو ضروری ٹھہراتی ہے کہ ہر ایک حریف مقابل اپنے حریف کی حیثیت علمی جانچا کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اگر اور راہ سے نہیں تو اِسی راہ سے

۴۲ اسکو لوگوں کی نظر میں بے اعتبار ٹھہراوے۔ اور بسا اوقات ردّ لکھنے والے کو اپنے مخالف کی کتاب کی نسبت لکھنا پڑتا ہے کہ وہ زبان دانی کے رُو سے کس پایہ کا آدمی ہے۔ غرض ایک مسلمان جو عیسائی حملوں کی مدافعت کیلئے میدان میں آتا ہے اُسکو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک بڑا حربہ اور نہایت ضروری حربہ جو ہر وقت اُسکے ہاتھ میں ہونا چاہیئے علم زبان عربی ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ ایسا شخص جو مخالفوں کے ردّ لکھنے پر اور اُنکے حملوں کے دفع کرنے پر آمادہ ہوتا ہے اُسکی دینی معرفت میں صرف یہی کافی نہیں کہ چند حدیث اور فقہ اور تفسیر کی کتابوں پر اُس نے عبور کیا ہو اور محض الفاظ پر نظر ڈالنے سے مولوی کے نام سے موسوم ہو چکا ہو۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تحقیق اور تدقیق اور لطائف اور نکات اور براہین یقینیہ پیدا کرنے کا خداداد مادہ بھی اسمیں موجود ہو۔ اور فی الواقع حکیم الاُمت اور زکی النفس ہو۔

تیسری شرط یہ کہ کسی قدر علوم طبعی اور طبابت اور ہیئت اور جغرافیہ میں دسترس رکھتا ہو۔ کیونکہ قانون قدرت کے نظائر پیش کرنے کے لئے یا اور بعض تائیدی ثبوتوں کیوقت ان علوم کی واقفیت ہونا ضروری ہے۔

چوتھی شرط یہ کہ عیسائیوں کے مقابل پر وہ حصہ بائبل کا جو پیشگوئیوں وغیرہ میں قابل ذکر ہوتا ہے عبرانی زبان میں یاد رکھتا ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ایک عربی دان علم زبان کے فاضل کیلئے اسقدر استعداد حاصل کرنا نہایت سہل ہے۔ کیونکہ میں نے عربی اور عبرانی کے بہت سے الفاظ کا مقابلہ کر کے ثابت کر لیا ہے کہ عبرانی کے چار حصّے میں سے تین حصّے خالص عربی ہے جو اُسمیں مخلوط ہے۔ اور میری دانست میں عربی زبان کا ایک پورا فاضل تین ماہ میں عبرانی زبان میں ایک کافی استعداد حاصل کر سکتا ہے۔ یہ تمام امور کتاب **منن الرحمٰن** میں مَیں نے لکھے ہیں۔ جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ عربی اُمّ الالسنہ ہے۔

پانچویں شرط خدا سے حقیقی ربط اور صدق اور وفا اور محبت الٰہیہ اور اخلاص اور طہارۃ باطنی اور اخلاق فاضلہ اور انقطاع الی اللہ ہے۔ کیونکہ علم دین آسمانی علوم میں سے ہے۔ اور یہ علوم تقویٰ

اور طہارت اور محبت الٰہیہ سے وابستہ ہیں اور سگِ دُنیا کو مل نہیں سکتے۔ سو اسمیں کچھ شک نہیں کہ قول موجہ سے اتمام حجت کرنا انبیاء اور مردان خدا کا کام ہے اور حقانی فیوض کا مورد ہونا فانیوں کا طریق ہے۔ اور اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ[1]۔ پس کیونکر ایک گندہ اور منافق اور دُنیا پرست اُن آسمانی فیضوں کو پاسکتا ہے جنکے بغیر کوئی فتح نہیں ہوسکتی؟ اور کیونکر اُس دِل میں رُوح القدس بول سکتا ہے جسمیں شیطان بولتا ہو؟ سو ہرگز اُمید نہ کرو کہ کسی کے بیان میں رُوحانیت اور برکت اور کشش اُس حالت میں پیدا ہوسکے جبکہ خدا کے ساتھ اُسکے صافی تعلق نہیں ہیں۔ مگر جو خدا میں فانی ہوکر خدا کی طرف سے تائیدِ دین کیلئے کھڑا ہوتا ہے وہ اُوپر سے ہر ایک دم فیض پاتا ہے اور اُسکو غیب سے فہم عطا کیا جاتا ہے اور اُسکے لبوں پر رحمت جاری کی جاتی ہے اور اُسکے بیان میں حلاوت ڈالی جاتی ہے۔

چھٹی شرط علم تاریخ بھی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات علم تاریخ سے دینی مباحث کو بہت کچھ مدد ملتی ہے۔ مثلاً ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی ایسی پیشگوئیاں ہیں۔ جن کا ذکر بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث میں آچکا ہے۔ اور پھر وہ اُن کتابوں کے شائع ہونے سے صدہا برس بعد وقوع میں آگئی ہیں۔ اور اُس زمانہ کے تاریخ نویسوں نے اپنی کتابوں میں اُن پیشگوئیوں کا پُورا ہونا بیان کر دیا ہے۔ پس جو شخص اِس تاریخی سلسلہ سے بیخبر ہوگا وہ کیونکر ایسی پیشگوئیاں جن کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہوچکا ہے اپنی کتاب میں بیان کرسکتا ہے؟ یا مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کے وہ تاریخی واقعات جو یہودی مورخوں اور بعض عیسائیوں نے بھی اُنکے اُس حصّۂ زندگی کے متعلق لکھے ہیں جو نبوّت کے ساڑھے تین برس سے پہلے تھے یا وہ واقعات اور تنازعات جو قدیم تاریخ نویسوں نے حضرت مسیح اور اُنکے حقیقی بھائیوں کی نسبت تحریر کئے ہیں یا وہ انسانی ضعف اور کمزوریوں کے بیان جو تاریخوں میں حضرت مسیح کی زندگی کے دونوں حصّوں کی نسبت بیان کئے گئے ہیں یہ تمام باتیں بغیر ذریعہ تاریخ کے کیونکر معلوم ہوسکتی ہیں؟ مسلمانوں میں ایسے لوگ بہت کم ہونگے جنکو اسقدر بھی معلوم ہو

[1] الواقعۃ : ۸۰

کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت پانچ حقیقی بھائی تھے جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے
اور بھائیوں نے آپکی زندگی میں آپکو قبول نہ کیا بلکہ آپکی سچائی پر انکو بہت کچھ اعتراض رہا۔
ان سب کی واقفیت حاصل کرنے کیلئے تاریخوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ اور مجھے خدا تعالیٰ
کے فضل سے یہودی فاضلوں اور بعض فلاسفر عیسائیوں کی وہ کتابیں میسّر آگئی ہیں جن میں
یہ امور نہایت بسط سے لکھے گئے ہیں۔

ساتویں شرط کسی قدر ملکۂ علم منطق اور علم مناظرہ ہے۔ کیونکہ ان دونوں علموں کے توغّل
سے ذہن تیز ہوتا ہے۔ اور طریق بحث اور طریق استدلال میں بہت ہی کم غلطی ہوتی ہے۔
ہاں تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اگر خداداد روشنی طبع اور زیرکی نہ ہو تو یہ علم بھی کچھ فائدہ
نہیں دے سکتا۔ بہتیرے کودن طبع مُلّا قطبی اور قاضی مبارک بلکہ شیخ الرئیس کی شفا وغیرہ
پڑھکر منتہی ہو جاتے ہیں اور پھر بات کرنے کی لیاقت نہیں ہوتی اور دعویٰ اور دلیل میں بھی
فرق نہیں کر سکتے۔ اور اگر دعویٰ کے لئے کوئی دلیل بیان کرنا چاہیں تو ایک دوسرا دعویٰ پیش
کر دیتے ہیں جسکو اپنی نہایت درجہ کی سادہ لوحی سے دلیل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بھی ایک
دعویٰ قابل اثبات ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات پہلے سے زیادہ اغلاق اور دقّتیں اپنے اندر رکھتا
ہے۔ مگر بہرحال اُمید کیجاتی ہے کہ ایک زکیّ الطبع انسان جب معقولی علوم سے بھی کچھ حصّہ رکھے
اور طریق استدلال سے خبردار ہو تو یاوہ گوئی کے طریقوں سے اپنے بیان کو بچالیتا ہے اور نیز
مخالف کے سوفسطائی اور دھوکہ دِہ تقریروں کے رعب میں نہیں آسکتا۔

آٹھویں شرط تحریری یا تقریری مباحثات کیلئے مباحث یا مؤلف کے پاس اُن کثیر التعداد
کتابوں کا جمع ہونا ہے جو نہایت معتبر اور مسلّم الصحت ہیں جن سے چالاک اور مفتری انسان کا
مُنہ بند کیا جاتا اور اُسکے افترا کی قلعی کھولی جاتی ہے۔ یہ امر بھی ایک خداداد امر ہے کیونکہ
یہ منقولات صحیحہ کی فوج جو جھوٹے کا مُنہ توڑنے کیلئے تیز حربوں کا کام دیتی ہے ہر ایک کو میسّر نہیں آسکتی
اور اس کام کیلئے ہمارے معزز دوست مولوی حکیم نور دین صاحب کا تمام کتب خانہ ہمارے ہاتھ میں ہے اور

اسکے علاوہ اور بھی۔ جس کی کسی قدر فہرست حاشیہ میں دیگئی ہے۔ دیکھو حاشیہ متعلق صفحہ ا شرط ہشتم)
نویں شرط تقریر یا تالیف کیلئے فراغت نفس اور صرف دینی خدمت کیلئے زندگی کا وقف کرنا ہے۔ کیونکہ یہ بھی تجربہ میں آچکا ہے کہ ایک دل سے دو مختلف کام ہونے مشکل ہیں۔ مثلاً ایک شخص جو سرکاری ملازم ہے اور اپنے فرض منصبی کی ذمہ واریاں اُسکے گلے پڑی ہوئی ہیں اگر وہ دینی تالیفات کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو علاوہ اُس بد دیانتی کے جو اُسنے اپنے بیچے ہوئے وقت کو دوسری جگہ لگا دیا ہے ہرگز وہ اُس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جس نے اپنے تمام اوقات کو صرف اسی کام کیلئے مستغرق کر لیا ہے حتّٰی کہ اُسکی تمام زندگی اُسی کام کیلئے ہو گئی ہے۔

صک

دسویں شرط تقریر یا تالیف کیلئے اعجازی طاقت ہے۔ کیونکہ انسان حقیقی روشنی کے حاصل کرنے کیلئے اور کامل تسلی پانے کیلئے اعجازی طاقت یعنے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کا محتاج ہے اور وہ آخری فیصلہ ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور سے ہوتا ہے۔ لہذا جو شخص اسلام کے دشمنوں کے مقابل پر کھڑا ہو اور ایسے لوگوں کو لاجواب کرنا چاہے جو ظہور خوارق کو خلاف قدرت سمجھتے ہیں یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوارق اور معجزات سے منکر ہیں تو ایسے شخص کے زیر کرنے کیلئے اُمتِ محمدیہ کے وہ بندے مخصوص ہیں جنکی دُعاؤں کے ذریعہ سے کوئی نشان ظاہر ہو سکتا ہے۔

یاد رہے کہ مذہب سے آسمانی نشانوں کو بہت تعلق ہے اور سچے مذہب کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ اُسمیں نشان دکھلانے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اور اہل حق کو خدا تعالیٰ صرف منقولات پر نہیں چھوڑتا۔ اور جو شخص محض خدا تعالےٰ کیلئے مخالفوں سے بحث کرتا ہے۔ اُس کو ضرور آسمانی نشان عطا کئے جاتے ہیں۔ ہاں یقیناً سمجھو کہ عطا کئے جاتے ہیں تا آسمان کا خدا اپنے ہاتھ سے اُسکو غالب کرے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ سے نشان نہ پاوے تو مَیں ڈرتا ہوں کہ وہ پوشیدہ بے ایمان نہ ہو۔ کیونکہ قرآنی وعدہ کے موافق آسمانی مدد اُسکے لئے نازل نہ ہوئی۔

یہ دس شرطیں ہیں جو اُن لوگوں کیلئے ضروری ہیں جو کسی مخالف عیسائی کا ردّ لکھنا چاہیں یا زبانی مباحثہ کریں۔ اور ان ہی کی پابندی سے کوئی شخص رسالہ اُمہات المومنین کا جواب

۱؎ یہ حاشیہ کتاب کے آخر میں ہے۔

لکھنے کے لئے منتخب ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جسقدر عیسائیوں نے جان توڑ کر اس رسالہ کی اشاعت کی ہے اور قانونی مواخذہ کی بھی کچھ پرواہ نہ رکھکر ہر ایک مسلمان کو ایک کتاب بلا طلب بھیجی اور تمام مسلمانان برٹش انڈیا کا دل دکھایا۔ اس تمام کارروائی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری ہتھیار انہوں نے چلایا ہے۔ اور غایت درجہ کے سخت الفاظ جو اس رسالہ میں استعمال کئے گئے ہیں انکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا مسلمان اشتعال میں آکر عدالتوں کی طرف دوڑیں یا گورنمنٹ عالیہ میں میموریل بھیجیں اور اُس طریق مستقیم پر قدم نہ ماریں جو ایسے مفتریانہ الزامات کا حقیقی اور واقعی علاج ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ مکر اُنکا چل گیا ہے۔ اور مسلمانوں نے اگر اس کمینہ اور نجس کتاب کے مقابلہ میں کوئی تدبیر سوچی ہے تو بس یہی کہ اس کتاب کی شکایت کے بارے میں گورنمنٹ میں ایک میموریل بھیجدیا ہے۔ چنانچہ انجمن حمایتِ اسلام لاہور کو یہی سوجھی کہ اس کتاب کے بارے میں گورنمنٹ کے آگے نالہ و فریاد کرے۔ مگر افسوس کہ ان لوگوں کو اس بات کا ذرہ خیال نہیں ہوا کہ حضرات پادری صاحبوں کا یہی تو مدعا تھا تا اس معکوس طریق کے اختیار کرنے سے مسلمان لوگ اپنے رب کریم کی اس تعلیم پر عمل کرنے سے محروم رہیں کہ جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ[1] اس افسوس اور اس دردناک خیال سے جگر پاش پاش ہوتا ہے کہ ایک طرف تو ایسی کتاب شائع ہو جس کے شائع ہونے سے جاہلوں کے دلوں میں زہریلے اثر پھیلیں اور ایک دُنیا ہلاک ہو۔ اور دوسری طرف اس زہریلی کارروائی کے مقابل پر یہ تدبیر ہو کہ جو لوگ مسلمانوں کا ہزار ہا روپیہ اس غرض سے لیتے ہیں کہ وہ دشمنان دین کا جواب لکھیں اُنکی فقط یہ کارروائی ہو کہ دو چار صفحہ کا میموریل گورنمنٹ میں بھیجکر لوگوں پر ظاہر کریں کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر دیا۔ حالانکہ صدہا مرتبہ آپ ہی اس امر کو ظاہر کر چکے ہیں کہ اُنکی انجمن کے مقاصد میں سے پہلا مقصد یہی ہے کہ وہ اُن اعتراضوں کا جواب دینگے جو مخالفوں کیطرف سے وقتاً فوقتاً اسلام پر کئے جائیں گے۔ چنانچہ جن لوگوں نے کبھی اُن کا رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور دیکھا ہوگا وہ اُس رسالہ کے ابتدا میں ہی اس وعدہ

[1] النحل : ۱۲۶

صہ۹

گو لکھا ہوُا پائیں گے۔ ہم نہیں کہتے کہ یہ انجمن عمداً اس فرض کو جو اُسکے اپنے وعدے سے مؤکّد ہے اپنے سر پر سے ٹالتی ہے بلکہ واقعی امر یہ ہے کہ انجمن موجودہ یہ لیاقت ہی نہیں رکھتی کہ دین کے معظمات امور میں زبان ہلا سکے یا وہ وساوس اور اعتراض جو عیسائیوں کیطرف سے مدّت ساٹھ سال سے پھیل رہے ہیں کمال تحقیق اور تدقیق سے دُور کر سکے یا اُس زہریلی ہوا کو جو ملک میں پھیل رہی ہے کسی تالیف سے کالعدم کر سکے۔ کاش بہتر ہوتا کہ یہ انجمن دینی امور سے اپنا کچھ تعلق ظاہر نہ کرتی اور انکی فہم اور عقل کا صرف پولٹیکل امور کے حدود تک دورہ رہتا۔

ہمیں ۷؍ مئی ۱۸۹۸ء کے پرچہ ابزرور کے دیکھنے سے یہ نومیدی اور بھی بڑھ گئی کیونکہ اس کے ایڈیٹر نے جو انجمن کیطرف سے وکالت کر رہا ہے صاف لفظوں میں کہدیا ہے کہ رسالہ امہات المومنین کا جواب لکھنا ہرگز مصلحت نہیں ہے اسی کو بہت کچھ سمجھ لو جو انجمن نے کر دکھایا۔ یعنے یہ کہ گورنمنٹ میں میموریل بھیجدیا۔ ابزرور کی تحریر پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایڈیٹر کی ہی رائے نہیں ہے بلکہ انجمن کا یہی ارادہ ہے کہ اس رسالہ کا جواب ہرگز نہیں دینا چاہیئے۔ اب عقلمند سوچ لیں کہ ایسی تدابیر سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ سخت سے سخت اُس شخص کو سزا بھی دیدے جس نے ایسی کتاب شائع کی تو وہ زہریلا اثر جو اُن مفتریات کا دلوں میں بیٹھ گیا وہ کیونکر اس سے دُور ہو جائے گا۔ بلکہ جہانتک مَیں خیال کرتا ہوں اِس کارروائی سے اور بھی وہ بداثر لوگوں میں پھیلے گا۔

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پادریوں کی کتابوں کا بداثر دلوں سے محو کر دیں تو یہ طریق جو انجمن نے اختیار کیا ہے ہرگز اِس کامیابی کیلئے حقیقی طریق نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں چاہیئے کہ وہ تمام اعتراض جمع کر کے نہایت برجستگی اور ثبوت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ ایک ایک کا مفصل جواب دیں اور اِس طرح پر دِلوں کو اُن ناپاک وساوس سے پاک کر کے اسلامی روشنی کو دُنیا پر ظاہر کریں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس زمانہ میں جو پادریوں اور فلاسفروں کے وساوس سے تباہ ہو رہا ہے یہ طریق سخت ناجائز ہے۔ کہ ہم

صنا

معقول جواب سے منہ پھیر کر صرف سزا دلانے کی فکر میں لگے رہیں۔ گو یہ سچ ہے کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ کسی جرم کے ثبوت پر پادریوں کی ہرگز رعایت نہیں کر سکتی مگر ہم اگر اپنی تمام کامیابی صرف یہی سمجھ لیں کہ گورنمنٹ کے ہاتھ سے کسی کو کچھ گوشمالی ہو جائے تو اس خیال میں ہم نہایت غلطی پر ہیں۔ اے سادہ طبع اور بیخبر لوگو! ان وساوس سے مسلمانوں کی ذرّیت خراب ہوتی جاتی ہے۔ لہذا ضروری اور مقدم امر یہ ہے کہ سب تدبیروں سے پہلے اسلام کی طرف سے اُن اعتراضات کا جواب نکلے جن سے ہزاروں دل گندے اور خراب ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ ابتدا میں یہی پالیسی نرمی اور درگذر کی پادریوں نے بھی اختیار کی تھی۔ اُن کے مقابل پر لوگ تقریری مقابلہ میں بہت سختی کرتے تھے۔ بلکہ گالیاں دیتے تھے۔ مگر اُن لوگوں نے اُن دنوں میں گورنمنٹ میں کوئی میموریل نہ بھیجا۔ اور اسی طرح برداشت سے اپنے وساوس دلوں میں ڈالتے گئے۔ یہانتک کہ اِس تدبیر سے ہزارہا نو عیسائی ہمارے ملک میں پیدا ہو گئے۔

ہم اِس بات کے مخالف نہیں ہیں کہ گورنمنٹ سے ایک عام پیرایہ میں یہ درخواست ہو کہ مناظرات اور تالیفات کے طریق کو کسی قدر محدود کر دیا جائے اور ایسی بے قیدی اور دیدہ دہانی سے روک دیا جائے جس سے قوموں میں نقض امن کا اندیشہ ہو بلکہ اوّل محرک اِس امر کے ہم ہی ہیں۔ اور ہم نے اپنے سابق میموریل میں لکھ بھی دیا تھا کہ یہ احسن انتظام کیونکر اور کس تدبیر سے ہو سکتا ہے۔ ہاں ہم ایسے میموریل کے سخت مخالف ہیں جو عام پیرایہ میں نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی سزا کی نسبت زور دیا گیا ہے جس کے اصل اعتراضات کا جواب دینا ابھی ہمارے ذمّہ ہے کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم کے موافق ہمارا فرض یہ تھا کہ ہم بدزبان شخص کی بدزبانی کو الگ کر کے اُسکے اصل اعتراضات کا جواب دیتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ[1] کیونکہ یہ امر نہایت پُرخطر اور خوفناک ہے کہ ہم معترض کے اعتراضوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں۔ اور اگر ایسا

[1] النحل : ۱۲۶

ص۱۱

کریں تو وہ اعتراضات طاعون کے کیڑوں کیطرح روز بروز بڑھتے جائیں گے اور ہزارہا شبہات لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائیں گے۔ اور اگر گورنمنٹ ایسے بدزبان کو کچھ سزا بھی دے تو وہ شبہات اُس سزا سے کچھ کم نہیں ہو سکتے۔ دیکھو یہ لوگ جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں مثلاً جیسے مصنف امّہات المومنین اور عماد الدین اور صفدر علی وغیرہ انکے مُرتد ہونے کا بھی یہی سبب ہے کہ اُسوقت نرمی اور ہمدردی سے کام نہیں لیا گیا بلکہ اکثر جگہ تیزی اور سختی دکھلائی گئی اور ملائمت سے اُنکے شبہات دُور نہیں کئے گئے۔ اِسلئے ان لوگوں نے اسلامی فیوض سے محروم رہکر ارتداد کا جامہ پہن لیا۔ اب اکثر اسلام پر حملہ کرنیوالے یہی لوگ ہیں جو قوم کی کم توجہی سے پریشان خاطر ہو کر عیسائی ہو گئے۔ ذرہ آنکھ کھولکر دیکھو کہ یہ لوگ جو بدزبانی دکھلا رہے ہیں یہ کچھ یورپ سے تو نہیں آئے اسی ملک کے مسلمانوں کی اولاد ہیں جو اسلام سے انقطاع کرتے کرتے اور عیسائیوں کے کلمات سے متاثر ہوتے ہوتے اِس حد تک پہونچ گئے ہیں۔

درحقیقت ایسے لاکھوں انسان ہیں جنکے دل خراب ہو رہے ہیں۔ ہزارہا طبیعتیں ہیں جو بُری طرح بگڑ گئی ہیں۔ سو بڑا امر اور عظیم الشان امر جو ہمیں کرنا چاہیئے وہ یہی ہے کہ ہم نظر اٹھا کر دیکھیں کہ ملک مجذوموں کی طرح ہوتا جاتا ہے اور شبہات کے زہریلے پودے بیشمار سینوں میں نشوونما پا گئے ہیں اور پاتے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں تمام قرآن شریف میں یہی ترغیب دیتا ہے کہ ہم دین اسلام کی حقیقی حمایت کریں اور ہمارا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ مخالفوں کی طرف سے ایک بھی ایسا اعتراض پیدا نہ ہو جس کا ہم کمال تحقیق اور تنقیح سے جواب دیکر حق کے طالبوں کی پوری تسلّی اور تشفّی نہ کریں۔

لیکن اسجگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف اتنا ہی کرنا چاہیئے کہ رسالۂ امہات المومنین کے چند اعتراضات کا جواب دیا جائے؟ سو مَیں اسکے جواب میں بڑے زور کے ساتھ یہ مشورہ پیش کرتا ہوں کہ موجودہ زہریلے ہوا کے دُور کرنے کیلئے صرف اسقدر کارروائی ہرگز کافی نہیں ہے۔ اور اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ ہم کئی گندی نالیوں میں سے صرف

ص۱۲ ایک نالی کو صاف کرکے پھر یہ امید رکھیں کہ فقط ہمارا اتنا ہی کام ہوا کی اصلاح کیلئے کافی ہوگا۔ نہیں بلکہ جبتک ہم شہر کی تمام نالیوں کو صاف نہ کریں اور تمام وہ گند جو طرح طرح کے اعتراضات سے مختلف طبائع میں بھرا ہوا ہے دُور نہ کردیں اور پھر وہ دلائل اور اقوال موجّہہ شائع نہ کریں جو اس بدبو کو بکلّی دفع کرکے بجائے اسکے اسلامی پاک تعلیم کی خوشبو پھیلادیں۔ تب تک گویا ہمنے انسانوں کی جان بچانے کے لئے کوئی بھی کام نہیں کیا۔

اِس بات کا بیان کرنا ضروری نہیں کہ پادریوں کی تعلیم سے انتہا تک ضرر پہنچ چکا ہے اور ملک میں انہوں نے ایک ایسا زہریلہ تخم بودیا ہے جس سے اس ملک کی روحانی زندگی نہایت خطرناک ہے۔ اگر غور کرکے دیکھو تو یہ فساد اکثر طبائع کو خراب کرتا جاتا اور اسلام سے دُور ڈالتا جاتا ہے۔ یہ دو قسم کا فساد ہے (۱) ایک تو وہ جس کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے یعنے پادریوں کی زہریلی تحریرات کا فساد۔ (۲) دوسرا وہ فساد جو علوم جدیدہ طبعیہ وغیرہ کے پھیلنے سے پیدا ہوا ہے جس سے بہتیرے نو تعلیم یافتہ دہریوں اور ملحدوں کے رنگ میں نظر آتے ہیں۔ نہ عقائد کی پرواہ رکھتے ہیں اور نہ اعمال کی۔ اور بے قیدی کو انتہا تک پہنچادیا ہے۔ اب حقیقی ہمدردی قوم اور بنی نوع کی یہ نہیں ہے کہ دو چار باتوں کا جواب لکھکر خوش ہو جائیں۔

اسجگہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس ضروری کام کو چھوڑکر یہ دوسری کارروائی ہرگز فائدہ نہ دیگی کہ مشتعل ہوکر گورنمنٹ عالیہ میں میموریل بھیجا جائے۔ بلکہ ہم اس صورت میں اپنے وقت اور محنت کو دوسرے کاموں میں خرچ کرکے حقیقی علاج اور تدبیر کی راہ کے سخت حارج ہونگے اگر اس رائے میں میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ ہو اور تمام لوگ اِس بات پر متفق ہو جائیں کہ اِن زہریلی ہواؤں کی اصلاح کا حقیقی علاج یہی ہے کہ میموریل پر میموریل بھیجا جائے اور ازالہ اوہام باطلہ کی طرف توجہ نہ کی جائے تب بھی میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ تمام لوگ غلطی پر ہیں۔ اور ایسی کارروائیاں اُس حقیقی علاج کی ہرگز قائم مقام نہیں ہوسکتیں جس سے وہ تمام وساوس دُور ہو جائیں جو صدہا دلوں میں متمکن ہیں۔ بلکہ یہ تو تحکم سے مُنہ بند کرنا ہوگا۔ اور یہ بھی نہیں

کہہ سکتے کہ ایسی درخواستوں میں پوری کامیابی بھی ہو۔ کیونکہ دوسرے فریق کے مُنہ میں بھی زبان ہے۔ اور وہ بھی جب دیکھیں گے کہ یہ کارروائی صرف ایک کے متعلق نہیں بلکہ عیسائیت کے تمام مشن پر حملہ ہے تو بالمقابل زور لگانے میں فرق نہیں کرینگے۔ اور اس صورت میں معلوم نہیں کہ آخری نتیجہ کیا ہوگا۔ اور شاید سُبکی اور خفّت اٹھانی پڑے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ میموریل بھیجنا ایک مقدمہ اُٹھانا ہے اور ہر ایک مقدمہ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ اب کیا معلوم ہے کہ کس پہلو پر انجام ہو۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اسلام نہایت پاک اصول رکھتا ہے۔ اور ہر ایک حملہ جو مخالفوں کیطرف سے اسپر ہوتا ہے اگر اُس کا غور اور توجہ سے جواب دیا جائے تو صرف اسی قدر نہ ہوگا کہ ہم الزام کو دُور کرینگے بلکہ بجائے الزام کے یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ جس مقام کو نادان مخالف نے جائے اعتراض سمجھا ہے وہی ایک ایسا مقام ہے جسکے نیچے بہت سے معارف اور حکمت کی باتیں بھری پڑی ہیں اور اس طرح پر علوم دین دن بدن ترقی پذیر ہونگے اور ہزاروں باریک راز علم دین کے کُھلیں گے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام مسلمانوں پر اب یہ فرض ہے کہ اس طوفانِ ضلالت کا جلد تر فکر کریں مگر صرف اس طریق سے کہ اس کام کیلئے ایک شخص کو منتخب کر کے نرمی اور تہذیب کے ساتھ تمام عیسائی حملوں کا ردّ لکھاویں۔ اور ایسی کتاب میں نہ صرف ردّ ہونا چاہیئے بلکہ اسلامی تعلیم کی عمدگی اور خوبی اور فضیلت بھی ایسے آسان فہم طریق سے مندرج ہونی چاہیئے جس سے ہر ایک طبیعت اور استعداد کا آدمی پُوری تسلّی پا سکے۔ ایسے مؤلف کو ردّ کیوقت تصوّر کر لینا چاہیئے کہ گویا اُسکے سامنے ایک فوج ایسے لوگوں کی موجود ہے جس میں سے بعض منقولات کی صحت سند مطالبہ کرنے کے لئے طیار ہیں۔ بعض فقرات متنازع فیہا کے لفظی بحثوں کے چھیڑنے کیلئے مستعد ہیں۔ اور بعض مفردات کے معنوں پر جھگڑنے کے لئے کھڑے ہیں۔ اور بعض معقولی رنگ میں قطعی اور یقینی دلائل کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور بعض قانونِ قدرت کے نظائر مانگنے کے لئے بھوکے پیاسے ہیں۔ اور بعض تحریرات کی رُوحانی برکت اور

۱۳۲ حلاوت بیان دیکھنے کی طرف مائل ہیں۔ پس جبتک کہ کتاب میں ہرایک طبیعت کی ضیافت نہ ہوتب تک ایسی کتاب مقبول عوام وخواص نہیں ہوسکتی اور اُس سے عام فائدہ کی اُمید رکھنا طمع خام ہے۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اب ان زہریلی ہواؤں کے چلنے کے وقت جو تدبیر کرنی چاہیئے۔ وہ میرے نزدیک یہ ہے کہ صرف یہی بڑا کام نہ سمجھیں کہ کوئی مولوی صاحب، چند ورق امہات مومنین کے ردّ میں لکھکر شایع کردیں بلکہ اس وقت ایک محیط نظر سے اُن تمام حملوں کو دیکھنا چاہیئے جو ابتدا اُس زمانہ سے جبکہ اس ملک میں پادری صاحبوں نے اپنی کتابیں اور رسائل شائع کئے اس وقت تک کہ رسالہ امہات المومنین شائع ہوا۔ آیا ان اعتراضات کی کہانتک تعداد پہنچی ہے اور اُن اعتراضات کے ساتھ وہ اعتراضات بھی شامل کرلئے جائیں جو فلسفی رنگ میں کئے گئے ہیں یا ڈاکٹری تحقیقاتوں کے لحاظ سے بعض شتاب کار نادانوں نے پیش کردیئے ہیں۔ اور جب ایسی فہرست جس میں مجموعہ ان اعتراضات کا ہو طیار ہو جائے تو پھر اُن تمام اعتراضات کا جواب نرمی اور آہستگی سے بکمال متانت اور معقولیت تحریر کرنا چاہیئے۔

بیشک یہ کام بہت ہی بڑا ہے جس میں پادری صاحبوں کی شصت سالہ کارروائی کو خاک میں ملانا اور نابود کردینا ہے۔ لیکن اہل ہمت کو خدا مدد دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص اُسکے دین کی مدد کرے وہ خود اُس کا مددگار ہوتا ہے اور اُس کی عمر بھی زیادہ کردیتا ہے۔ اے بزرگو! یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہی دین اور دینوں پر غالب ہوگا جو اپنی ذاتی قوت سے اپنی عظمت دکھاوے۔ پس جیساکہ ہمارے مخالفوں نے ہزاروں اعتراض کرکے یہ ارادہ کیا ہے کہ اسلام کے نورانی اور خوبصورت چہرہ کو بدشکل اور مکروہ ظاہر کریں ایسا ہی ہماری تمام کوششیں اسی کام کے لئے ہونی چاہئیں کہ اس پاک دین کی کمال درجہ کی خوبصورتی اور بے عیب اور معصوم ہونا بپایۂ ثبوت پہنچادیں۔

یقیناً سمجھو کہ گمراہوں کی حقیقی اور واقعی خیر خواہی اِسی میں ہے کہ ہم جھوٹے اور ذلیل اعتراضات کی غلطیوں پر اُنکو مطلع کریں۔ اور اُنکو دِکھلادیں کہ اسلام کا چہرہ کیسا نورانی کیسا مبارک اور کیسا ہر ایک داغ سے پاک ہے۔ ہمارا کام جو ہمیں ضرور ہی کرنا چاہیئے وہ یہی ہے کہ یہ دجل اور افترا جس کے ذریعہ سے قوموں کو اسلام کی نسبت بدظن کیا گیا ہے اُسکو جڑ سے اکھاڑ دیں۔ یہ کام سب کاموں پر مقدم ہے جسمیں اگر ہم غفلت کریں تو خُدا اور رسول کے گنہگار ہونگے۔ سچّی ہمدردی اسلام کی اور سچّی محبت رسول کریم کی اِسی میں ہے کہ ہم اُن افتراؤں سے اپنے مولیٰ و سیّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دامن پاک ثابت کر کے دکھلائیں اور وسواسی دِلوں کو یہ ایک نیا موقعہ وسوسہ کا نہ دیں کہ گویا ہم تحکّم سے حملہ کرنے والوں کو روکنا چاہتے ہیں اور جواب لکھنے سے کنارہ کش ہیں۔ ہر ایک شخص اپنی رائے اور خیال کی پیروی کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ہمارے دل کو اِسی امر کے لئے کھولا ہے کہ اسوقت اور اس زمانہ میں اسلام کی حقیقی تائید اسی میں ہے کہ ہم اُس تخم بدنامی کو جو بویا گیا ہے اور اُن اعتراضات کو جو یورپ اور ایشیا میں پھیلائے گئے ہیں جڑ سے اکھاڑ کر اسلامی خوبیوں کے انوار اور برکات اسقدر غیر قوموں کو دکھلاویں کہ اُنکی آنکھیں خیرہ ہو جائیں اور اُنکے دل اُن مفتریوں سے بیزار ہو جائیں جنہوں نے دھوکہ دیکر ایسے مزخرفات شائع کئے ہیں۔ اور ہمیں اُن لوگوں کے خیالات پر نہایت افسوس ہے جو باوجودیکہ وہ دیکھتے ہیں کہ کسقدر زہریلے اعتراضات پھیلائے جاتے اور عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ان اعتراضات کے ردّ کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں صرف مقدمات اٹھانا اور گورنمنٹ میں میموریل بھیجنا کافی ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ ہر ایک مظلوم کا انصاف دینے کیلئے طیّار ہے۔ لیکن ہمیں آنکھ کھول کر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ ضرر جو قوم کو مخالفوں کے اعتراضات سے پہنچ رہا ہے وہ صرف یہی نہیں کہ اُنکے سخت الفاظ سے بہت سے دل زخمی ہیں بلکہ ایک خطرناک ضرر تو یہ ہے کہ اکثر جاہل اور نادان اُن اعتراضات کو صحیح سمجھکر اسلام سے

ص۱۵

۱۶۱

نفرت پیدا کرتے جاتے ہیں۔ سو جس ضرر کا لوگوں کے ایمان پر اثر ہے اور جو ضرر فی الواقع اعظم اور اکبر ہے وہی اس قابل ہو کہ سب سے پہلے اُس کا تدارک کیا جائے ایسا نہ ہو کہ ہم ہمیشہ سزا دلانے کی فکروں میں ہی لگے رہیں اور ان شیطانی وساوس سے نادان لوگ ہلاک ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ جو اپنے دین اور اپنے رسول کے لئے ہم سے زیادہ غیرت رکھتا ہے وہ ہمیں ردّ لکھنے کی جا بجا ترغیب دیکر بدزبانی کے مقابل پر یہ حکم فرماتا ہو کہ "جب تم اہل کتاب اور مشرکوں سے دُکھ دینے والی باتیں سنو اور ضرور ہو کہ تم آخری زمانہ میں بہت سے دِلآزار کلمات سُنو گے پس اگر تم اُسوقت صبر کرو گے تو خدا کے نزدیک اولوا العزم سمجھے جاؤ گے"۔ دیکھو یہ کیسی نصیحت ہے اور یہ خاص اسی زمانہ کے لئے ہے کیونکہ ایسا موقعہ اور اس درجہ کی تحقیر اور توہین اور گالیاں سُننے کا نظارہ اس سے پہلے کبھی مسلمانوں کو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہُوا۔ یہی زمانہ ہے جس میں کروڑ ہا توہین اور تحقیر کی کتابیں تالیف ہوئیں۔ یہی زمانہ ہے جس میں ہزار ہا الزام محض افترا کے طور پر ہمارے پیارے نبی ہمارے سیّد و مولیٰ ہمارے ہادی و مقتدا جناب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ افضل الرُسل خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے گئے سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ قرآن شریف میں یعنے سورہ آل عمران میں یہ حکم ہمیں فرمایا گیا ہے کہ "تم آخری زمانہ میں نامنصف پادریوں اور مُشرکوں سے دُکھ دینے والی باتیں سنو گے اور طرح طرح کے دلآزار کلمات سے ستائے جاؤ گے اور ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک صبر کرنا بہتر ہوگا"۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار صبر کیلئے تاکید کرتے ہیں اور یہی وجہ ہو کہ جب میرے پر ایک جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا پادریوں کیطرف سے قائم کیا گیا تو باوجودیکہ کپتان ڈگلس صاحب بہادر مجسٹریٹ ضلع نے بخوبی سمجھ لیا کہ یہ مقدمہ جھوٹا ہے مگر جب صاحب موصوف نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم انپر نالش کرنا چاہتے ہو تو میں نے اُسی وقت انشراح صدر سے کہدیا (جس کو صاحب موصوف نے اسی کیفیت کے ساتھ لکھ لیا) کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ نالش کروں۔ اسکی کیا وجہ تھی۔ یہی تو تھی کہ خدا تعالیٰ صاف قرآن شریف

میں ہمیں فرماتا ہے کہ تم آخری زمانہ میں اہل کتاب اور مشرکوں سے دکھ دیئے جاؤ گے اور دلآزار باتیں سنو گے اسوقت اگر تم شر کا مقابلہ نہ کرو تو یہ بہادری کا کام ہوگا سو میں ہر ایک مسلمان کو کہتا ہوں اور کہونگا کہ تم شر کا مقابلہ ہرگز نہ کرو۔ خاک ہو جاؤ اور خدا کو دکھلاؤ۔ کہ کیسے ہم نے حکم کی تعمیل کی۔ صبر کرنے والوں کیلئے بغیر کسی اشد ضرورت کے میموریل کی بھی کچھ ضرورت نہیں کہ یہ حرکت بھی بے صبری کے داغ اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہاں خدا نے ہمپر فرض کر دیا ہے کہ جھوٹے الزامات کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ دور کریں۔ اور خدا جانتا ہے کہ کبھی ہمنے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے بجز اُس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پاکر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پاکر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے۔ اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ[1] پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی اور وہ بھی اُسوقت کہ مخالفوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانی انتہا تک پہنچ گئی اور ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات فخر موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُر شر الفاظ اُن لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ اُن سے نقض امن پیدا ہو تو اُسوقت ہمنے اس حکمت عملی کو برتا کہ ایک طرف تو اُن لوگوں کے گندے حملوں کے مقابل پر بعض جگہ کسی قدر مرارت اختیار کی۔ اور ایک طرف اس نصیحت کا سلسلہ بھی جاری رکھا کہ اپنی گورنمنٹ محسنہ کی اطاعت کرو اور غربت اختیار کرو اور وحشیانہ طریقوں کو چھوڑ دو۔ سو یہ ایک حکیمانہ طرز تھی جو محض عام جوش کے دبانے کے لئے بعض وقت بہ حکم ضرورت ہمیں اختیار کرنی پڑی تا اسلام کے عوام اس طرح پر اپنے جوشوں کا تقاضا پورا کر کے غیر مہذب اور وحشیانہ طریقوں سے بچے رہیں۔ اور یہ ایک ایسا طریق ہے کہ جیسے کسی کی افیون چھوڑانے کے لئے زہر بھی اسکو کھلائی جائے جو تلخی میں افیون سے مشابہ اور

[1] النحل: ۱۲۶

۱۸ فوائد میں اُس سے الگ ہے۔ اور وہ لوگ نہایت ظالم اور شریر النفس ہیں جو ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہمنے ہی سخت گوئی کی بنیاد ڈالی۔ ہم اس کا بجز اسکے کیا جواب دیں کہ لَعْنَتُ اللّٰہ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔

جو شخص انصاف کے ارادہ سے اِس امر میں رائے ظاہر کرنا چاہتا ہی اُسپر اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ ہماری اوّل کتاب جو دُنیا میں شائع ہوئی براہین احمدیہ ہے جس سے پہلے پادری عماد الدین کی گندی کتابیں اور اندرمن مراد آبادی کی نہایت سخت اور پُرفحش تحریریں اور کنھیا لعل الکھ دھاری کی فتنہ انگیز تالیفات اور دیانند کی وہ ستیارتھ پرکاش جو بدگوئی اور گالیوں اور توہین سے پُر ہے ملک میں شائع ہو چکی تھیں اور ہمارے اِس ملک کے مسلمان ان کتابوں سے اس طرح افروختہ تھے جس طرح کہ لوہا ایک مدت تک آگ میں رکھنے سے آگ ہی بنجاتا ہی مگر ہمنے براہین احمدیہ میں مباحثہ کی ایک معقولی طرز ڈال کر اُن جوشوں کو فرو کیا اور اُن جذبات کو اور طرف کھینچکر لے آئے۔ جیساکہ ایک حاذق طبیب اعضاء رئیسہ سے رُخ ایک مادہ کا پھیر کر اطراف کیطرف اُسکو جُھکا دیتا ہی۔ اور باوجود اسکے کہ براہین احمدیہ اُن عیسائیوں اور آریوں کے جواب میں لکھی گئی تھی جنہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توہین اور گالیوں کو انتہا تک پہنچادیا تھا مگر تب بھی کتاب مذکور نہایت ملائمت اور ادب سے لکھی گئی اور بجز اُن واجبی حملوں کے جو اپنے محل پر چسپاں تھے جن کا ذکر ہر ایک مباحث کیلئے بغرض اسکات خصم ضروری ہوتا ہی۔ اور کوئی درشت کلمہ اس کتاب میں نہیں ہے اور اگر بالفرض ہوتا بھی تو کوئی منصف جسنے عماد الدین اور اندرمن اور کنھیا لعل کی کتابیں اور دیانند سورسنی کی ستیارتھ پرکاش پڑھی ہو ہمکو ایک ذرہ الزام نہیں دے سکتا ہے۔ کیونکہ اُن کتابوں کے مقابل پہ جو کچھ بعض جگہ کسی قدر درشتی عمل میں آئی اُسکی اُن کتابوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور توہین اور تحقیر کے انبار کیطرف ایسی ہی نسبت تھی جیساکہ ایک ذرہ کو پہاڑ کی طرف ہوسکتی ہی۔ ماسوا اسکے جو کچھ ہماری کتابوں میں بطور مدافعت لکھا گیا وہ دراصل اُن شخصوں کا قصور

۱۹

تھا جنہوں نے ان تحریرات کے لئے اپنی سخت گوئی سے ہمیں مجبور کیا۔ اگر مثلاً زید محض شرارت سے بکر کو یہ کہے کہ تیرا باپ سخت نالائق تھا اور زید اسکے جواب میں یہ کہے کہ نہیں بلکہ تیرا ہی باپ ایسا تھا تو اس صورت میں یہ سختی جو بکر کے کلمہ میں پائی جاتی ہے بکر کیطرف منسوب نہیں ہو سکتی کیونکہ دراصل زید خود ہی اپنے درشت کلمہ سے بکر کا محرک ہوا ہے۔ سو اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ یہی حال ہم لوگوں کا ہے۔ اُس شخص کی حالت پر نہ ایک افسوس بلکہ ہزار افسوس جس نے اس واقعہ صحیحہ کو نہیں سمجھا یا دانستہ اس افترا اور جھوٹ کو کسی غرض نفسانی سے استعمال میں لایا۔ اگر انجمن حمایت اسلام یا اسکے حامیوں کی یہ رائے ہے جیساکہ ۲ مئی ۱۸۹۸ء کے پرچہ ابزرور سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل تمام سخت الفاظ اسلام کے ایک گروہ سے یعنے اس عاجز کی طرف سے ہی ظہور میں آئے ہیں ورنہ پہلے اس سے تمام حملہ کرنے والوں کی تحریریں مہذبانہ تھیں اور کوئی سخت لفظ انکی تالیفات میں نہ تھا تو ایسی رائے جسقدر ظلم اور جھوٹ اور بد دیانتی سے بھری ہوئی ہے اُسکے بیان کی حاجت نہیں خود ہر ایک شخص تاریخ تالیف دیکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا ہماری کتابیں انکی سخت گوئی سے پہلے لکھی گئیں یا بعد میں بطور مدافعت کے۔

ہمارے مخالفوں نے جسقدر ہم پر سختی کی اور جسقدر خدا سے بیخوف ہو کر نہایت بد تہذیبی سے ہمارے دین اور ہمارے پیشوائے دین حضرت محمد مصطفےٰ خاتم النبیین پر حملے کئے وہ ایسا امر نہیں ہے کہ کسی پر پوشیدہ رہ سکے۔ مگر کیا یہ تمام حملے میرے سبب سے ہوئے؟ اور کیا اندرمن کا اندر بجر اور پاداش اسلام اور دوسرے گندے اور ناپاک رسالے جن میں بجز گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا ان تمام تالیفات کے شائع کرنے کا میں ہی موجب تھا؟ اور کیا دیانند کی وہ کتاب جس کا نام ستیارتھ پرکاش تھا جو براہین احمدیہ سے دو برس پہلے چھپکر شائع بھی ہو چکی تھی کیا وہ میرے جوش دلانے کی وجہ سے لکھی گئی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ اسمیں وہ سخت اور توہین کے کلمے دین اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھے گئے ہیں جنکے سننے سے کلیجہ کانپتا ہے تو کیا اس سے ثابت نہیں کہ میری کتاب براہین احمدیہ

منہ

کی تالیف سے پہلے آریہ صاحبوں نے سخت گوئی انتہا تک پہنچادی تھی؟ اور اگر کوئی فریقین کی تحریروں کا مقابلہ کرے اور کتابوں کو ایکدوسرے کے مقابل پر کھولکر دیکھے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ کسی قدر سختی مدافعت کے طور پر نہایت رنج اٹھانے کے بعد ہم سے بھی ظہور میں آئی جس کا سبب اور جسکے استعمال کی حکمت عملی اور اسکے مفید نتائج ابھی ہم لکھ چکے ہیں مگر تاہم مقابلتاً وہ سختی کچھ بھی چیز نہیں تھی اور ہر جگہ مخالفین کے اکابر اور پیشواؤں کا نام تعظیم سے لکھا گیا تھا اور مقصود یہ تھا کہ ہماری اس نرمی اور تہذیب کے بعد ہمارے مخالف اپنی عادات سابقہ کی کچھ اصلاح کریں مگر لیکھرام کی کتابوں نے ثابت کر دیا کہ یہ امید بھی غلط تھی۔ ہم نہیں چاہتے کہ بے محل اس قصے کو چھیڑیں صرف ہمیں اُن لوگوں کی حالت پر افسوس آتا ہے جنہوں نے سچائی کا خون کرکے یہ الزام ہمپر لگانا چاہا کہ گویا مخالفوں کے مقابل پر ابتدا تمام سختیوں اور تمام بدگوئیوں اور تمام تحقیر اور توہین کے الفاظ کا ہم سے ہوا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حمایت اسلام کا دم مارتے ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ گویا سخت گوئی ہماری سرشت میں ایک لازم غیر منفک ہے جس نے مہذب مخالفوں کو جوش دلایا۔ اگر اس قابل رحم انجمن کی یہ رائے ہے جسکو ابزرور نے شائع کیا ہے تو اُس نے بڑی غلطی کی کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں پادریوں کی شکایت میں میموریل روانہ کیا۔ کیونکہ جبکہ میری ہی تحریک اور جوش دینے سے یہ سب کتابیں لکھی گئی ہیں تو طریق انصاف تو یہ تھا کہ میری شکایت میں میموریل بھیجتے۔

مَیں سچے دل سے اِس بات کو بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کی نظر میں یہی سچ ہے کہ بدگوئی کی بنیاد ڈالنے والا میں ہی ہوں اور میری ہی تالیفات نے دُوسری قوموں کو توہین اور تحقیر کا جوش دلایا ہے تو ایسا خیال کرنے والا خواہ ابزرور کا ایڈیٹر ہو یا انجمن حمایت اسلام لاہور کا کوئی ممبر یا کوئی اور گروہ ثابت کر دکھاوے کہ یہ تمام سخت گوئیاں جو پادری فنڈل سے شروع ہوکر امہات المومنین تک پہنچیں یا جو اندرمن سے ابتدا ہوکر لیکھرام تک ختم ہوئیں میری ہی وجہ سے برپا ہوئی تھیں تو میں ایسے شخص کو تاوان کے طور پر ہزار روپیہ نقد دینے کو طیار

۲۱۰ط

ہوں۔ کیونکہ یہ بات درحقیقت سچ ہے کہ جس حالت میں ایکطرف میرا یہ مذہب ہے کہ ہرگز مخالفوں کے ساتھ اپنی طرف سے سختی کی ابتدا نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اگر وہ غور کریں تو حتی الوسع صبر کرنا چاہیئے بجز اُس صورت کے کہ جب عوام کا جوش دبانے کیلئے مصلحت وقت پر قدم مارنا قرین قیاس ہو اور پھر دوسری طرف عملی کارروائی میری یہ ہو کہ یہ تمام شور قیامت مَیں نے ہی اُٹھایا ہو جسکی وجہ سے ہمارے مخالفوں کیطرف سے ہزارہا کتابیں تالیف ہو کر ملک میں شائع کی گئیں اور ہزارہا قسم کی توہین اور تحقیر ظہور میں آئی یہانتک کہ قوموں میں باہم سخت تفرقہ اور عناد پیدا ہُوا تو اس حالت میں بلاشبہ مَیں ہر ایک تاوان اور سزا کا مستحق ہوں۔ اور یہ فیصلہ کچھ مشکل نہیں اگر کوئی ایک گھنٹہ کیلئے ہمارے پاس بیٹھ جائے تو جیسا کہ ایک شکل آئینہ میں دکھائی جاتی ہے ویسا ہی یہ تمام واقعات بلاکم و بیش کتابوں کے مقابلہ سے ہم دکھا سکتے ہیں۔

یہ ذکر تو جملۂ معترضہ کیطرح درمیان آگیا۔ اب مَیں اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ یہ پالیسی ہرگز صحیح نہیں ہے کہ ہم مخالفوں سے کوئی دُکھ اُٹھا کر کوئی جوش دکھاویں یا اپنی گورنمنٹ کے حضور میں استغاثہ کریں۔ جو لوگ ایسے مذہب کا دم مارتے ہیں جیسا کہ اسلام جس میں یہ تعلیم ہے کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس[1] یعنے تم ایک اُمّت اعتدال پر قائم ہو جو تمام لوگوں کے نفع کیلئے پیدا کی گئی ہو۔ کیا ایسے لوگوں کو زیبا ہے جو بجائے نفع رسانی کے آئے دن مقدمات کرتے رہیں۔ کبھی میموریل بھیجیں اور کبھی فوجداری میں نالش کر دیں اور کبھی اشتعال ظاہر کریں اور صبر کا نمونہ کوئی بھی نہ دکھاویں۔ ذرہ غور کر کے دیکھنا چاہیئے کہ جو لوگ تمام گم گشتہ انسانوں کو رحم کی نظر سے دیکھتے ہیں اُن کے بڑے بڑے حوصلے چاہئیں۔ اُنکی ہر ایک حرکت اور ہر ایک ارادہ صبر اور بُردباری کے رنگ سے رنگین ہونا چاہیئے۔ سو جو تعلیم خدا نے ہمیں قرآن شریف میں اس بارے میں دی ہے۔ وہ نہایت صحیح اور اعلیٰ درجہ کی حکمتوں کو اپنے اندر رکھتی ہے جو ہمیں صبر سکھاتی ہے۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام رومی سلطنت کے ماتحت خدا تعالیٰ

[1] آل عمران : ۱۱۱

۲۲؎

سے مامور ہو کر آئے تو خدا تعالیٰ نے اُنکے ضعف اور کمزوری کے لحاظ سے یہی تعلیم اُن کو دی کہ شر کا مقابلہ ہرگز نہ کرنا بلکہ ایک طرف طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دو۔ اور یہ تعلیم اُس کمزوری کے زمانہ کے نہایت مناسب حال تھی۔ ایسا ہی مسلمانوں کو وصیت کی گئی تھی کہ اُنپر بھی ایک کمزوری کا زمانہ آئےگا اُسی زمانہ کے ہمرنگ جو حضرت مسیح پر آیا تھا اور تاکید کی گئی تھی کہ اس زمانہ میں غیر قوموں سے سخت کلمے سُنکر اور ظلم دیکھکر صبر کریں۔ سو مبارک وہ لوگ جو ان آیات پر عمل کریں اور خدا کے گنہ گار نہ بنیں۔ قرآن شریف کو غور سے دیکھیں کہ اسکی تعلیم اس بارے میں دو۲ پہلو رکھتی ہے۔ ایک۱ اس ارشاد کے متعلق ہے کہ جب پادری وغیرہ مخالف ہمیں گالیاں دیں اور ستاویں اور طرح طرح کی بدزبانی کی باتیں ہمارے دین اور ہمارے نبی علیہ السلام اور ہمارے چراغ ہدایت قرآن شریف کے حق میں کہیں تو اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ دوسرا۲ پہلو اس ارشاد کے متعلق ہے کہ جب ہمارے مخالف ہمارے دین اسلام اور ہمارے مقتدا اور پیشوا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی نسبت دھوکہ دینے والے اعتراض شائع کریں اور کوشش کریں کہ تا دلوں کو سچائی سے دُور ڈالیں تو اُسوقت ہمیں کیا کرنا فرض ہے۔ یہ دونوں حکم اس قسم کے ضروری تھے کہ مسلمانوں کو یاد رکھنے چاہئیں تھے۔ مگر افسوس ہی کہ اب معاملہ برعکس ہے اور جوش میں آنا اور مخالف موذی کی ایذا کے فکر میں لگ جانا غازہ دینداری ٹھہر گیا ہی۔ اور انسانی پالیسی کو خدا کی سکھلائی ہوئی پالیسی پر ترجیح دیجاتی ہی حالانکہ ہمارے دین کی مصلحت اور ہماری خیر اور برکت اسی میں ہی کہ ہم انسانی منصوبوں کی کچھ پرواہ نہ کریں اور خدا تعالےٰ کی ہدائیتوں پر قدم مار کر اُس کی نظر میں سعادتمند بندے ٹھہر جائیں۔ خدا نے ہمیں اُسوقت کیلئے کہ جب ہمارے مذہب کی توہین کیجائے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت سخت کلمات کہے جائیں کھلے کھلے طور پر ارشاد فرمایا ہے جو سورہ آل عمران کے آخر میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذَالِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ[۱] یعنے تم

۱؎ آل عمران : ۱۸۷

اہل کتاب اور دوسرے مخلوق پرستوں سے بہت سی دُکھ دینے والی باتیں سُنو گے۔ تب اگر تم صبر کرو گے اور زیادتی سے بچو گے تو تم خدا کے نزدیک اولوالعزم شمار کئے جاؤ گے۔ ایسا ہی اس دوسرے وقت کے لئے کہ جب ہمارے مذہب پر اعتراض کئے جائیں۔ یہ ارشاد فرمایا ہے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ[1] .... وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[2] سورہ آل عمران۔ یعنے جب تو عیسائیوں سے مذہبی بحث کرے تو حکیمانہ طور پر معقول دلائل کے ساتھ کر اور چاہیئے کہ تیرا وعظ پسندیدہ پیرایہ میں ہو۔ اور تم میں سے ہمیشہ ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو خیر اور بھلائی کیطرف دعوت کریں اور ایسی باتوں کی طرف لوگوں کو بلاویں جن کی سچائی پر عقل اور سلسلۂ سماوی گواہی دیتے رہے ہیں۔ اور ایسی باتوں سے منع کریں جنکی سچائی سے عقل اور سلسلہ سماوی انکار کرتے ہیں۔ جو لوگ یہ طریق اختیار کریں اور اس طرح پر بنی نوع کو دینی فائدہ پہنچاتے رہیں وہی ہیں جو نجات پا گئے۔

پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میں ان دونوں پہلوؤں کو ایک ہی جگہ اکٹھے کرکے بیان کر دیا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے۔ یا ایّھا الّذین اٰمنوا اصبروا وصابروا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[3]۔ (اخیر آل عمران) یعنے اے ایمان والو! دشمنوں کی ایذا پر صبر کرو اور باایں ہمہ مقابلہ میں مضبوط رہو اور کام میں لگے رہو اور خدا سے ڈرتے رہو تا تم نجات پا جاؤ۔ سو اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی ہمیں یہی ہدایت ہے کہ ہم جاہلوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانیوں اور گالیوں سے اعراض کریں اور ان تدبیروں میں اپنا وقت ضائع نہ کریں کہ کیونکر ہم بھی انکو سزا دلاویں*۔ بدی کے مقابل پر بدی کا ارادہ کرنا

* میری جماعت نے جو ڈگلس کی بدگوئی پر میموریل بھیجا ہے وہ سزا دلانے کی غرض سے نہیں بلکہ اس غرض سے کہ یہ لوگ محض دروغگوئی کے طور پر سخت گوئی کا الزام لگاتے تھے لہذا گورنمنٹ اور پبلک کو دکھلایا گیا ہے کہ ان لوگوں کی نرمی اور ادب اس قسم کا ہے۔ اس سے زیادہ اُس میموریل میں کوئی درخواست سزا وغیرہ کی نہیں ہے۔ منہ

[1] النحل: ۱۲۶ [2] آل عمران: ۱۰۵ [3] آل عمران: ۲۰۱

ایک معمولی بات ہے کمال میں داخل نہیں۔ کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگذر کی خو اختیار کریں۔

یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصوّر کریں۔ اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر انکو بازپرس کرے تو ہم کسقدر بازپُرس کے لائق ٹھہرینگے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو۔ اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔ یہ بالکل نامناسب اور سخت نامناسب ہے کہ پادریوں کی نسبت گورنمنٹ میں شکایت کریں۔ ہاں جو شبہات اور اعتراض اٹھائے گئے اور جو بہتان شائع کئے گئے انکو جڑ سے اکھاڑنا چاہیئے۔ اور وہ بھی نرمی سے اور حق اور حکمت کے معاون ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچانا چاہیئے اور ہزاروں دلوں کو شبہات کے زندان سے نجات بخشنا چاہیئے۔ یہی کام ہے جس کی اب ہمیں اشد ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے تائید اسلام کے دعوے پر جابجا انجمنیں قائم کر رکھی ہیں۔ لاہور میں بھی تین انجمنیں ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ باوجود عیسائیوں کیطرف سے دس کروڑ کے قریب مخالفانہ کتابیں اور رسائل نکل چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب ایسے اعتراضات شائع ہو چکے جن کا جواب دینا مولویوں اور انجمنوں کا فرض تھا جنہوں نے ہر ایک رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم مخالفوں کے سوالات کے جواب دینگے اِن حملوں کا اِن انجمنوں نے کیا بندوبست کیا اور کون کونسی مفید کتاب دنیا میں پھیلائی۔ ہم بقول اُن کے کافر سہی دجّال سہی سخت گو سہی مگر ان لوگوں نے باوجود ہزارہا روپیہ اسلام کا جمع کرنے کے اسلام کی تحقیقی مدد کیا کی۔ علوم مروّجہ کی تعلیم کا شاید بڑے سے بڑا نتیجہ یہ ہوگا کہ تا لڑکے تعلیم پا کر کوئی معقول نوکری پاویں۔ اور یتیموں کی پرورش کا نتیجہ بھی اس سے بڑھ کر

۲۴

کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ بچے مسلمان ہونے کی حالت میں بالغ اور معمولی طور کے خواندہ ہو جائیں۔ مگر آگے جو کروڑ ہا قسم کے دام تزویر بالغوں کی راہ میں بچھے ہوئے ہیں اُن سے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں بتلائی گئی۔ کیا کوئی بیان کر سکتا ہے کہ کسی انجمن نے اُن سے محفوظ رہنے کا کیا بندوبست کیا؟ بلکہ اگر ایسی ہی تعلیم ہے جس میں مخالفوں کے تمام حملوں سے اکمل اور اتم طور پر خبردار نہیں کیا جاتا اور یتیموں کی ایسی ہی پرورش ہے کہ اُنکو جوان اور بالغ کر دینا ہی بس ہے تو یہ تمام کام اسلام کے دشمنوں کیلئے ہے نہ اسلام کیلئے۔ اگر اسلام کیلئے یہ کام ہوتا تو سب سے پہلے اِس بات کا بندوبست ہونا چاہیئے تھا کہ یہ اعتراضات عیسائیت اور فلسفہ اور آریہ مت اور برہمو سماج کے جنکی میزان تین ہزار تک پہنچ گئی ہے نہایت صفائی اور تحقیق اور تدقیق سے اُنکا جواب شائع کیا جاتا اور صرف یہ کافی نہیں کہ امہات مومنین کے چند ورق کا جواب لکھا جاوے بلکہ لازم ہے کہ پادریوں کی شصت سالہ کارروائی اور ایسا ہی وہ تمام فلسفی اور طبعی اعتراضات جو اُسکے ساتھ قدم بقدم چلے آئے ہیں اور ایسا ہی آریہ سماج کے اعتراض جو نئے انقلاب سے اُنکو سُوجھے ہیں ان تمام اعتراضات کی ایک فہرست طیار ہو اور پھر ترتیب وار کئی جلدوں میں اِس خس و خاشاک کو سچائی کی ایک روشن اور افروختہ آتش سے نابود کر دیا جائے۔

یہ کام ہے جو اس زمانہ میں اسلام کے لئے کرنا ضروری ہے۔ یہی وہ کام ہے جس سے نبی ذریّت کی کشتی غرق ہونے سے بچ رہے گی۔ اور یہی وہ کام ہے جس سے اسلام کا روشن اور خوبصورت چہرہ مشرق اور مغرب میں اپنی چمک دکھلائیگا۔ اس کام کے یہ امور ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتے کہ یتیموں کی پرورش کیجائے یا علوم مروّجہ یا کسی اور کسب کی اُنکو تعلیم دیجائے یا بگفتن رسم اور عادت کے طور پر اسلام کے احکام اور ارکان اُنکو سکھلائے جائیں۔ وہ لوگ جو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیوں میں جا ملے ہیں جو غالباً ایک لاکھ کے قریب پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہونگے کیا وہ اسلام کے احکام اور ارکان سے بے خبر تھے؟ کیا اُنکو اتنی بھی تعلیم نہیں ملی تھی جو اَب انجمن حمایت اسلام لاہور یتیموں اور

ص۲۵

دوسرے طالب علموں کو دے رہی ہے؟ نہیں بلکہ بعض انمیں سے اسلام کے رسمی علوم سے
بہت کچھ واقف بھی تھے مگر پھر بھی اُنکے معلومات ایسے تھے کہ انکو عیسائیت کے زہریلے
اثر اور سوفسطائی اعتراضوں سے بچا نہ سکے اسلئے دانشمندی کا طریق یہ تھا کہ اُن لوگوں کے
۲۶ حالات سے عبرت حاصل کرکے اِس زہریلی ہوا کا جو ہر طرف سے زور کیساتھ چل رہی ہے
کوئی احسن انتظام کیا جاتا مگر کس نے اس طرف توجہ کی اور کس انجمن کو یہ خیال آیا؟ نہیں بلکہ
اُن لوگوں نے تو اور اور کارروائیاں شروع کردیں جو مسلمانوں کی دینی حالت پر کچھ بھی نیک اثر
ڈال نہیں سکتیں۔ اب بھی وقت ہے کہ اہل اسلام اپنے تئیں سنبھالیں اور وہ راہ اختیار کریں جو
درحقیقت اِس سیلاب کو روکتی ہو لیکن یاد رہے کہ بجز اِسکے اور کوئی بھی راہ نہیں کہ تمام اعتراضات
اور ہر ایک قسم کے شبہات جمع کرکے اِس کام کو کوئی ایسا آدمی شروع کرے جو اکمل اور اتم طور پر
اسکو انجام دے سکے اور حتی الوسع اُن شرائط کا جامع ہو جنکو پہلے ہم لکھ چکے ہیں۔

غرض یہ کام ہے جو مسلمانوں کی ذرّیت کو موجودہ زہریلی ہواؤں سے بچا سکتا ہے مگر
یہ ایسے طرز سے ہونا چاہیئے کہ ہر ایک جواب قرآن شریف کے حوالہ سے ہوتا اس طرح پر
جواب بھی ہو جائے اور حق کے طالبوں کو قرآن شریف کے اہم مقامات کی تفسیر پر بھی
بخوبی اطلاع ہو جائے۔ یہ ہر ایک کا کام نہیں یہ اُن لوگوں کا کام ہے جو اوّل شرائط ضروریہ
تالیف سے متصف ہوں۔ اور پھر ہر ایک ملونی سے اپنی نیت اور عمل کو الگ کرکے خدا تعالیٰ
کی راہ میں اُسکی مرضیات حاصل کرنے کیلئے یہ کوشش کریں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ایسی کتاب
کم سے کم پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار تک چھپوائی جائے اور تمام دیار اسلام میں مفت تقسیم ہو۔

غرض صرف امّہات مومنین جیسے ایک مختصر رسالہ کا ردّ لکھنا کافی نہیں ہے
کارروائی پوری کرنی چاہیئے اور یقین رکھنا چاہیئے کہ ضرور خدا تعالیٰ مدد دیگا۔ ہاں نرمی اور
آہستگی اور تہذیب سے یہ کارروائی ہونی چاہیئے۔ ایسی سخت تحریر نہ ہو کہ پڑھنے والا رک جائے
اور اُس سے فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ لیکن اتنا بڑا کام بغیر جمہوری مدد کے کسی طرح انجام پذیر

نہیں ہوسکتا۔ جب اہل الرائے ایک شخص کو اس کام کیلئے مقرر کریں تب یہ دوسرا انتظام بھی ہونا چاہیئے کہ اس کام کے انجام کیلئے اُمراء اور دولتمندوں اور ہر ایک طبقہ کے مسلمانوں سے ایک رقم کثیر بطور چندہ کے جمع ہو اور کسی ایک امین کے پاس حسب صوابدید اُس کمیٹی کے جو اس کام کو ہاتھ میں لیوے وہ چندہ جمع رہے اور حسب ضرورت خرچ ہوتا جائے۔

۲۷

اب ایک دوسرا سوال اور ہے اور وہ یہ کہ اس ردّ جامع کے لکھنے کے لئے کون مقرر ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کثرت رائے سے جو شخص لائق قرار پاوے وہی مقرر کیا جائے جیساکہ ابھی میں بیان کر چکا ہوں۔ اور جب ہر طرح سے کسی کو شرائط کے مطابق پایا جائے اور اسکی لیاقت کی نسبت تسلّی ہو جائے تو اس ردّ جامع کا کام اُسکو دیا جائے اور پھر تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے اختلافات کو دُور کر کے ایسے شخص کی مدد میں بدل وجان مصروف ہوں اور اپنے مالوں کو اس راہ میں پانی کی طرح بہادیں تا جیساکہ اس زمانہ میں مخالفوں کے اعتراض کمال کو پہنچ گئے ہیں ایسا ہی جواب بھی کمال کو پہنچ جائے اور اسلام کی فوقیت اور فضیلت تمام دینوں پر ثابت ہو جائے۔

اب اس کام میں ہرگز تاخیر نہیں چاہیئے۔ اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ دلی صفائی سے اور محض خدا کیلئے کھڑے ہو جائیں۔ اور بلحاظ امور متذکرہ بالا جسکو چاہیں تجویز کرلیں۔ یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو صاحب اس کام کیلئے تجویز کئے جائیں وہ اس کتاب کو تین زبانوں میں جو اسلامی زبانیں ہیں لکھیں یعنے اُردو اور عربی اور فارسی میں کیونکہ پادری صاحبوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے بلکہ اس سے زیادہ کئی زبانوں میں ردّ اسلام چھپوایا ہے۔ سو ہمیں بھی یہی چاہیئے کہ ہمت نہ ہاریں بلکہ انگریزی میں بھی ایک ترجمہ اس کتاب کا شائع کریں۔

میں مدت تک اس سوچ میں رہا کہ اس ضروری کام کا سلسلہ کیونکر شروع ہو۔ آخر مجھے یہ خیال آیا کہ اکثر علماء کا تو یہ حال ہے کہ اُن میں تباغض اور تحاسد بڑھا ہوا ہے انکو زیادہ تر دلچسپی تکفیر اور تکذیب سے ہے۔ جسقدر پنجاب اور ہندوستان میں انجمنیں قائم ہوئی ہیں مجھے

ابتک کسی ایسی انجمن پر اطلاع نہیں جو ان مقاصد کو جیسا کہ ہمارا ارادہ ہے پُورا کر سکے۔ یا
۱۴۸ اُس طرز کا جوش اُن میں موجود ہو۔ مَیں اِس بات کو قبول کرتا ہوں کہ ان انجمنوں کے میمبروں
میں سے کئی ایسے صاحب بھی ہونگے جو ہماری مراد کے موافق اُنکے دِلوں میں بھی تائید
دین متین کا جوش ہوگا۔ لیکن وہ کثرت رائے کے نیچے ایسے دبے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔
جیسا کہ طوطی کی آواز نقار خانہ میں۔ بہر حال جسقدر ہمیں ہمدردی دین کے جوش سے موجودہ
انجمنوں کا کچھ نقص بیان کرنا پڑا ہے وہ معاذاللہ اس نیت سے نہیں کہ ہم انجمنوں کے تمام
میمبروں اور کارکنوں پر اعتراض کرتے ہیں بلکہ ہمارا اعتراض اُس معجون مرکب پر ہے۔ جو
کثرت رائے سے آجتک پیدا ہوتی رہی ہے۔ لیکن اُن تمام صاحبوں کی ذاتیات اور
شخصیات سے ہمیں کچھ بحث نہیں جو اُن انجمنوں سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ ہم خوب
جانتے ہیں کہ بعض اوقات ایک صاحب کی اپنی رائے کچھ اور ہوتی ہے مگر کثرت رائے کے
نیچے اگر خواہ نخواہ اُسکو ہاں سے ہاں ملانی پڑتی ہے۔ اور نیز ہم ان انجمنوں اور اُنکے کاموں
کو محض بیہودہ نہیں جانتے بلاشبہ مسلمانوں کی دُنیوی حالت کو ترقی دینے کے لئے بہت
عمدہ ذریعہ ہے۔ ہاں ہمیں افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ زہریلی ہوا سے
مُسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے ان میں کوئی لائق تعریف کوشش نہیں کیگئی
جسقدر بنام نہاد تائید دین سامان دکھلائے گئے ہیں وہ ہرگز ہرگز اُس تیز اور تند اور
زہریلی ہوا کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو ہمارے ملک میں چل رہی ہے۔ اسلئے مسلمانوں
کی حقیقی ہمدردی جس دِل میں ہوگی وہ ضرور ہماری اِس تحریر پر بول اُٹھے گا کہ بلاشبہ
اِسوقت مسلمان اپنی دینی حالت کے رُو سے قابلِ رحم ہیں اور بلاشبہ اب ایک ایسے احسن
انتظام کی ضرورت ہے جس میں اُن حملوں کی پُوری مدافعت ہو جو اس عرصہ ساٹھ سال
میں اسلام پر کئے گئے ہیں۔ ہم اُن مُردہ طبیعت لوگوں کو مخاطب کرنا نہیں چاہتے جو
خود اپنی عمر کے انقلاب پر ہی نظر کر کے ابتک اِس نتیجہ پر نہیں پہنچے کہ یہ مختصر

زندگی ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں اور ضرور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے لئے اور اپنی ذرّیت کے لئے وہ آرام کی جگہ بناویں جو مرنے کے بعد ہمیشہ کی آرامگاہ ہوگی۔ اے بزرگو! یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور اُس کا ایک قانون ہے جس کو دُوسرے الفاظ میں مذہب کہتے ہیں۔ اور یہ مذہب ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پَیدا ہوتا رہا اور پھر ناپدید ہوتا رہا اور پھر پیدا ہوتا رہا۔ مثلاً جیسا کہ تم گیہوں وغیرہ اناج کی قسموں کو دیکھتے ہو کہ وہ کیسے معدوم کے قریب ہو کر پھر ہمیشہ از سرِ نو پیدا ہوتے ہیں اور باایں ہمہ وہ قدیم بھی ہیں اُنکو نو پَیدا نہیں کہہ سکتے۔ یہی حال سچے مذہب کا ہے کہ وہ قدیم بھی ہوتا ہے اور اُسکے اصولوں میں کوئی بناوٹ اور حدوث کی بات نہیں ہوتی اور پھر ہمیشہ نیا بھی کیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں ایک بزرگ نبی گذرے ہیں وہ کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے بلکہ وُہی لائے تھے جو ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا تھا اور حضرت ابراہیم بھی کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے بلکہ وہی لائے تھے جو نوح علیہ السلام کو ملا تھا۔ اِسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے اور کوئی نیا نجات کا طریق نہیں گھڑا تھا بلکہ وُہی تھا جو حضرت موسیٰ کو ملا تھا۔ اور وُہی پورانا طریق نجات کا تھا جو ہمیشہ خدائے رحیم نبیوں کے ذریعہ سے انسانوں کو سکھلاتا رہا۔ لیکن جب طریق نجات جو قدیم سے چلا آتا تھا اور دُوسرے اصول توحید میں عیسائیوں نے دھوکے کھائے اور یہودیوں کی عملی حالت بھی بگڑ گئی اور تمام زمین پر شرک پھیل گیا تب خُدا نے عرب میں ایک رسول پَیدا کیا تا نئے سرے زمین کو توحید اور نیک عملوں سے منوّر کرے اُسی خدا نے ہمیں خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر مخلوق پرستی کے عقائد دُنیا میں پھیل جائینگے اور لوگوں کی عملی حالت میں بھی بہت فرق ہو جائیگا اور اکثر دلوں پر دُنیا کی محبت غالب اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو جائیگی۔ تب خُدا پھر اس طرف توجہ کریگا کہ اُس راستی کے تخم کو جو ہمیشہ اناج کی طرح پَیدا ہوتا رہا ہے نشو و نما دے۔ سو خدا اَب اپنے دین کو ایسے لوگوں کے وسیلہ سے نشو و نما دیگا جو اسکی نظر میں بہت ہی مقبول ہونگے۔ مگر یہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کہ

صفحہ ۲۹

ایسے لوگ اسکی نظر میں کونسے ہیں۔ بہر حال قرین مصلحت یہی معلوم ہوتا ہے کہ اِس مشکل کام میں اُمراء وقت اور دُوسرے تمام تاجروں اور رئیسوں اور دولتمندوں اوراہل الرائے کو مخاطب کیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ اِس ہمدردی کے میدان میں کون کون نکلتا ہے اور کون کون اعراض کرتا ہے۔ لیکن کیا ہی قابلِ تعریف وہ لوگ ہیں جو اسوقت اِس کام کیلئے خدا تعالیٰ سے توفیق پائینگے۔ خدا اُن کے ساتھ ہو اور اپنے خاص رحم کے سایہ میں اُن کو رکھے۔

یہ مضمون جن جن بزرگوں کی خدمت میں پہنچے اُنکا کام یہ ہوگا کہ اوّل اِس مضمون کو غور سے پڑھیں اور پھر براہ مہربانی مجھے اطلاع بخشیں کہ وہ اِس کام کے انجام کے لئے کیا تجویز کرتے ہیں اور کس کو اِس خدمت کیلئے پسند کرتے ہیں۔ کام یہی ہے کہ مخالفوں کی کل کتابوں سے اعتراضات جمع کر کے اُن کا جواب دیا جائے۔ اور پھر وہ کتابیں پچاس ہزار کے قریب چھپوا کر ملک میں شائع کی جائیں اور اِس طرح پر موجودہ اسلامی ذریت کو سمِ قاتل سے بچالیا جائے۔ یہ تمام کام پچاس ہزار روپیہ کے خرچ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ اور اگر ایسی کتابیں کم سے کم پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار تک دُنیا میں شائع کی جائیں تو یہ سمجھو کہ ہمنے تمام ساختہ پرداختہ پادریوں اور دُوسرے مخالفوں کا کالعدم کر دیا لیکن چونکہ یہ مالی معاملہ ہے اسلئے اِس میں اوّل سے خوب پڑتال اور تفتیش ہونی چاہیئے کہ اِس کام کے لائق کون لوگ ہیں؟ اور کس کی تالیف دُنیا کے دِلوں کو اِسلام کی طرف جُھکا سکتی ہے؟ اور کون ایسا شخص ہے جس کا حُسنِ بیان اور قوّتِ استدلال اور طرزِ ثبوت عام فہم اور تسلّی بخش ہے اور کس کی تقریر ہے جو تمام اعتراضات کو درہم برہم کر کے اُن کا نشان مٹا سکتی ہے۔ اِسی خیال سے میں نے اِس اپنے مضمون میں دس شرطیں لکھی ہیں جو میرے خیال میں ایسے مؤلف کیلئے ضروری ہیں۔ لیکن میرے خیال کی پیروی کچھ ضروری نہیں ہر ایک صاحب کو چاہیئے کہ اِس کام کے لئے پوری پوری غور کر کے یہ رائے ظاہر کریں کہ کس کو یہ خدمتِ تالیف سپرد کرنی چاہیئے اور اُنکے نزدیک کون ہے جو بخوبی اور خوش اسلوبی اِس

کام کو انجام دے سکتا ہے۔ میں اسقدر خدمت اپنے ذمہ لے لیتا ہوں کہ ہر ایک صاحب اس بارے میں اپنی اپنی رائے تحریر کرکے میرے پاس بھیجدیں۔ میں اُن تمام تحریروں کو جمع کرتا جاؤنگا۔ اور جب وہ سب تحریریں جمع ہو جائینگی تو میں اُنکو ایک رسالہ کی صورت میں چھاپ دُونگا۔ اور پھر وہ امر جو کثرت رائے سے قرار پاوے اُسی کو اختیار کیا جائیگا۔ اور ہر ایک پر لازم ہوگا کہ کثرت رائے کے پیرو ہو کر سچے دل سے اس کام میں حتی الوسع مالی مدد دیں۔ اور اس رائے کے لائق وہی صاحب سمجھے جائینگے جو مالی مدد کے دینے کیلئے طیار ہوں۔ مگر رائے لکھنے کے وقت ہر ایک صاحب کو چاہیئے کہ اس اہلِ علم کا نام تصریح سے لکھیں جس کو یہ نازک کام تالیف کا سپرد کیا جائے گا۔

شاید بعض صاحب اس رائے کو اختیار کریں کہ کئی صاحب علم اس کام کیلئے متوجہ ہوں اور ملکر کریں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ ایسے امور میں تالیفات کا تداخل ضرر رساں ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات نزاع اور کینہ تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہاں جو شخص درحقیقت لائق اور صاحب معلومات ہوگا اُسکو اگر کوئی ضرورت ہوگی تو وہ خود اپنے چند مددگار خدام کی طرح پیدا کر سکتا ہے۔ کمیٹی کی تجویز کے نیچے یہ بات آ نہیں سکتی بلکہ ایسی قہری ترکیب سے کئی فتنوں کا احتمال ہے۔ جب تک صرف ایک شخص اس کام کا مدار المہام مقرر نہ کیا جائے تب تک تمیز و خوبی سے کوئی کام انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ ہاں وہ مدار المہام جسقدر مناسب سمجھے اپنی منشاء اور طرز تالیف کے مطابق اوروں سے مواد تالیف جمع کرنے کے لئے کوئی خدمت لے سکتا ہے اور اس کام کیلئے ایک عملہ مقرر کر سکتا ہے۔

یہ غور کے لائق باتیں ہیں اور مجھے زیادہ تر یہی خوف ہے کہ اس پرچہ کو جو خونِ جگر سے لکھا گیا ہے یونہی لاپروائی سے پھینک نہ دیا جائے یا جلدی سے اسپر رائے لگا کر اسکو ردّی اور فضول بستوں میں نہ ڈالدیا جائے اسلئے میں اُس بیقرار کی طرح جو ہر طرف ہاتھ پیر مارتا ہے اپنے معزز مخاطبین کو جو اپنی عزت اور امارت اور عالی ہمتی کی وجہ سے

فخر اسلام ہیں اُس خدائے عزوجل کی قسم دیتا ہوں جسکی قسم کو کبھی انبیاء علیہم السلام نے بھی ردّ نہیں کیا کہ اپنی رائے سے جو سراسر دینی ہمدردی پر مشتمل ہو مجھے ضرور ممنون فرمائیں گو کم فرصتی کیوجہ سے دو چار سطر ہی لکھ سکیں لیکن اس تمام مضمون کو پڑھ کر تحریر فرماویں میں امید رکھتا ہوں کہ جسقدر اسلام کے سچے ہمدرد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ ایسی رائے کے لکھنے سے جس میں قوم کی بھلائی اور ہزارہا فتنوں سے نجات ہے دریغ نہیں فرمائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ اس رائے میں تین امر کی تشریح ضرور چاہیئے۔ (۱) اوّل یہ کہ وہ اپنی دانست میں کس کو اِس کام کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ اور اُس بزرگ کا نام کیا ہے اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔ (۲) دوم یہ کہ وہ خود اس عظیم الشان کام کے انجام دینے کے لئے کسقدر مدد دینے کو طیار ہیں۔ (۳) سوم یہ کہ یہ رقم کثیر جو اِس کام کے لئے جمع ہوگی وہ کہاں اور کس جگہ مدّ امانت میں رکھی جائے گی۔ اور وقتاً فوقتاً کس کی اجازت سے خرچ ہوگی۔ یہ تین امر ضروری التفصیل ہیں۔

اسجگہ ایک اور امر قابلِ ذکر ہے اور وہ یہ کہ شاید بعض صاحبوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ ممکن ہے کہ اس کام میں دخل دینا گورنمنٹ عالیہ کے منشاء کے مخالف ہو۔ تو مَیں اُنکو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ جو ہماری جان اور مال کی حفاظت کر رہی ہے اُس نے پہلے سے اشتہار دے رکھا ہے کہ وہ کسی کے دینی امور اور دینی تدابیر میں مداخلت نہیں کریگی جب تک کوئی ایسا کاروبار نہ ہو جس سے بغاوت کی بدبو آوے۔ ہماری محسن گورنمنٹ برطانیہ کی یہی ایک قابل تعریف خصلت ہے جسکے ساتھ ہم تمام دُنیا کے مقابل پر فخر کر سکتے ہیں۔ بیشک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی طیار رہیں۔ لیکن ہم اِس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیکنامی پھیلانی چاہتے ہیں کہ کس طرح اِس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں ہمیں پوری آزادی دی ہے۔ عملی نمونے ہزاروں کوسوں

تک چلے جاتے ہیں اور دِلوں پر ایک عجیب اثر ڈالتے ہیں اور صدہا نادانوں کے ان سے وسوسے دُور ہو جاتے ہیں۔ یہ مذہبی آزادی ایک ایسی پیاری چیز ہے کہ اسکی خبر پاکر بہت سے اور ملک بھی چاہتے ہیں کہ اِس مبارک گورنمنٹ کا ہم تک قدم پہنچے۔ غرض اِس مبارک گورنمنٹ کو اپنا صدق اور اخلاص دکھلاؤ۔ وقتوں پر اُسکے کام آؤ۔ چاہیئے کہ تمہارا دِل بالکل صاف اور اخلاص سے بھرا ہوا ہو۔ اور پھر جب تم یہ سب کچھ کرچکے تو باوجود اس ارادت اور اخلاص کے کچھ مضائقہ نہیں کہ نرمی اور ملائمت سے اپنے دین کے اصولوں کی تائید کی جائے ایسے کاموں میں باریک اصولوں کے لحاظ سے گورنمنٹ کے اقبال اور دولت کی خیرخواہی ہے کیونکہ جس طرح اچھے دوکاندار کا نام سُنکر اُسی طرف خریدار دوڑتے ہیں۔ اِسی طرح جس گورنمنٹ کے ایسے بے تعصب اور آزادانہ اصول ہوں وہ گورنمنٹ خواہ نخواہ پیاری اور ہر دلعزیز معلوم ہوتی ہے اور بہت سے غیر ملکوں کے لوگ حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی اس کے ماتحت ہوتے۔ پس کیا آپ لوگ چاہتے نہیں کہ اِس محسن گورنمنٹ کا ان تمام تعریفوں کے ساتھ دُنیا میں نام پھیلے اور اس کی محبت دُور دُور تک دِلوں میں جاگزین ہو۔ دیکھو سر سیّد احمد خاں صاحب بالقابہ کسقدر اس محسن گورنمنٹ کے خیرخواہ تھے اور کس قدر گورنمنٹ عالیہ کے منشاء سے بھی واقف تھے اور کسقدر وہ اِس بات کو چاہتے تھے کہ ایسے اُمور سے دُور رہیں جو گورنمنٹ کی منشاء کے برخلاف ہیں باایں ہمہ وہ ہمیشہ مذہبی اُمور میں بھی لگے رہے۔ اور نہ صرف پادریوں کے اعتراضات کے جواب دیئے بلکہ الہ آباد کے ایک لاٹ صاحب کی کتاب کا بھی انھوں نے ردّ لکھا جو بڑا نازک کام تھا اور ہنٹر کے الزامات کا بھی جواب دیا۔ اور پھر موت کے دنوں کے قریب اس کتاب امہات المومنین کے کسی قدر حصّے کا جواب لکھ گئے جو علیگڈھ انسٹی ٹیوٹ پریس میں رسالہ جلد ۲ اپریل ۱۸۹۸ء میں چھپ بھی گیا ہے۔ ہاں چونکہ وہ دانشمند اور حقیقت شناس تھے اسلئے انھوں نے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی فضول میموریل کبھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہیں بھیجا جیساکہ

۲۴۷

آپ لاہور سے بھیجا گیا۔ بلکہ اب بھی جب انکو کتاب امہات المومنین کے مضامین پر اطلاع ہوئی تو صرف ردّ لکھنا پسند فرمایا۔ سید صاحب تینوں باتوں میں میرے موافق رہے۔ اوّل حضرت عیسیٰ کی وفات کے مسئلہ میں۔ دوم جب میں نے یہ اشتہار شائع کیا کہ سلطان روم کی نسبت گورنمنٹ انگریزی کے حقوق ہم پر غالب ہیں تو سید صاحب نے میرے اس مضمون کی تصدیق کی اور لکھا کہ سب کو اسکی پیروی کرنی چاہیئے۔ سوم اسی کتاب امہات المومنین کی نسبت انکی یہی رائے تھی کہ اس کا ردّ لکھنا چاہیئے میموریل نہ بھیجا جائے۔ کیونکہ سید صاحب نے اپنی عملی کارروائی سے ردّ لکھنے کو اسپر ترجیح دی۔ کاش اگر آج سید صاحب زندہ ہوتے تو وہ میری اس رائے کی ضرور کھلی کھلی تائید کرتے۔ بہرحال ایسے امور میں تمام معزز مسلمانوں کے لئے سید صاحب مرحوم کا یہ کام ایک اُسوۂ حسنہ ہے جس کے نمونہ پر ضرور چلنا چاہیئے۔ اور بلاشبہ یہ طریق عمل سید صاحب کا کہ آپ نے اُمّہات المومنین کا ردّ لکھنا مناسب سمجھا اور کوئی میموریل گورنمنٹ میں نہ بھیجا یہ درحقیقت ہماری رائے کی تصدیق ہے جو سید صاحب نے اپنی عملی کارروائی سے لوگوں کے سامنے رکھدی۔

ہماری رائے ہمیشہ سے یہی ہے کہ نرمی اور تہذیب اور معقولی اور حکیمانہ طرز سے حملہ کرنے والوں کا ردّ لکھنا چاہیئے۔ اور اس خیال سے دل کو خالی کر دینا چاہیئے کہ گورنمنٹ عالیہ سے کسی فرقہ کی گوشمالی کرادیں۔ مذہب کے حامیوں کو اخلاقی حالت دکھلانے کی بہت ضرورت ہے۔ اس طرح پر مذہب بدنام ہوتا ہے کہ بات بات میں ہم اشتعال ظاہر کریں۔ اور یاد رہے کہ ایڈیٹر ابزرور نے بہت ہی دھوکہ کھایا یا دھوکہ دینا چاہا ہے جبکہ اُس نے میری نسبت یہ لکھا کہ گویا میں اس بات کا مخالف ہوں کہ جو لوگ ہمارے مذہب پر حملہ کریں اُن کے حملوں کو دفع کیا جائے۔ وہ میرے اُس میموریل کو پیش کرتا ہے جسمیں میں نے لکھا تھا کہ گورنمنٹ عالیہ فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لئے دو تجویزوں میں سے ایک تجویز اختیار کرے کہ یا تو ہر ایک فریق کو ہدایت ہو جائے

۳۵

کہ کسی اعتراض کے وقت بغیر اس کے کہ فریق مخالف کی معتبر کتابوں کا حوالہ دے ہرگز اعتراض کے لئے قلم نہ اُٹھاوے۔ اور یا یہ کہ قطعاً ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب پر حملہ نہ کرے۔ بلکہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کریں۔ اب ظاہر ہے کہ میرے اُس بیان اور حال کے بیان میں کچھ تناقض نہیں ہے جیسا کہ ابزرور نے سمجھا ہے۔ کیا میری پہلی تحریر کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ مخالفوں کے حملہ کا جواب نہ دیا جائے؟ فرض کیا کہ ہم دوسروں کے مذہب پر حملہ نہ کریں مگر یہ تو ہمارا فرض ہے کہ غیروں کے حملے سے اپنے مذہب کو بچاویں اور اپنے مذہب کی خوبیاں دکھلاویں۔

غرض ہماری گورنمنٹ عالیہ ہمیں منع نہیں کرتی کہ ہم تہذیب کے ساتھ اپنے اصولِ مذہب کی حمایت کریں۔ سو اے بزرگو خود دیکھ لو کہ اسلام کسقدر حملوں کے نیچے دبا ہوا ہے۔ پادری صاحبوں کے حملے ہیں۔ فلسفہ جدیدہ کے حملے ہیں۔ آریہ صاحبوں کے حملے ہیں۔ برہم سماج کے حملے ہیں۔ دہریوں طبیعیوں کے حملے ہیں۔

اب مجھے بے دھڑک کہنے دو کہ اِسوقت سچّا مسلمان وہی ہے جو اسلام کی حالت پر کچھ ہمدردی دکھاوے اور بباعث سخت دلی اور لاپروائی یا ناحق کے دُور دراز کے خیالات سے ہمدردی سے مُنہ نہ پھیرے۔ اے مردانِ ہمت شعار وہ انتظام جواب ہونا چاہیئے۔ مجھے شرم آتی ہے کہ کہانتک میں بار بار لکھوں۔ اے قوم کے چمکتے ہوئے ستارو! اور معزز بزرگو! خدا آپ لوگوں کے دِلوں کو الہام کرے۔ خدا کے لئے اِس طرف توجہ کرو۔ اگر مجھے اِس بات کا علم ہوتا کہ میری اِس تحریر کے پڑھنے کے وقت فلاں فلاں اعتراض آپکے دِل میں گذریگا تو مَیں اُن اعتراضوں کو پہلے سے ہی دفع کر دیتا۔ اور اگر میرے پاس وہ الفاظ ہوتے جو آپ صاحبوں کو اِس مُدّعا کی طرف لے آتے تو مَیں وُہی الفاظ استعمال کرتا۔ ہائے افسوس ہم کیا کریں اور کس طرح اُس خوفناک تصویر کو دِلوں کے آگے رکھدیں جو ہمیں طاعون سے زیادہ اور ہیضہ سے بڑھکر رُعبناک معلوم ہوتی ہے۔ اَے خدا تو آپ دِلوں میں

ڈال۔ اے رحیم خدا تو ایسا کر کہ یہ تحریر جو خونِ دل سے لکھی گئی سہل انگاری کی نظر سے نہ دیکھی جائے۔

بالآخر اسقدر لکھنا بھی ضروری ہے کہ جو صاحب اِس کام کے لئے کسی مؤلف کو منتخب کرنے کی غرض سے اِس بات کے محتاج ہوں کہ اُن کی گذشتہ تالیفات کو دیکھیں تو وہ ہر ایک مؤلف سے جو اُنکے خیال میں بگمان غالب یہ کام کرسکتا ہو بطور نمونہ اُس کی تالیف کردہ کتابیں طلب کرسکتے ہیں جن سے اُسکی علمی طاقت اور طرز تقریر اور طریقِ استدلال کا پتہ لگ سکتا ہو۔ اور میری دانست میں اِس امتحان کے وقت جلسۂ مہوتسو کی وہ متفرق تقریریں جو کئی اہلِ علم کی طرف سے چھپ چکی ہیں بہت کچھ مدد دے سکتی ہیں۔ کیونکہ اُس جلسہ میں ہر ایک اسلامی فاضل نے اپنا سارا زور لگا کر تقریر کی ہے۔ پس بلاشبہ وہ کتاب جو حال میں لاہور میں میمبران جلسہ کی طرف سے چھپی ہے جس میں پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات کے علماء کی تقریریں ہیں اِس انتخاب کیلئے اوّل درجہ کی معیار ہے۔ اور مَیں صلاح دیتا ہوں کہ اِس فیصلہ کے لئے کِس کی تحریر زبردست اور مدلّل اور بابرکت ہے اِس کتاب سے مدد لیجائے۔ کیونکہ اس کشتی گاہ جس میں پادری صاحبان اور آریہ صاحبان اور برہمو صاحبان اور سناتن دھرم صاحبان اور دہریہ صاحبان اور علماء اسلام جمع تھے اور ہر ایک اپنی پوری طاقت سے کام لیکر تقریر کرتا تھا۔ جو شخص ایسے مقام میں اپنی پُرزور تقریر سے سب پر غالب آیا ہو اُسپر اب بھی اُمید کرسکتے ہیں کہ اس دُوسری کشتی میں بھی غالب آجائے گا۔

ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ایسا شخص اپنے مباحثات میں زبان عربی میں بھی کچھ تالیفات رکھتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ حسب شرائط متذکرہ بالا ایسے مؤلف کو جو اس فنِّ مناظرہ کا پیشوا سمجھا جائے عربی میں بھی تالیفات کرنے کی پوری دسترس چاہیئے۔ وجہ یہ کہ جو شخص زبانِ عربی میں طاقت نہ رکھتا ہو اُس کا فہم اور درایت قابلِ اعتبار نہیں اور نہ وہ کتابوں کو عربی میں تالیف کرکے عام فائدہ پہنچا سکتا ہے اور چونکہ

یہ ذکر درمیان آگیا ہے کہ جو صاحب کسی کو اس کام کے لئے منتخب کرنے کے لئے کوئی رائے ظاہر کریں اوّل اُنکو کافی علم اِس بات کا ہونا چاہیئے کہ کیا سابق تالیفات اُس شخص کی یہ گواہی دے سکتی ہیں کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کا انسان ہے کہ پہلے بھی دینی امور میں اعلیٰ مضمون اس کی قلم سے نکلے ہیں اور نیز یہ کہ وہ عربی میں بھی تالیفات نادرہ رکھتا ہے اسلئے یہ راقم بھی صرف تائید حق کی غرض سے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح محض نیک نیتی سے اپنی نسبت یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ یہ علم خداتعالیٰ کے فضل نے مجھے عنایت کیا ہے اور مَیں اِس لائق ہوں کہ اس کام کو انجام دوں۔

میری کتابیں جو مناظرات کے حق میں ابتک تالیف ہوئی ہیں یہ ہیں۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصہ جو آریوں اور برہموؤں اور عیسائیوں کے ردّ میں ہے۔ سرمہ چشم آریہ جو آریوں کے ردّ میں ہے۔ ایک عیسائی کے چار سوال کا جواب جو ایک لطیف رسالہ ہے۔ کتاب البریّہ عیسائیوں کے ردّ میں ہے۔ کتاب ایام الصلح۔ رسالہ نور القرآن جو عیسائیوں کے ردّ میں ہے۔ کتاب کرامات الصادقین جو تفسیر قرآن شریف عربی میں ہے۔ کتاب حمامۃ البشریٰ جو عربی میں ہے۔ کتاب سرالخلافہ جو عربی میں ہے۔ کتاب نور الحق جو عربی میں ہے۔ کتاب اتمام الحجۃ جو عربی میں ہے۔ اور دُوسری کئی کتابیں ہیں جو اِس راقم نے اُردو اور فارسی اور عربی میں تالیف کی ہیں۔ اور مہوتسو کے جلسۂ مذاہب کے بارے میں جو کمیٹی کیطرف سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے ایک لمبی تقریر اسلام کی تائید میں اِس راقم کی بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ اور یہ تمام کتابیں بجز ایام الصلح کے جو عنقریب شائع ہوگی شائع ہوچکی ہیں۔ اور اگر کوئی صاحب رائے لکھنے کے وقت ان کتابوں میں سے کسی کتاب کی ضرورت سمجھیں تو مَیں اِس شرط سے بھیج سکتا ہوں کہ وہ ایک دو ہفتہ رکھکر پھر واپس کردیں۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ اِس کارروائی کے لئے کون کون صاحب میری کتابیں طلب فرمائینگے۔ اب یہ مضمون معہ اپنی تمام روئداد کے ختم ہوگیا اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ ہر ایک

۳۸ صاحب جن کی خدمت بابرکت میں یہ مضمون بھیجا جائے وہ دو ہفتہ کے اندر ہی اپنی رائے زرّیں سے مجھے خوشوقت فرمائیں گے۔

اس مقام تک ہم لکھ چکے تھے کہ پرچہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۴ مئی ۱۸۹۸ء ہماری نظر سے گذرا جس میں میری نسبت اور میری رائے کی نسبت بتائید میموریل انجمن حمایت اسلام کے چند ایسی باتیں خلاف واقعہ[1] لکھی ہیں۔ جنکی طرز تحریر سے گورنمنٹ یا پبلک کے دھوکہ کھا جانے کا احتمال ہے۔ لہذا اُس غلط بیانی کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دینا قرین مصلحت سمجھکر چند سطریں اُن بہتانوں کے دُور کرنے کے لئے ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری دقیقہ رس گورنمنٹ ضرور اسپر توجہ فرمائے گی اور وہ اعتراضات معہ جوابات یہ ہیں۔

(۱) پہلے یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ "لوکل انجمن حمایت اسلام کا مطلب رسالہ امہات المومنین کی نسبت میموریل بھیجنے سے یہ تھا کہ یہ کتاب جو سخت دل دُکھانے والے الفاظ سے پُر ہے اور

---

[1] ایڈیٹر پیسہ اخبار اور اُن رو نے اپنے پرچہ میں مجھ پر یہ الزام بھی لگانا چاہا ہے کہ گویا وہ تفرقہ اور عناد جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہوا اُسکی تخم ریزی میری طرف سے ہی ہوئی۔ کہ میں نے لیکھرام کے مرنے کی پیشگوئی کی اور اُسکی موت پر ہندوؤں کو جوش آیا اور بدگمانیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن اس اعتراض سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ ان ایڈیٹروں کو بعض مخفی تحریکات کی وجہ سے مجھ سے وہ بغض اور حسد ہے جس کو وہ دینی امور میں بھی ضبط نہیں کرسکے اور آخر نفسانی جوش میں آکر اسلامی حمایت اور حقوق کو بھی پس پُشت ڈالدیا۔ میں نے بار بار اپنی کتابوں میں مفصل لکھا ہے اور خود لیکھرام نے بھی اپنی تالیفات میں اِس بات کو قبول کیا ہے کہ یہ پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت کی گئی تھی اسکا باعث خود لیکھرام ہی تھا۔ جن دنوں میں لیکھرام نے اسلام کی نسبت بدزبانی پر کمر باندھ رکھی تھی اور بات بات میں گالی اُسکے مُنہ میں تھی۔ اُن دنوں میں اُس نے جوش میں آکر ایک یہ کارروائی بھی کی تھی کہ مجھ سے بحث کرنے کے لئے قادیان میں آکر ایک مہینے کے قریب رہا۔ میں اُس سے بحث کرنے کے لئے اُسکے ضلع اور گاؤں میں نہیں گیا اور نہ میں نے کبھی ابتداءً

اندیشہ ہے کہ اُس کے مضامین سے نقص امن نہ ہوجاوے اُسکی اشاعت روکدیجاوے اب مرزا صاحب قادیانی نے اسکے مخالف میموریل بھیجا ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ اس کتاب کو حکماً نہ روکا جاوے" اس اعتراض سے ایڈیٹر صاحب کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے تو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت عمدہ کارروائی کی تھی۔ کہ نقص امن کی حجت پیش کرکے گورنمنٹ سے درخواست کی تھی کہ اس کتاب کی اشاعت روکدیجائے مگر اس شخص نے یعنے اس راقم نے محض بغض اور حسد سے اس کارروائی کی مخالفت کی اور اس طرح پر اسلام کو صدمہ پہنچایا۔ گویا اُن بزرگوں نے تو اسلام کی تائید کرنی چاہی مگر اس راقم نے محض نفسانی بغض اور حسد کے جوش سے اسلامی کارروائی کو عمداً حرج پہنچانے کے لئے کوشش کی۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ میں نے اپنے میموریل میں جو ۱۴ رمئی ۱۸۹۶ء کو اُردو زبان

حاشیہ: اُس سے خط و کتابت کی وہ خود اپنے وحشیانہ جوش سے قادیان میں میرے پاس آیا۔ اور اس بات کے تمام ہندو اس جگہ کے گواہ ہیں کہ وہ پچیس دن کے قریب قادیان میں رہا اور سخت گوئی اور بدزبانی سے ایک دن بھی اپنے تئیں روک نہ سکا۔ بازار میں مسلمانوں کے گذر کی جگہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا رہا۔ اور مسلمانوں کو جوش دینے والے الفاظ بولتا رہا۔ میں نے اندیشہ نقص امن سے مسلمانوں کو منع کر دیا تھا کہ اسکی تقریروں کے وقت کوئی بازار میں کھڑا نہ ہو۔ اور کوئی مقابلہ کے لئے مستعد نہ ہو۔ اسلئے باوجود اسکے کہ وہ فساد کے لئے چند اوباشوں کو ساتھ ملاکر ہر روز ہنگامہ کے لئے طیار رہتا تھا مگر مسلمانوں نے میری متواتر نصیحتوں کی وجہ سے اپنے جوشوں کو دبالیا۔ اُن دنوں میں کئی باغیرت مسلمان میرے پاس آئے کہ یہ شخص برملا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ لوگ جوش میں ہیں۔ تب میں نے نرمی سے منع کیا کہ ایک مسافر ہے بحث کرنے کے لئے آیا ہے صبر کرنا چاہیئے۔ میرے بار بار کے روکنے سے یہ لوگ اپنے جوشوں سے باز آگئے۔ اور لیکھرام نے یہ طریق اختیار کیا کہ ہر روز میرے مکان پر آتا۔

۲۹

میں چھپا ہے اسقدر تو بیشک لکھا ہے کہ رسالہ امّہات المومنین کی اشاعت روکنے کے لئے گورنمنٹ سے درخواست کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ مگر میں نے اِس میموریل میں نقص امن کا خطرہ دُور کرنے کیلئے یہ حقیقی تدبیر پیش کر دی ہے کہ نرمی اور تہذیب سے اُس کتاب کا جواب ملنا چاہیئے۔ ہر ایک محقق اور غور کرنیوالا یہ گواہی دے سکتا ہے کہ رسالہ امہات المومنین عیسائیوں کی طرف سے کوئی پہلی تالیف نہیں ہے جسمیں اُسکے مؤلّف نے سخت گوئی اور بہتان اور گالیوں کا طریق اختیار کیا۔ بلکہ دیسی پادریوں کیطرف سے برابر ساٹھ سال سے یہی طریق جاری ہے اور بعض رسائل اور اخبار تو ایسی سخت گوئی اور دِل دُکھانے والے الفاظ سے بھرے ہوئے ہیں جو کئی درجہ اس رسالہ سے بھی بڑھکر ہیں۔

اب سوچ لینا چاہیئے کہ اس ساٹھ سال میں مسلمانوں نے اس سخت گوئی سے تنگ آکر کسقدر گورنمنٹ میں میموریل بھیجے۔ جہانتک میں خیال کرتا ہوں بجز اِس میموریل اور

اور کوئی نشان اور معجزہ مانگتا اور سخت اور ٹھٹھے اور ہنسی کے الفاظ اُسکے مُنہ سے نکلتے۔ اب ایک مسلمان جو سچا مسلمان ہو خیال کر سکتا ہے کہ ایسا شخص جو اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بدزبان ہو اور ہر روز رُو برو بے ادبی اور توہین مذہب کے کلمات بولتا ہو اُسکی عادات پر صبر کرنا کسقدر دشوار ہوتا ہے مگر تاہم میں نے اسقدر صبر کیا کہ ہر ایک سے ایسا صبر ہونا مشکل ہے۔ میں ہر ایک وقت جو قادیان میں رہنے کے ایام میں مجھے وہ ملتا رہا باوجود اسکے وحشیانہ جوشوں کے جو ہمارے پاک نبی کی نسبت اُسکے دل میں بھرے ہوئے تھے نرمی اور خلق سے اُسکے ساتھ پیش آتا رہا اور وہ کبھی ہنسی اور بیجا تحقیر مذہب سے باز نہ آیا اور ہمیشہ صبح یا تیسرے پہر قادیان میں میرے مکان پر آتا اور اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت طرح طرح کی بے ادبیاں کرتا اور جیسا کہ ظالم پادریوں نے مشہور کر رکھا ہے بار بار یہی کہتا تھا کہ تمہارے پیغمبرؐ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور نہ کوئی پیشگوئی ہوئی۔ مُلّانوں نے مذہب کو رونق دینے کیلئے جھوٹے معجزوں سے کتابیں بھر دی تھیں۔ آخر ہر روز تحقیر سنتے سنتے دل کو نہایت دُکھ پہنچا۔ میں نے چند دفعہ دُعا کی کہ یا الٰہی تو قادر ہے کہ اپنے نبی کی عزت ظاہر کرنے کے لئے کوئی نشان ظاہر کرے یا کوئی پیشگوئی ظہور میں لاوے جس سے ہماری حجت پوری ہو! اور ان دُعاؤں کے بعد میرے دل کو تسلی ہو گئی کہ خدا اسکے مقابل پر ضرور میری تائید کریگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہی نشانہ پیشگوئی ہوگا چنانچہ میں نے

ریواڑی کے میموریل کے جو اسی انجمن کے ہاتھوں کی کارروائی ہے کبھی مسلمانوں کے کانشنس نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ ایسی کتابوں کے مقابل پر میموریل بھیجنے ضروری ہیں۔ تخمیناً بیس برس کا عرصہ ہوا کہ میں نے کسی بشپ صاحب کی تحریر میں دیکھا تھا کہ پچاس یا چالیس برس کے عرصہ میں پادری صاحبوں کی طرف سے مخالف مذہبوں کے رد کرنے کیلئے چھ کروڑ کتاب لکھی گئی ہے۔ اِس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتک کم سے کم ہندوستان میں عیسائی صاحبوں کی طرف سے نو کروڑ ایسی کتاب شائع کی گئی ہوگی جس میں مسلمانوں اور دُوسرے اہل مذاہب پر حملہ ہوگا۔ اور اگر بطور تنزّل یہ بھی مان لیں کہ اس کے بعد کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی۔ تو چھ کروڑ کتاب بھی کچھ تھوڑی نہیں۔ اور اس بات میں بحث کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ اِس چھ کروڑ کتاب میں کس قدر سخت کلمے ہوں گے۔ کیونکہ جس قسم کے پادری صاحبان مذہبی کتابوں کے لکھنے میں پاک زبان اور مہذّب ثابت ہوئے ہیں یہ تو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ تو اس صُورت میں اگر نقضِ امن کے اندیشہ

اُسکو وعدہ دیا اور اُس سے اُس کے جانے کے بعد بذریعہ خط درخواست کی کہ وہ اجازت دے کہ ہر ایک طور کی پیشگوئی جو اُس کی نسبت ہو اُسکو شائع کیا جائے۔ چنانچہ اُسنے بذریعہ کارڈ کے تحریری اجازت بھیجدی جس کا مضمون یہ تھا کہ گو کیسی ہی پیشگوئی میری نسبت ہو میں اُس سے ناراض نہیں ہوں بلکہ میں اُسکو واہیات اور بکواس سمجھتا ہوں۔ اِس اجازت کے بعد بار بار جناب الٰہی میں توجہ کرنے سے وہ الہامات اُسکی نسبت ہوئے جنکو میں اُسکی زندگی کے زمانہ میں ہی شائع کرچکا ہوں۔ اور اُن دنوں میں اُسنے بھی شوخی اور چالاکی سے میری نسبت یہ اشتہار شائع کیا کہ مجھے بھی یہ الہام ہوا ہے کہ یہ شخص تین برس کے اندر ہیضہ سے مرجائے گا۔ آخر جو خدا کیطرف سے تھا وہ ظہور میں آگیا۔ اور لیکھرام پیشگوئی کے منشاء کے موافق میعاد کے اندر اِس فانی جہان کو چھوڑ گیا۔ اب کوئی منصف بتلاوے کہ اِسمیں میرا کیا قصور تھا۔ یہ تمام واقعات جو میں نے لکھے ہیں پچاس سے زیادہ اسکے گواہ ہونگے۔ کیا دین اسلام کی اسقدر بھی عزت نہیں ہے کہ اسقدر گالیاں سُننے کے بعد خدا کے نبیوں کی سُنّت کے موافق پیشگوئی سُنائی جائے اور وہ بھی بہت سے اصرار کے بعد۔ کیا جس شخص نے اسقدر انکار اور سختی اور بدزبانی کے ساتھ پیشگوئی مانگی اور خدا نے اپنے رسول کی عزت کیلئے بتلادی کیا ایسی پیشگوئی پوشیدہ رکھی جاتی اِس خیال سے کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر یا اُسکے ہم مادہ لوگ اِس سے

کی تدبیر یہی تھی جو انجمن حمایت اسلام لاہور کو اب سوجھی یعنے یہ کہ گورنمنٹ میں میموریل بھیجکر عیسائیوں کی کتابیں تلف کرائی جائیں تو آجتک کم سے کم ایک کروڑ میموریل اسلام کی طرف سے جانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ بڑے مذہب برٹش انڈیا میں دو ہی ہیں۔ ہندو اور مسلمان۔ مگر ہندوؤں کی طرف پادری صاحبوں کی التفات طبعاً کم ہے۔ لیکن اگر فرض بھی کرلیں کہ یہ چھ کروڑ کتاب جو لکھی گئی تو نصف اُس کا ہندوؤں کے ردّ میں تھا تب بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے ردّ میں ابتک تین کروڑ کتاب تالیف ہوئی۔ اس لئے ایک کروڑ میموریل بھیجے جانا کچھ زیادہ نہ تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیوں باستثنائے انجمن حمایت اسلام لاہور کے کسی کو یہ بات نہ سُوجھی کہ بذریعہ میموریل یہ تمام عیسائیوں کی کتابیں جو ابتک بار بار چھپ رہی ہیں تلف کرائی جائیں۔ یہانتک کہ سر سیّد احمد خاں صاحب بالقابہ کو بھی یہ خیال نہ آیا بلکہ سیّد صاحب مرحوم تو رسالہ امہات المومنین کے شائع ہونے کے وقت بھی جواب لکھنے کی طرف ہی

ناراض ہونگے۔ افسوس ان لوگوں کو سمجھ نہیں آتا کہ جو شخص اسقدر موذی طبع تھا کہ قادیان میں آکر گالیاں دیتا رہا۔ اُس کی نسبت اگر خدا تعالیٰ نے اُسکی درخواست کے بعد الہام فرمایا تو اسمیں ہماری طرف سے کونسی زیادتی ہوئی۔ اُس نے بھی تو میری نسبت اشتہار دیا تھا۔ یہ کیسی جہالت ہے کہ بار بار ہندوؤں کی ناراضگی کا نام لیا جاتا ہے۔ اور خدا کے لئے کوئی خانہ خالی نہیں رکھا جاتا۔

ہمارا اور ان لوگوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے مقدمہ ہے۔ جو مجھپر اعتراض کرتے ہیں یہ مجھپر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر کرتے ہیں کہ اس نے لیکھرام کو کیوں مارا اور کیوں ایسا کام کیا جس سے ہندو افروختہ ہوئے۔ اگر یہ معاملہ محل اعتراض ہے تو پھر ایڈیٹر پیسہ اخبار اور ابزرور کی قلم سے کوئی نبی اور رسول بچ نہیں سکتا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار نے آتھم کے نہ مرنے پر بھی اعتراض کیا تھا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا۔ اور اب لیکھرام کی نسبت اعتراض کیا کہ وہ میعاد کے اندر کیوں مرگیا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ حاسدانہ نکتہ چینی ہر ایک پہلو سے ہوسکتی ہے۔ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی کیسی صاف طور پر اس کے ساتھ شرط موجود

متوجہ ہوئے جو اب چھپ بھی گیا ہے۔ جس کو وہ بباعث موت پُورا نہ کر سکے۔ مگر اس کتاب کے تلف کرانے کے لئے کوئی میموریل نہ بھیجا اور اشارہ تک زبان پر نہ لائے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ کیا یہ سبب ہے کہ پولٹیکل امور میں اِس انجمن کو اُن سے بھی زیادہ عقل اور فہم ہے یا اُنکی اسلامی غیرت سیّد صاحب سے بڑھی ہوئی ہے۔ ایسا ہی دُوسرے اکابر اور غیر تمند مسلمان عرصہ ساٹھ سال تک دیسی پادریوں کی طرف سے یہی سختی دیکھتے رہے مگر کوئی میموریل نہ بھیجا گیا وہ سب کے سب اس انجمن سے مرتبہ عقل یا دینی غیرت میں کم تھے؟ پس کیا اس سے نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ انجمن کی رائے ایک ایسی نرالی رائے ہے۔ جو کبھی اسلام کے مدبروں اور غیر تمندوں اور پولٹیکل اسرار کے ماہروں نے اسپر قدم نہیں مارا مگر ردّ لکھنے کے امر پر سب کا اتفاق رہا؟ اور ابتدا میں اس انجمن نے بھی بطور دکھانیکے دانتوں کے اسی اصول کو مستحسن سمجھکر اسپر کاربند رہنے کا وعدہ بھی دیا تھا اور اسکو اپنے

تھی کہ وہ خدا سے اگر خوف کرے گا تو میعاد کے اندر نہیں مرے گا۔ سو اُس نے صریح اور کُھلے کُھلے طور پر آثارِ خوف دِکھلائے اِس لئے میعاد کے اندر نہ مرا۔ مگر پھر سچّی گواہی کو پوشیدہ رکھکر ہمارے الہام کے مطابق آخری اشتہار سے چھ مہینے بعد مر گیا۔ اب دیکھو آتھم کی نسبت پیشگوئی بھی کیسی صفائی سے پوری ہوگئی تھی۔ ظاہر ہے کہ مَیں اور آتھم دونوں قضاء و قدر کے نیچے تھے۔ پس اِس میں کیا بھید تھا کہ مُدّت ہوئی کہ میری پیشگوئی کے بعد آتھم مر گیا اور مَیں ابتک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ ہوں۔ کیا یہ خدا کا وہ فعل نہیں ہے جو میرے الہام اور میری پیشگوئی کے بعد میری تائید کے لئے ظہور میں آیا۔ پھر اُن لوگوں پر سخت تعجب ہے کہ مسلمانوں کی اولاد ہوکر اِن خدائی قدرتوں کو نہ سمجھیں جن میں صریح تائیدِ الٰہی کی چمک ہے۔

ترسم کہ بہ کعبہ چوں رسی اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست

منہ

ص۲۱ رسالہ میں بار بار شائع بھی کیا جس کے پُورا کرنے کی طرف ابتک توجہ نہ کی۔ پس اگر بقول پیسہ اخبار یہی بات سچ تھی کہ اب عیسائیوں کے حملوں کے ردّ لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں پہلے اس سے بہت کچھ لکھا گیا ہے اب تو ہمیشہ بوقت ضرورت میموریل بھیجنا ہی قرین مصلحت ہے تو اس انجمن نے کیوں ایسا ناجائز وعدہ کیا تھا۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ اپنے امور دُنیا میں تو ایسے چُست اور چالاک ہوں کہ اس چند روزہ دُنیا کی ترقیات کو کسی حد تک بند کرنا نہ چاہیں مگر دین کے معاملہ میں انکی یہ رائے ہو کہ کیسے ہی مخالفوں کی طرف سے حملے ہوں اور کیسے ہی نئے نئے پیرایوں میں نکتہ چینیاں کی جائیں اور کیسے ہی دھوکہ دینے والے اعتراض شائع کئے جائیں مگر ہمارا یہی جواب ہو کہ پہلے بہت کچھ ردّ ہو چکا ہے اب ردّ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا اِلَیہ راجِعُون۔ کہانتک مسلمانوں کی حالت پہنچ گئی اور کس قدر دینی امور میں عقل گھٹ گئی۔ خدا تعالیٰ تو قرآن شریف میں یہ فرماوے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ[1]۔ اور یہ فرماوے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر[2]۔ جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے جب تک اسلام پر حملے کرنے والے حملے کرتے رہیں اس طرف سے بھی سلسلہ مدافعت جاری رہنا چاہیئے۔ مگر اس انجمن کے گروہ کی یہ تعلیم ہو کہ اب عیسائیوں کے مقابلہ پر ہرگز قلم نہ اُٹھانا چاہیئے اور سزا دلانے کی تجویزیں سوچی جائیں اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔ ذرہ نہیں سوچتے کہ پادری صاحبوں کے حملے کیا کمیّت کے رُو سے اور کیا کیفیت کے رُو سے دریائے مواج کی طرح ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کمیّت یعنے مقدار اشاعت کا یہ حال ہے کہ بعض جگہ ہفتہ وار ایک لاکھ دو ورقہ رسالہ اسلام کے ردّ میں نکلتا ہے اور بعض جگہ پچاس ہزار۔ اور ابھی سُن چکے ہو کہ ابتک کئی کروڑ کتاب اسلام کے ردّ میں عیسائیوں کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ اب بتلاؤ کہ مقدار اور تعداد کے لحاظ سے اسلامی کتابیں ان لوگوں کی کتابوں کے مقابل پر کسقدر ہیں۔ کئی کروڑ ہندو اس ملک میں ایسے ہیں کہ

[1] النحل: ۱۲۶ [2] آل عمران: ۱۰۵

۲۱۲

انکو خبر تک نہیں کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کی اُن کتابوں اور رسائل کا کیا جواب دیا ہے مگر شاذ و نادر کوئی ہندو ایسا ہوگا جس نے عیسائیوں کی ایسی گندی کتابیں نہ دیکھی ہوں جو اسلام کے ردّ میں لکھی گئیں۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص ہندوؤں میں سے کچھ اُردو سمجھ سکتا ہے یا انگریزی خوان ہے اُسکے کانوں تک بہت کچھ عیسائیوں کی کتابوں کی بدبو پہنچی ہوگی اور ہندوؤں کا اسلام کے مقابل پر بد زبانی کے ساتھ مُنہ کھولنا درحقیقت اسی وجہ سے ہوا ہے کہ عیسائیوں کی زہریلی تحریرات کی گندی نالیوں سے بہت کچھ خراب مواد اُنکے خون میں بھی مل گئے ہیں۔ اور اُن کے افتراؤں کو ان لوگوں نے سچ سمجھ لیا۔ اور اس طرح پر آریہ لوگ بھی عناد میں پختہ ہو گئے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ اس کثرت سے اشاعت اسلامی کتابوں کی کہاں ہوئی۔ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ مسلمانوں نے ابتک کیا کیا ہے؟ کچھ نہیں! اگر کسی گوشہ نشین مُلّا کو یہ خیال بھی آیا کہ کسی رسالہ کا ردّ لکھیں تو مرمر کر دو تین سو روپیہ اکٹھا کیا اور تشتت خاطر کے ساتھ کچھ لکھکر چھ سات سو کاپی کسی مختصر کتاب کی چھپوا دی جسکے چھپنے کی عام طور پر قوم کو بھی خبر نہ ہوئی۔ تو اب کیا اس مختصر اور نہایت حقیر کارروائی کے ساتھ یہ خیال کیا جائے کہ جو کچھ کرنا تھا کیا گیا اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ اس عرصہ میں صرف چند کتابیں مسلمانوں کی طرف سے نکلی ہیں جنکو انگلیوں پر گن سکتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے اسلامی نکتہ چینی کی کتابوں اور دو ورقہ رسائل کو اس کثرت سے شائع کیا ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے ہر ایک مُسلمان کے حصہ میں ہزار ہزار کتاب آسکتی ہے۔ اب نہایت درجہ کا دجّال اور دشمنِ اسلام وہ شخص ہوگا جو اس بدیہی واقعہ سے انکار کرے۔ پھر جبکہ اشاعت کی تعداد کے رُو سے اسلامی مدافعت کو پادریوں کے حملہ سے وہ نسبت بھی نہیں جو ایک ذرّہ کو ایک پہاڑ کے ساتھ ہو سکتی ہے تو کیا ابھی تک یہ کہنا بجا ہے کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا۔ اور جسقدر اشاعت

۲۱۳ مدافعت کی ہمپر واجب تھی وہ سب ہم کر چکے۔ اے غافلو! اللہ تعالیٰ کا خوف کرو۔ اندرونی کینوں کی وجہ سے سچائی کو کیوں چھوڑتے ہو؟ اور اسقدر کیوں بڑھے جاتے ہو؟ کیا ایک دن اپنے کاموں سے پوچھے نہیں جاؤ گے؟

ہمارے علماء نے جو کچھ ابتک کمیت کے لحاظ سے اشاعت کا کام کیا ہے وہ ایک ایسا امر ہے جو اُس کا خیال کر کے بے اختیار قوم کی حالت پر رونا آتا ہے کیونکہ جس طرح اس اشاعت میں پادریوں کو اپنی قوم کی طرف سے کروڑ ہا روپیہ کی مدد ملی اور انہوں نے کروڑ ہا تک شائع کردہ کتابوں کا عدد پہنچایا۔ اگر اسلام کے مولفین کو بھی یہ مدد ملتی تو وہ بھی اسی طرح کروڑ ہا کتابوں کی اشاعت سے دلوں میں ایک بھاری انقلاب عقائد حقہ کیطرف پیدا کر دیتے۔ یہ وہ مصیبت ہے جو شائع کردہ کتابوں کی کمیت کے لحاظ سے اب تک اسلام پر ہے۔ اب دوسری مصیبت پر بھی غور کرو جو کیفیت کے لحاظ سے عائد حال اسلام ہے اور وہ یہ کہ تین ہزار اعتراض میں سے ابتک غایت کار ڈیڑھ سو یا پونے دو سو اعتراض کا جواب دیا گیا ہے اور وہ بھی اکثر الزامی طور پر اور اکثر رد لکھنے والوں کی کتابیں ایسی ہیں کہ جو حقیقی معارف اور علوم حکمیہ کو چھو بھی نہیں گئیں اور بہت سا حصہ جنگ زرگری میں خرچ کیا گیا ہے۔ اب دیکھو کسقدر حمایت اسلام کا کام ہے جو کرنے کے لائق ہے۔ ماسوا اِسکے یہ موٹی بات ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ آجکل ہمارے متفنی مخالفوں کا یہ طریق ہے کہ جن اعتراضوں کے آج سے چالیس برس پہلے جواب دیئے گئے تھے۔ وہی اعتراض اور اور رنگوں اور پیرایوں اور طرح طرح کے نئے نئے طرز استدلال سے پیش کر رہے ہیں اور بعض جگہ طبعی یا ہیئت کی اُنکے ساتھ رنگ آمیزی کر کے یا اور طرح کے دھوکہ دینے والے ثبوت تلاش کر کے ملک میں شائع کر دیئے ہیں اور اُن اعتراضات کا بہت بڑا اثر ہو رہا ہے اور پہلے جوابات اُنکی نئی طرز اور طریق کے مقابل پر منسوخ کی طرح ہیں۔ پھر کون عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اب اُن اعتراضات کے جواب لکھنے کی

ضرورت نہیں۔ انجمن حمایت اسلام خود غور کرے کہ جب ہمارا میموریل دیکھکر اُسکو فکر پڑگئی کہ اُسکے میموریل کے وجوہات کمزور ثابت کئے گئے ہیں تو کس طرح پنجاب آبزرور اور پیسہ اخبار کے ذریعہ سے اُس نے ہاتھ پَیر مارے اور اِس بات پر کفایت نہ کی کہ ہمارے میموریل کے وجوہات مکمل ہیں پھر اور کچھ لکھنے لکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح انسانی عدالتوں میں دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک شخص اپنی اپیل میں عمدہ وجوہات کا سامان اکٹھا کرتا ہے تو فریق ثانی ہرگز اِس بات پر قناعت نہیں رکھتا کہ پہلی عدالت میں مَیں کامل وجوہات دے چکا ہوں۔ اَب مجھے کیا ضرورت ہے کہ اِس اپیل کے وجوہات توڑوں یا وکیل کرتا پھروں بلکہ میرے پہلے وجوہات ہی کافی ہونگے۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ انجمن حمایت اسلام کے ممبر اور اسکے حامی اپنے دُنیا کے امور میں ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہونگے اور ایسا ہی سمجھتے ہوں گے مگر دین اسلام کے متعلق اِس اصول کو بھلا دیا ہے۔

غرض یہ یاد رہے کہ جو کچھ مخالفوں کے مقابل پر آجتک کیا گیا ہے کچھ بھی چیز نہیں۔ ہمارے مخالفوں نے کروڑہا کتابیں دُنیا میں پھیلاکر ہر ایک قوم اور ہر ایک طبقہ کے انسان کو اسلام پر بدظن کر دیا ہے۔ ہم نے اُنکی کروڑہا کتابوں اور رسائل اور اُن دو ورقہ رسائل کے مقابل پر جو ایک ماہ میں کئی لاکھ پنجاب اور ہندوستان میں شائع کئے جاتے اور ہر ایک قوم اور مَرد و زَن تک پھیلائے جاتے ہیں کیا کیا ہے۔ اور پھر اُس تین ہزار اعتراض کا جو رنگارنگ میں اور کئی علمی پیرایوں میں دُنیا میں مشہور کئے گئے اور دِلوں میں بٹھائے گئے ہیں اسلام کیطرف سے کیا جواب شائع ہوا ہے۔ یہ تو ہمنے تنزّل کے طور پر اُن اعتراضوں کو لکھا ہے جو اکثر دیکھنے اور سُننے میں آئے۔ ورنہ نامنصف مخالفوں کو قرآن شریف کے صدہا مقامات پر اور بھی اعتراض ہیں جو اُنکا جواب لکھنا گویا قرآن شریف کی ایک پوری تفسیر کو چاہتا ہے۔ اب اہل عقل اور انصاف ذرہ سوچیں۔ کہ انجمن حمایت اسلام اور اُسکے حامیوں کی یہ کیسی نا انصافی ہے کہ وہ اپنے دُنیا کے

۴۵ کاموں میں تو ایسے سرگرم ہیں کہ ساری تدبیریں عمل میں لاتے ہیں مگر اِس بات کی کچھ بھی ضرورت نہیں سمجھتے کہ مخالفوں کی دن رات کی دجالی کوششوں کے مقابل پر اسلام کی طرف سے بھی کوشش ہوتی رہے۔ ہم تو اُسی دن سے اس انجمن سے نومید ہو گئے جبکہ اُس نے اِس بے انتہا صلحکاری کی بنیاد ڈالی کہ ایک شخص حضرت ابوبکرؓ اور حضرت فاروق رضؓ کو سبّ و شتم کرنے والا اُس کا پریذیڈنٹ ہو سکتا ہے اور ایسا ہی اُسکے مقابل پر فرقہ بیاضیہ کا بھی کوئی شخص میمبر ہونے کا حق رکھتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرے الفاظ اور توہین اور گالی سے یاد کرتا ہے۔ کیا ایسے اصولوں پر اِس انجمن کے لئے ممکن تھا کہ درحقیقت راستی کی پابندی کرسکتی ؟

(۲) دُوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ میرے پر یہ الزام لگانا چاہتے ہیں کہ گویا مَیں نے اپنے میموریل ۲۴ ؍ فروری ۱۸۹۸ء میں کتاب امہات المومنین کے روکنے کی درخواست کی تھی اور اقرار کیا تھا کہ وہ موجبِ نقضِ امن ہے۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ گورنمنٹ یہ قانون صادر فرماوے کہ ہرایک فریق اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ اور پھر گویا مَیں نے اِس میموریل کے برخلاف دُوسرا میموریل بھیجا۔

اِس اعتراض کے جواب میں اوّل یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مَیں نے اپنے ۲۴ ؍ فروری ۱۸۹۸ء کے میموریل میں ہرگز امّہات المؤمنین کے روکنے کی درخواست نہیں کی۔ میرے اُس میموریل کو غور سے پڑھا جائے کہ اگرچہ مَیں نے اس میں یہ قبول کیا ہے کہ اس رسالہ امّہات المومنین سے نقضِ امن کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔ لیکن گورنمنٹ سے ہرگز یہ درخواست نہیں کی کہ اِس رسالہ کو روکے یا تلف کرے یا جلاوے بلکہ اسی میموریل میں مَیں نے لکھدیا ہے کہ یہ رسالہ شائع ہو چکا ہے اور ایک ہزار مسلمان کے پاس مفت بلا درخواست بھیجا گیا ہے اور میرے بہت سے معزز دوستوں کو بھی بغیر اُنکی طلب کے پہنچایا گیا ہے۔ پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ مَیں اُس میموریل میں اُس کے روکنے کی درخواست

۴۶ف

کرتا۔ بلکہ مَیں نے اس میموریل کے صفحہ ۹ میں تو رسالہ مذکورہ کا موجب نقص امن ہونا ظاہر کیا اور پھر صفحہ ۱۰ میں اسی بنا پر گورنمنٹ کو اس بات کیطرف توجّہ دلائی کہ وہ ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے انسداد کے لئے دو طریق میں سے ایک طریق اختیار کرے یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مباحث کو ہدایت فرماوے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف اُن کتابوں کی بنا پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مسلّم اور مقبول ہوں اور یا یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ حکم فرماوے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق کے عقائد اور اعمال پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ اب ہر ایک منصف سوچ سکتا ہے کہ ان عبارتوں میں کہاں مَیں نے لکھا ہے کہ رسالہ امہات المومنین تلف کیا جائے یا روکا جائے اور میرے اس میموریل اور دوسرے میموریل میں کہاں تناقض ہے؟ کیا تناقض اِس سے پَیدا ہو جائیگا کہ مدافعت کے طور پر معترضین کے اعتراضات کا جواب دیں اِس غرض سے کہ تا اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کر کے دکھلاویں ؟۔

(۳) تیسرا اعتراض یہ ہے کہ ’’اگر مرزا صاحب نے سرمہ چشم آریہ نہ لکھا ہوتا تو پنڈت لیکھرام تکذیب براہین احمدیہ میں سخت گوئی نہ کرتا اور بیہودہ اعتراض نہ لکھتا‘‘ اس میں ایڈیٹر صاحب کا مُدعا یہ ہے کہ بیچارے آریوں کا کچھ بھی قصور نہیں تمام اشتعال سُرمہ چشم آریہ سے پیدا ہوا ہے‘‘ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو اس نکتہ چینی کے وقت پھر ساتھ ہی یہ دھڑکہ بھی شروع ہوا کہ آریوں نے اسلام کا ردّ لکھنے میں پہلے سبقت کی ہے۔ اور اندرمن مراد آبادی کی گندی کتابوں نے مسلمانوں میں شور ڈال دیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے آریوں کا وکیل بنکر یہ جواب دیا کہ جسوقت سُرمہ چشم آریہ لکھا گیا۔ اُن دِنوں میں اندرمن کے مباحث بالکل پُرانے اور از یاد رفتہ ہو چکے تھے لیکن اس تقریر میں جسقدر انہوں نے دروغ استعمال کیا ہے اور جسقدر حق کو چھپایا ہے اُسکی

خدا ئے علیم ہی انکو جزا دے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ رسالہ سُرمہ چشم آریہ ایک زبانی مباحثہ کے طور پر بمقام ہوشیارپور لکھا گیا تھا۔ اور یہ بات ہوشیارپور کے صدہا مسلمانوں اور ہندوؤں کو معلوم ہے کہ سُرمہ چشم آریہ کے لکھے جانے کے خود آریہ صاحب ہی باعث اور محرک ہوئے تھے۔ سُرمہ چشم آریہ کیا چیز ہے؟ یہ وہی مباحثہ ہے جو بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۸۸۶ء مجھ میں اور منشی مرلی دھر ڈرائنگ ماسٹر میں اُنہی کے نہایت اصرار سے بمقام ہوشیارپور شیخ مہر علی رئیس کے مکان پر ہوا تھا۔ چنانچہ یہ تمام تفصیل دیباچہ سرمہ چشم آریہ میں لکھدی گئی ہے ☆ یہ مباحثہ نہایت متانت اور تہذیب سے ہوا تھا اور قریباً پانسو ہندو اور مسلمانوں کی حاضری میں سُنایا گیا تھا پھر کسقدر جھوٹ اور قابل شرم خیانت ہے کہ اس کتاب کو آریوں اور مسلمانوں کے نفاق کی جڑ ٹھہرائی گئی ہے۔ ہم ہر ایک تاوان کے سزاوار ہونگے اگر کوئی یہ ثابت کر کے دکھلاوے کہ صرف ہمارے دلی جوش سے یہ کتاب لکھی گئی تھی اور اسکے محرک لالہ مرلیدھر صاحب نہیں تھے۔ بلکہ ہم قصہ کو تاہ کرنے کے لئے خود لالہ مرلیدھر صاحب کو ہی اس بارے میں منصف ٹھہراتے ہیں وہ حلفاً بیان کریں کہ کیا یہ مباحثہ بمقام ہوشیارپور ہماری تحریک سے ہوا تھا یا خود وہ میرے مکان پر آئے اور اس مباحثہ کے لئے درخواست کی تھی اور کہا تھا کہ اسلام پر میرے کئی سوالات ہیں اور نہایت اصرار سے مباحثہ کی ٹھہرائی تھی؟ ماسوا اِسکے کوئی منصف اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ کر دیکھ لے اس میں کوئی سخت لفظ نہیں ہے۔ ہر ایک لفظ بحکم ضرورت بیان کیا گیا ہے جو محل پر چسپاں ہے پھر کیونکر اِس انجمن کے حامیوں نے میرے پر یہ الزام لگایا کہ آریہ صاحبوں اور لیکھرام کا کچھ بھی قصور نہیں دراصل زیادتی اِس شخص کی طرف سے ہوئی ہے۔

اِس سے ناظرین سمجھ لیں کہ اِس انجمن کی نوبت کہانتک پہنچ گئی ہے۔ سچ کہیں کہ

☆ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۲ میں یہ عبارت ہے۔ لالہ مرلی دھر صاحب ڈرائنگ ماسٹر سے بمقام ہوشیارپور مباحثہ مذہبی کا اتفاق ہوا۔ وجہ اِسکی یہ ہوئی کہ ماسٹر صاحب موصوف نے خود آکر درخواست کی۔ منہ

۴۸

اب حمایت اسلام کا لفظ اُنکے لئے موزون ہے یا حمایت آریہ کا۔ اور پھر یہ بات بھی سوچنے کے لائق ہے کہ کیا یہ سچ ہے کہ حسب قول حامیان انجمن حمایتِ اسلام سرمہ چشم آریہ کے وقت اندرمن کی کتابیں ازیادرفتہ ہو چکی تھیں۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ صرف میرے کینہ کی وجہ سے اِس انجمن اور اسکے حامیوں نے انصاف اور راستی کے طریق کو کیوں چھوڑ دیا۔ اندرمن کی کتابوں کو کونسا ہزار دو ہزار برس گذر گیا تھا کہ مسلمانوں کو وُہ زخم بھول گئے تھے کہ جو ناحق افترا سے اسکی کتاب تحفۃ الاسلام اور اندر بجر اور پاداش اِسلام سے دِلوں کو پہنچے تھے۔ اور وہ کیسے مسلمان تھے جنہوں نے ایسی مفتریانہ دھوکہ دِہ کتابوں کو ازیادرفتہ کر دیا تھا اور اُن تحریروں پر راضی ہو گئے تھے۔ وہ کتابیں تو ابتک ہندو پیار سے پڑھتے اور شائع کرتے ہیں۔

ماسوا اِسکے پھر ان کتابوں کے بعد ایک اور کتاب جو نہایت گندی تھی آریہ سماج والوں نے شائع کی جو کچھ تھوڑا عرصہ پہلے سرمہ چشم آریہ سے تالیف کی گئی تھی جسکو پنڈت دیانند نے تالیف کر کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہا تھا جس کا نام ستیارتھ پرکاش ہے۔ اور ماسوا اِسکے آریوں میں بذریعہ پنڈت دیانند ایک نئی نئی تیزی پیدا ہو کر اور کئی چھوٹے چھوٹے رسالے بھی شائع ہونے شروع ہو گئے تھے اور ایک دو اخبار بھی اِسی غرض سے نکلتے تھے جو اکثر بد زبانی سے بھرے ہوتے تھے اور ان لوگوں نے اور اِنکے مذہب نے جنم لیتے ہی اِسلام پر حملہ کرنا اور سخت الفاظ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا اور نہ صرف اسلام بلکہ وہ تو راجہ رامچندر اور راجہ کرشن وغیرہ ہندوؤں کے نسبت بھی اچھے خیال نہیں رکھتے تھے اور نہ باوا نانک صاحب کی نسبت انکی تحریریں مہذبانہ تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ انکی تحریروں سے عام طور پر شور برپا ہوا تھا۔ اور پنڈت دیانند اور اُس کے حامیوں کی اُسوقت یہ کتابیں شائع ہوئی تھیں کہ جبکہ میری کسی کتاب کا نام و نشان نہ تھا اور ایک ورق بھی مَیں نے تالیف نہیں کیا تھا۔ اور پنڈت دیانند نے صرف یہی نہیں کیا کہ ستیارتھ پرکاش کو تالیف کر کے کروڑہا مسلمانوں کا دِل دُکھایا بلکہ اُس نے پنجاب اور ہندوستان کا دَورہ کر کے

۴۹ عام جلسوں میں سخت گوئی پر کمر باندھ لی اور اُس نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ گویا جسقدر پنجاب اور ہندوستان میں آٹھ سو برس سے ہندو خاندان سے مسلمان ہوئے ہیں اُن سب کی اولاد کو پھر ہندو بنایا جائے۔ یہ شخص اسقدر سخت گو انسان تھا کہ بیچارے سناتن دھرم والے بھی اسکی زبان سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اگر جلد تر موت مقدر اُسکو چُپ نہ کرا دیتی تو معلوم نہیں کہ اُسکی تحریروں اور تقریروں سے کیا کیا ملک میں فتنے پیدا ہوتے۔ مَیں نے سُنا ہے کہ بسا اوقات عین اُسکے دیا کھان کیوقت بعض ہندو صاحبوں نے بباعث سخت اشتعال کے اُسکی طرف پتھر پھینکے۔ پس جبکہ آریوں کیطرف سے اِس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ بازاروں میں کُوچوں میں گلیوں میں عام جلسوں میں اسلام کی توہین کیجاتی تھی اور ہندوؤں کو مسلمانوں کی مخالطت سے نفرت دلائی گئی تھی اور بغض اور توہین اور سخت گوئی کا سبق دیا جاتا تھا۔ تو اِس صُورت میں بجز ایسے نام کے مسلمانوں کے جو دین سے کوئی حقیقی تعلق نہ رکھتے ہوں ہر ایک مسلمان کو اس نئے پنتھ کی شوخی سے درد پہنچنا ایک لازمی امر تھا۔ اور اسی وجہ سے اور اسی باعث سے کتاب براہین احمدیہ بھی لکھی گئی تھی۔ اب ہم انجمن حمایت اسلام اور اُسکے حامیوں کو کیا کہیں اور کیا لکھیں جنہوں نے اسلام کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھکر اسقدر سچائی کا خون کیا۔ ہمارا تمام شکوہ خدا تعالیٰ کی جناب میں ہے۔ یہ لوگ اسلام کا دعویٰ کرکے اسلام کی حمایت کا دعویٰ کرکے کس بددیانتی سے زبان کھول رہے ہیں۔ اور ہمیں کب اُمید ہے کہ اب بھی وہ نادم ہوکر اپنی غلطی کا اقرار کرکے باز آجائینگے۔ مگر خدا ہمارے دِل اور اِن کے دلوں کو دیکھ رہا ہے وہ بیشک اپنی سُنّت کے موافق ان میں اور ہم میں فیصلہ کرے گا۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔[1]

پھر ایک اعتراض انجمن حمایت اِسلام لاہور کے حامیوں کا یہ ہے کہ اِس انجمن کے ممبر اور ہمدرد تو ہزارہا مسلمان ہیں اور اس کی وقعت اور ذمہ واری مسلمہ ہے مگر مرزا صاحب کو اِس سے زیادہ ایک ذرہ حیثیت حاصل نہیں کہ وہ ایک مُلّا یا مولوی یا مناظر یا مجادل ہیں۔

[1] الاعراف : ۹۰

انہیں مسلمانوں کا معتمد علیہ بننے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں اوّل تو یہ سمجھ رکھنا چاہیئے کہ ہمارے دین نے رسم اور عادات کے طور پر کسی چیز کو پسند نہیں کیا۔ اگر ایک شخص اپنی ذات میں دینی مقتدا یا معتمد علیہ ہونے کی کوئی حقیقی لیاقت نہیں رکھتا بلکہ برخلاف اس کے بہت سے نقص اس میں پائے جاتے ہیں لیکن با ایں ہمہ ایک گروہ کثیر کا مرجع ہے تو ہمارا دین ہرگز روا نہیں رکھتا کہ صرف مرجع عوام ہونے کی وجہ سے اس کو قوم کا وکیل اور مدار المہام سمجھا جائے۔ ایسا فتویٰ ہم قرآن شریف میں نہیں پاتے۔ قرآن شریف تو جا بجا یہی فرماتا ہے کہ امام اور مقتدا اور صاحب الامر بنانے کے لائق وہی لوگ ہیں کہ جن کے دینی معلومات وسیع ہوں اور فراست صحیحہ اور بسطۃ فی العلم رکھتے ہوں اور تقویٰ اور طہارت اور اخلاص کی صفات حسنہ سے موصوف ہوں ایسے نہ ہوں کہ اپنے اغراض کی وجہ سے اور چندوں کے لالچ سے ہر ایک فرقہ ضالہ کو ممبر انجمن بنانے کے لئے طیار ہوں۔ غرض خدا تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ صاحب الامر بنانے کے لئے حقیقی لیاقت دیکھو بھیڑ چال کو اختیار نہ کرو۔

پھر ماسوا اسکے یہ خیال بھی غلط ہے کہ مسلمانوں نے انجمن حمایت کے لوگوں کو دلی اعتقاد سے اپنا امام اور مقتدا اور پیشرو بنا رکھا ہے۔ بلکہ اصل حال یہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے ساتھ جسقدر لوگ شامل ہیں وہ اس خیال سے شامل ہیں کہ یہ انجمن مہمات اسلام میں اپنی رائے سے کچھ نہیں کرتی بلکہ مسلمانوں کے عام مشورہ اور کثرت رائے سے کسی پہلو کو اختیار کرتی ہے۔ یہی غلطی ہے جس سے اکثر لوگ دھوکہ کھاتے ہیں نہ یہ کہ درحقیقت وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ یہی انجمن شیخ الکل فی الکل ہے۔ یہ تو انجمن کے مسلم الوقعت ہونے کی حقیقت ہے جو ہم نے بیان کی۔ رہا یہ الزام کہ گویا یہ راقم تمام مسلمانوں کی نظر میں صرف ایک ملا یا واعظ کی حیثیت رکھتا ہے یہ وہ قابلِ شرم جھوٹ ہے جو کوئی شریف اور نیکذات آدمی استعمال نہیں کر سکتا۔ انجمن کو معلوم ہے

که مسلمانوں میں سے صدہا معزز اور ذی رتبہ اور اہل علم اور تعلیم یافتہ جن کی نظیر انجمن کے میمبروں یا حامیوں میں تلاش کرنا تضییع اوقات ہے مجھکو وہ مسیح موعود مانتے ہیں جس کی تعریفیں خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔ پھر یہ خیال ظاہر کرنا کہ تمام لوگ صرف ایک ملاخیال کرتے ہیں اُن لوگوں کا کام ہے جو شرم اور دیانت اور راست گوئی سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ مگر کچھ افسوس کی جگہ نہیں۔ کیونکہ پہلے بھی راستبازوں اور نبیوں اور رسولوں کو ایسا ہی کہا گیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب اپنے معتقدوں کی تعداد تین سو اٹھارہ سے زیادہ نہیں بتلا سکے یہ کسقدر حق پوشی ہے۔ یہ تعداد تو صرف اُن لوگوں کی لکھی گئی تھی جو سرسری طور پر اُسوقت خیال میں آئے نہ یہ کہ درحقیقت یہی تعداد تھی اور اسی پر حصر رکھا گیا تھا بلکہ ہم نے اپنے ایک مضمون میں صاف طور پر شائع بھی کر دیا تھا کہ اب تعداد ہماری جماعت کی آٹھ ہزار سے کم نہیں ہوگی لیکن یہ ایک مدت کی بات ہے اور اسوقت تو بڑے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ دو ہزار اور بڑھ گئے ہیں اور ہماری جماعت اسوقت دس ہزار سے کم نہیں ہے جو پشاور سے لیکر بمبئی کلکتہ کراچی حیدر آباد دکن مدراس ملک آسام بخارا غزنی مکہ مدینہ اور بلاد شام تک پھیلی ہوئی ہے اور ہر ایک سال میں کم سے کم تین چار سو آدمی ہماری جماعت میں بزمرہ بیعت کنندگان داخل ہوتے ہیں۔ اگر کوئی دس دن بھی قادیان آکر ٹھہرے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ کس قدر تیزی سے خدا تعالیٰ کا فضل لوگوں کو ہماری طرف کھینچ رہا ہے۔ اندھوں اور نابیناؤں کو کیا خبر ہے کہ کس عظمت کی حد تک یہ سلسلہ پہنچ گیا ہے۔ اور کیسے طالب حق لوگ یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً[1] کے مصداق ہو رہے ہیں۔ پھر کیا سبب ہے کہ یہ انجمن باوجود اپنی اس مختصر حیثیت اور کمزور زندگی کے آفتاب پر تھوک رہی ہے؟ کیا یہی سبب نہیں کہ ان لوگوں کو دین کی طرف توجہ نہیں۔ باوجودیکہ دُور دُور سے صدہا آدمی آکر ہدایت پاتے جاتے ہیں مگر اس انجمن کا ایک میمبر بھی ابتک ہمارے پاس نہیں آیا کہ تا حق کے طالبوں کی طرح

[1] النصر: ۳

تم سے ہمارے دعوے کے وجوہات دریافت کرے۔ کیا یہ دینداری کی علامت ہے کہ ایک شخص اُنکے درمیان کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جسکی متابعت کیلئے تمہیں وصیّت کی گئی ہے اور ان میں سے اِسکی کوئی آواز نہیں سُنتا؟ اور نہ دعوے کو ردّ کر سکتے ہیں اور نہ بغض کی وجہ سے قبول کر سکتے ہیں۔ کیا یہ اسلام ہے؟ بلکہ کبھی تو محض افترا کے طور پر ہمارے ذاتیات پر اِس انجمن کے حامی حملے کرتے ہیں۔ اور کبھی اپنی بات کو سرسبز کرنے کیلئے صریح جھوٹ بولتے ہیں۔ اور کبھی گورنمنٹ عالیہ کو جو ہمارے حالات اور ہمارے خاندان کے حالات سے بیخبر نہیں ہے دھوکہ دہی کے طور پر اُکسانا چاہتے ہیں کیا یہ اسلام کی حمایت ہو رہی ہے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ ذرہ توجہ کرکے دُوسرے فرقوں کی قومی ہمدردی دیکھو۔ مثلاً باوجود اِسکے کہ سناتن دھرم اور آریہ مت کے ممبروں میں بھی سخت نفاق ہے۔ بلکہ آریہ سماج والوں کا ایک گروہ دُوسرے سے سخت عداوت رکھتا ہے لیکن پھر بھی انہوں نے بھی قومی ہمدردی کا لحاظ رکھکر کبھی ایکدوسرے پر گورنمنٹ کو توجہ نہیں دلائی لیکن انجمن حمایت اسلام کے حامیوں پیسہ اخبار اور پنجاب آبزرور نے ہماری ذاتیات پر بحث کرتے ہوئے اپنی تقریر کو قریب قریب قانون سڈیشن کے پہنچا دیا ہے اور ہم اب کی دفعہ اُن بیجا حملوں کی نسبت عفو اور درگذر سے کار بند ہوتے ہیں مگر آئندہ ہم ان دونوں پرچوں کے ایڈیٹروں کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ واقعات صحیحہ کے برخلاف لکھنے کے وقت اپنی نازک ذمہ داریوں کو بھُول نہ جائیں اور قانون کا نشانہ بننے سے پرہیز کریں اور جو کچھ ہماری نسبت اور ہماری جماعت کی نسبت لکھیں سوچ سمجھکر لکھیں کیونکہ ہر ایک دفعہ اور ہر ایک موقعہ پر ایک ظالم انسان معافی دیئے جانے کا حق نہیں رکھتا۔ بیشک عفو اور درگذر ہمارا اصول ہے اور بدی کا مقابلہ نہ کرنا ہمارا طریق ہے لیکن اس سے یہ مطلب نہیں ہو کہ گو کسی کے افترا اور دروغ سے کیسا ہی ضرر اور بدنامی ہماری ذات کے عائد حال ہو یا ہمارے مشن پر اثر کرے پھر بھی ہم بہرحال خاموش ہی رہیں۔ بلکہ ایسی بدنامی جو ہمارے پر دغابازی اور بددیانتی اور جھوٹ

۵۲ اور کسی پُر فریب کارروائی کا داغ لگاتی ہو۔ اس کا تحمل دینی مصالح کی رُو سے ہرگز جائز نہیں
کیونکہ اس سے عوام کی نظر میں ایک بدنمونہ قائم ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر حضرت یوسف ؑ
نے بھی مصر کی گورنمنٹ کو تنقیح کیلئے توجہ دلائی تھی۔ لہذا انجمن اور اسکے حامیوں کو چاہیئے
کہ اِس نصیحت کو خوب یاد رکھیں اور ہم اِسوقت اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ
ہم نے انجمن حمایت اسلام کی مخالفت نہایت نیک نیتی سے کی تھی اور ہم ترسان اور لرزان
تھے کہ یہ طریق جو انجمن نے اختیار کیا ہے ہرگز ہرگز اسلام کے لئے مفید نہیں ہے۔ کیا
انجمن خطا سے محفوظ ہے؟ یا نبیوں کی طرح اپنے لئے معصوم کا لقب موزون سمجھتی ہے۔ پھر
ہماری نصیحت جو محض اخلاص پر مبنی تھی کیوں اُسکو بُری لگی۔ دانا کو چاہیئے کہ معاملہ کے
دونوں پہلوؤں پر نظر رکھکر کسی پہلو کو اختیار کرے۔ ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ یہ پہلو جو انجمن
نے اختیار کیا ہمارے مولیٰ کریم کے اُس منشاء کے ہرگز موافق نہیں ہے جو قرآن شریف میں
ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اور ہم منتظر ہیں کہ دیکھیں کہ کونسی فتح نمایاں اِس میموریل سے انجمن کو حاصل
ہوتی ہے جو اُنکو ردّ لکھنے سے مستغنی کردیگی۔ اگر فرض کے طور پر یہ بات بھی ہو کہ تمام شائع کردہ
کتابیں پنجاب اور ہندوستان سے واپس منگائی جائیں اور پھر جلا دیجائیں یا اور طرح پر تلف کر دی
جائیں اور آیندہ قانونی طور پر کسی وعید کے ساتھ دھمکی دیکر فہمایش ہو کہ کوئی پادری اسلام کے
مقابل پر کبھی اور کسی وقت میں ایسے الفاظ استعمال نہ کرے پھر بھی یہ تمام کارروائی ردّ لکھنے کے
قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ واقعی طور پر وہی ہلاک ہوتا ہے
جو بیّنہ سے ہلاک ہو۔ لیکن اگر انجمن کی درخواست پر کوئی ایسی کارروائی نہ ہوئی بلکہ کوئی
معمولی اور غیر محسوس کارروائی ہوئی تو اُس روز جسقدر مخالفوں کی شماتت ہوگی ظاہر ہے۔ لہذا
ہمیں بار بار انجمن کی اِس رائے پر رونا آتا ہے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ردّ لکھنے والوں کی
راہ کو بھی بند کرنا چاہا ہے۔ افسوس کہ اِس انجمن کو کیا یہ بھی خبر نہیں تھی کہ مُصنّف کتاب اُمّہات المومنین
نے کتاب مذکورہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ کوئی مسلمان اِس کا جواب نہیں دے سکے گا۔

اب انجمن نے جواب سے مُنہ پھیر کر اور ایک دوسرا پہلو اختیار کر کے دکھا دیا کہ یہ گمان اُن کا ٹھیک ہے۔ اور انجمن کے حامی جیسا کہ پیسہ اخبار اور ابزرور زور سے کہتے ہیں کہ ردّ کی کچھ بھی ضرورت نہیں تھی پہلی کتابیں بہت ہیں۔ اب وہی بات ہوئی جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولقد صدّق علیھم ابلیس ظنہ[1]۔

اب کیا انجمن اُس صورت میں جو میموریل کا نشانہ خالی جائے یا ادھورا رہے اُس دوسرے پہلو کو اختیار کر سکتی ہے کہ ردّ لکھا جائے اور ایسے ارادے کو پیسہ اخبار یا ابزرور وغیرہ اخباروں میں شائع کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب اہل اسلام دیکھ لیں کہ اس انجمن کی شتاب کاری سے کسقدر اسلام کی حقیقی کارروائی کو ضرر پہنچا ہے اور کیسے اسلام کے مدافعت میں حرج واقع ہُوا ہے۔ سر سیّد احمد خان بالقابہ کیسا بہادر اور زیرک اور ان کاموں میں فراست رکھنے والا آدمی تھا انہوں نے آخری وقت میں بھی اس کتاب کا ردّ لکھنا بہت ضروری سمجھا اور میموریل بھیجنے کی طرف ہرگز التفات نہ کیا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو آج وہ میری رائے کی ایسی ہی تائید کرتے جیسا کہ انہوں نے سلطان روم کے بارے میں صرف میری ہی رائے کی تائید کی تھی اور مخالفانہ راؤں کو بہت ناپسند اور قابل اعتراض قرار دیا تھا۔ اب ہم اس بزرگ پولٹیکل مصالح شناس کو کہاں سے پیدا کریں تا وہ بھی ہم سے ملکر اس انجمن کی شتاب کاری پر رو ویں۔ سچ ہے "قدر مرداں بعد از مُردن"!

اگر اس انجمن کی طرف سے یہ عذر پیش ہو کہ ہم اسلئے ردّ لکھنے کے مخالف ہیں کہ یہ لوگ گو کیسی ہی دیدہ دہنی سے کام لیتے ہیں مگر پھر بھی شاہی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا اُن کا ردّ لکھنا ادب کے مخالف ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کیا مواخذہ کرنے کے لئے اور سزا دلانے کے لئے میموریل بھیجنا بہ ادب میں داخل ہے۔ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے نہایت عقلمندی اور بلند ہمتی سے یہ قانون ہر ایک کیلئے کھولا ہُوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے مذہب پر اختلاف رائے کی بنا پر حملہ کرے تو اُس دوسرے شخص کا بھی اختیار ہے کہ وہ اُس حملہ کی

[1] سبا : ۲۱

۵۵ مدافعت کرے۔ یہ سچ ہے کہ چونکہ ہم اِس گورنمنٹ کی رعایا ہیں اور دن رات بیشمار احسانات دیکھ رہے ہیں اسلئے ہمارا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ سچے دِل سے اِس گورنمنٹ کی اطاعت کریں اور اسکے مقاصد کے مددگار ہوں اور اسکے مقابل پر ادب اور غربت اور فرمانبرداری کیساتھ زندگی بسر کریں مگر چاہیئے کہ اعتقادی امور میں جو دارِ آخرت سے متعلق ہیں وہ طریق اختیار کریں جس کی صحت اور درستی پر ہماری عقل ہمارا کانشنس ہماری فراست فتویٰ دیتی ہو۔ ہم تو بار بار خود گواہی دیتے ہیں کہ نہایت ہی بدذات وہ لوگ ہیں جو متواتر احسانات اس گورنمنٹ کے دیکھ کر اور اسکے زیر سایہ اپنے مال اور جان اور عزّت کو محفوظ پاکر پھر بغاوت کے خیالات دِل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ یہ تو ہمارا وہ مذہب ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سکھلاتا ہے لیکن پادریوں کے افتراؤں کا جواب دینا یہ امر دیگر ہے اور یہ خدا کا حق ہے جس کو ادا کرنا لازم ہے۔ سر سیّد احمد خاں صاحب کی قدیم پالیسی اِسی کی گواہ ہے۔ وہ ہمیشہ پادریوں کا ردّ لکھتے رہے یہانتک کہ میور صاحب الہ آباد کے لفٹینٹ گورنر کی کتاب کا بھی کسی قدر ردّ لکھا مگر پادریوں کے سزا دِلانے کے لئے یا کتابوں کے تلف کرنے کے لئے کبھی انہوں نے گورنمنٹ میں میموریل نہ بھیجا۔ سو ہمیں وہ راہ نکالنی چاہیئے جو واقعی طور پر ہماری نسلوں کو مفید ہو اور دین اسلام کی حقیقی عزّت اس سے پَیدا ہو اور وہ یہی ہے کہ ہم اعتراضات کے دفع کرنے کے لئے متوجہ ہوں اور نوجوانوں کو ٹھوکر کھانے سے بچاویں۔

ایک اور حملہ پنجاب آبزرور میں بحمایت انجمن مذکور ہم پر کیا گیا ہے جو پرچہ مورخہ مئی ۹۸ء میں شائع ہؤا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے پرچہ مذکور میں یہ خیال کر لیا ہے کہ گویا ہماری جماعت نے زٹلی نام ایک شخص کی گالیوں سے مشتعل ہو کر اُسکے سزا دلانے کیلئے گورنمنٹ میں میموریل بھیجا ہے اور یہ حرکت انکی صاف جتلا رہی ہے کہ وہ جوش جو انکو سزا دلانے کیلئے اس جگہ آیا اس جوش اور غیرت کے برخلاف وہ میموریل ہے جو انجمن حمایت اسلام کی مخالفت میں لکھا گیا ہے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب اگر میری جماعت کے میموریل کو ذرہ غور سے

پڑھتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے۔ کیونکہ اوّل تو اس میموریل اور انجمن کے میموریل میں گویا زمین آسمان کا فرق ہے۔ جس شخص کے سزا یا کتابوں کے تلف کرانے کیلئے انجمن نے میموریل بھیجا ہے اُس نے زٹلی کی طرح یہ طریق اختیار نہیں کیا کہ صرف گالیاں دی ہوں۔ بلکہ علاوہ گالیوں کے اپنی دانست میں اسلامی کتابوں کے حوالے دیکر اعتراض لکھے ہیں۔ چنانچہ متعصب عیسائیوں کا اسی بات پر زور ہے کہ اُس نے کوئی گالی نہیں دی بلکہ بحوالہ کتب اسلامیہ واقعات کو بیان کیا ہے سو اگرچہ یہ بالکل سچ اور سراسر سچ ہے کہ ایسا عذر پیش کرنے والے صریح جھوٹ بولتے اور راستگوئی کے طریق کو چھوڑتے ہیں لیکن انصافاً و عقلاً ہمپر یہی لازم ہے کہ اوّل اُن بہتانوں اور الزاموں کو جو خیانت اور ناانصافی سے لگائے گئے ہیں نہایت معقولیت اور صفائی کے ساتھ رفع کریں اور پھر اگر یہی سزا کافی نہ ہو کہ دروغگو کا دروغ کھولا جائے تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ گورنمنٹ کی طرف توجہ کرے۔ ہم نے نہایت نیک نیتی سے اور اُس فہم سے جو خدا نے ہمارے دل میں ڈالا ہے اِسی بات کو پسند کیا ہے کہ گالیوں کے تصوّر سے ہمارے دل سخت زخمی اور مجروح ہیں لیکن نہایت ضروری اور مقدم یہی کام ہے کہ عوام کو دھوکوں سے بچانے کیلئے پہلے الزاموں کے دُور کرنے کی طرف توجہ کریں۔ انجمن اور اُسکے حامیوں کو خبر نہیں ہے کہ آجکل اکثر لوگوں کے دِل کسقدر بیمار اور بدظنّی کرنے کی طرف دَوڑتے ہیں۔ پھر جس حالت میں اُس خبیث کتاب کے مؤلف نے اپنی اس کتاب میں یہی پیشگوئی کی ہے کہ مسلمان اِس کے جواب کی طرف ہرگز توجہ نہیں کرینگے۔ تو اب اگر یہی پہلو سزا دلانے کا اختیار کیا جائے تو گویا اُس کی بات کو سچا کرنا ہے اور عوام کا کوئی مُنہ بند نہیں کر سکتا۔ ہماری اس سزا دلانے کی کارروائی پر عام لوگوں اور عیسائیوں اور آریوں کا یہی اعتراض ہوگا کہ یہ لوگ جبکہ جواب دینے سے عاجز آ گئے تو اور تدبیروں کی طرف دوڑے۔ اب سوچو کہ اس قسم کی باتیں عوام کی زبان پر جاری ہونا کس قدر دین اسلام کی سُبکی کا موجب ہو سکتی ہیں۔ لیکن انجمن کے میموریل کا میری جماعت کے میموریل پر قیاس کرنا ایسا

۵۷ بے تعلق قیاس ہے جس کو منطق کی اصطلاح میں قیاس مع الفارق کہا جاتا ہے۔ کیونکہ زٹلّی کی تحریر میں علمی رنگ میں کوئی اعتراض نہیں تا اُس کا دفع کرنا مقدم ہوتا بلکہ وہ تو صرف مسخرہ پن سے ہنسی اور ٹھٹھے کے طور پر نہایت گندی گالیاں دیتا ہے اور بجز اُن گالیوں کے اُس کے اخبار اور اشتہار میں کچھ بھی نہیں۔ اور اسی قدر حیثیت اسکی زٹلّی کے لفظ سے بھی مفہوم ہوتی ہے جو اُس نے اپنے لئے مقرر کیا ہے۔ پس اُس کے بارے میں میموریل بھیجنا صرف اِس غرض سے تھا کہ تا دکھلایا جائے کہ یہ لوگ کیسی گندی بدزبانی سے عادی اور ہم کو ناحق سخت گوئی سے متہم کرتے ہیں۔ چونکہ ہمارے مخالفوں نے شرارت سے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ہماری تحریریں درشت اور سخت اور فتنہ انگیز ہیں اِس لئے ضرور تھا۔ کہ ہم گورنمنٹ کو اُنکی تحریروں کا کچھ نمونہ دکھلاتے جیسا کہ ہم نے کتاب البریت میں بھی کسی قدر نمونہ دکھلایا ہے۔ لیکن میری جماعت کا یہ میموریل اُس حالت میں انجمن کے میموریل سے ہمرنگ اور ہم شکل ہوسکتا تھا کہ جبکہ انجمن کی طرح میری جماعت بھی زٹلّی کے باز پُرس اور سزا کے لئے کوئی درخواست کرتی اور ظاہر ہے کہ اُنہوں نے میموریل میں زٹلّی کو آپ ہی معافی دیدی ہے۔ اور لکھدیا ہے کہ ہم کوئی سزا دلانا اُس کو نہیں چاہتے۔ اب دیکھو یہ کسقدر اخلاقی امر ہے جس کو عمداً ابزرور نے ظاہر نہیں کیا۔ تا حقیقت کے کُھلنے سے اُس کا مطلب فوت نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ زٹلّی کی اصل غرض صرف گالیاں دینا اور ٹھٹھا اور ہنسی کرنا ہے مگر صاحب رسالہ امہات المومنین کی اصل غرض اعتراض کرنا ہے۔ اور سخت زبانی اُس نے صرف اسی وجہ سے اختیار کی ہے کہ تا لوگ مشتعل ہو کر اُسکے اصل مقصود کی طرف توجہ نہ کریں۔ لہٰذا اُسکی گالیوں کی طرف توجہ کرنا اصل مطلب سے دُور جا پڑنا تھا۔ پس یہ کس قدر غلطی ہے کہ ان دونوں میموریل کو ایک ہی صورت اور ایک ہی شکل کے خیال کیا جاتا ہے۔ ہمارا یہ اصول ہونا چاہیئے کہ جب کسی مخالف کے کلام میں گالیاں اور اعتراض جمع

ہوں تو اوّل اعتراضات کا جواب دیکر عامہ خلائق کو دھوکہ کھانے سے بچاویں۔ پھر اور امور کی نسبت جو کچھ متضاد وقت اور مصلحت کا ہو۔ وہی کریں۔ خواہ نخواہ ہنگامہ پردازی کا سلسلہ شروع نہ کریں۔ ماسوا اسکے جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ہماری جماعت کے میموریل میں زٹلی کو سزا دینے کے لئے ہرگز درخواست نہیں کی گئی بلکہ اس میموریل کے فقرہ ششم کو دیکھنا چاہیئے۔ اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ ہم ہرگز مناسب نہیں سمجھتے کہ ملّا مذکور اور دیگر ایسے فتنہ پردازوں پر عدالت فوجداری میں مقدمات کریں۔ اِس لئے کہ ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ ہم اپنے اوقات گرامی کو جھگڑوں اور مقدمات میں ضائع نہ کریں۔ اور نہ کسی ایسے امر کا ارتکاب کریں جس کا نتیجہ فساد ہو۔

اب دیکھو کہ جس میموریل کو ہمارے اس میموریل سے متناقض سمجھا گیا ہے وہ کیسے اسکی اصل منشاء کے موافق اور مطابق ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ قبل اسکے جو میموریل کو غور سے پڑھا جاتا اعتراض کیا گیا ہے۔

اخیر پر پنجاب ابزرور میں اِس بات پر بہت ہی زور دیا ہے کہ ایسے سخت کلمات کے سُننے سے جو رسالہ امہات المومنین میں درج ہیں۔ اگر ایک مہذب آدمی جو اپنے دل پر قہر کرکے صبر کر سکتا ہے۔ کوئی جوش دِکھلانے سے چُپ رہے تو کیا اُس کے ہم مذہبوں کی کثیر جماعت بھی جو اِس قدر صبر نہیں رکھتی چُپ رہ سکتی ہے۔ یعنی بہر حال نقضِ امن کا اندیشہ دامنگیر ہے جس کا قانونی طور پر انسداد ضروری ہے" مَیں اسکے جواب میں کہتا ہوں کہ مَیں نے کب اور کس وقت اِس بات سے انکار کیا ہے کہ ایسی فتنہ انگیز تحریروں سے نقضِ امن کا احتمال ہے بلکہ مَیں تو کہتا ہوں کہ نہ صرف معمولی احتمال بلکہ سخت احتمال ہے بشرطیکہ مسلمانوں کے عوام پڑھے لکھے آدمی ہوں۔ لیکن مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اِس فتنہ کے انسداد کے لئے جو تدبیر سوچی گئی ہے اور جس مُراد سے میموریل روانہ کیا گیا ہے یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ بلکہ نہایت کچّا اور بودا خیال ہے۔ اِس انجمن

ملاحظہ ۵۹

کے حامی بار بار اپنے پرچوں میں بیان کرتے ہیں کہ اُس میموریل سے جو انجمن نے بھیجا ہے۔ اصل غرض یہ ہے کہ تا رسالہ امہات المؤمنین کو شایع ہونے سے روک دیا جائے۔ سو مَیں اِسی غرض پر اعتراض کرتا ہوں۔ مجھے بہت سے خطوط اور پختہ خبروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ رسالہ امہات المؤمنین کی پوری طور پر اشاعت ہو چکی ہے اور ہزار کتاب مفت تقسیم ہو چکی۔ اب کونسی اشاعت باقی ہے جس کو روکا جائے۔ افسوس کیوں یہ انجمن اِس بات کو آنکھ کھولکر نہیں دیکھتی کہ اب تمام شور و فریاد بعد از وقت ہے۔ ہاں اگر یہ خیال ہو کہ اگرچہ یہ میموریل جو انجمن نے بھیجا ہے بعد از وقت ہے۔ لیکن اگر گورنمنٹ نے یہ حکم دیدیا کہ اِن کتابوں کی اشاعت روکدی جائے تو اسلام کے عوام خوش ہو جائینگے اور اِس طرح پر نقض امن کا خطرہ نہیں رہے گا" تو میں کہتا ہوں کہ اب کونسا خطرناک جوش عوام میں پھیلا ہوا ہے۔ حالانکہ اس کتاب کی اشاعت پر تین مہینے گذر بھی گئے۔ اصل حال یہ ہے کہ مسلمانوں کے عوام اکثر ناخواندہ ہیں اُنکو ایسی کتابوں کے مضمون پر اطلاع بھی نہیں ہوتی ورنہ جوش پھیلنے کے وہ دن تھے جبکہ ہزار کتاب مُفت تقسیم کیگئی تھی۔ اور بلا طلب لوگوں کے گھروں میں پہنچائی گئی تھی۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ خطرناک دن بخیر و عافیت گذر گئے اور یہ کتابیں نیک اتفاق سے ایسے لوگوں کی نظر تک محدود رہیں جن میں وحشیانہ جوش نہیں تھا۔ سچ ہے کہ اُن سب کو اس کتاب سے سخت آزار پہنچا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی حکمت اور فضل نے عوام کے کانوں سے اِن گندے اور اشتعال بخش مضامین کو دُور رکھا۔ بہرحال جسوقت میموریل بھیجا گیا عوام کے جوش کا وقت گذر چکا تھا ہاں جواب لکھنے کا وقت تھا اور ابتک ہے۔

کیا انجمن کو خبر نہیں کہ کتابوں کی تحریر پر جوش دکھلانا پڑھے لکھے آدمیوں کا کام ہے۔ اور پڑھے لکھے کسی قدر تہذیب اور صبر رکھتے ہیں۔ بیچارے عوام جو اکثر ناخواندہ ہوتے ہیں وہ ایسی سخت گوئیوں سے بیخبر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ صدہا اسی قسم

۶۰

کی کتابیں پادری صاحبوں نے تالیف کر کے اس ملک میں شائع کی ہیں اور اسی قسم کے مضمون انکے اخباروں میں بھی ہمیشہ شائع ہوتے رہتے ہیں اور یہ کارروائی نہ ایک دو رونکی بلکہ ساٹھ سال کی ہے مگر پھر بھی وہ تحریریں گو کیسی ہی فتنہ انگیز ہوں لیکن یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے اسباب پیدا ہوگئے ہیں کہ جو لوگ وحشیانہ طور پر ان تحریروں سے مشتعل ہو سکتے ہیں وہ اکثر ناخواندہ ہیں۔ اور جو لوگ ان تحریروں کو پڑھتے اور دیکھتے ہیں وہ اکثر مہذب ہیں جو تحریر کا تحریر سے ہی جواب دینا چاہتے ہیں۔ یہ وہ بات ہے جو صرف قیاسی نہیں بلکہ ساٹھ سال کے متواتر تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ اور اگر ایسی تحریروں سے کوئی مفسدہ برپا ہو سکتا تو سب سے پہلے پادری عماد الدین کی تحریریں یہ زہریلا اثر اپنے اندر رکھتی تھیں جنکی نسبت ایک محقق انگریز نے بھی شہادت دی ہے کہ "اگر ۱۸۵۷ء کا غدر پھر ہونا ممکن ہے تو اس کا سبب پادری عماد الدین کی تحریریں ہونگی" مگر میں کہتا ہوں کہ یہ خیال بھی خام ہے۔ کیونکہ باوجودیکہ عماد الدین کی کتابوں کو شائع ہوئے قریباً تیس برس کا عرصہ گذر گیا مگر مسلمانوں کیطرف سے کوئی مفسدانہ حرکت صادر نہیں ہوئی اور کیونکر صادر ہو تمام مسلمان کیا ادنیٰ اور کیا اعلیٰ خوب سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کو ان تحریرات سے کچھ تعلق نہیں۔ ہر ایک شخص مذہبی آزادی کیوجہ سے اپنے اندرونی خواص دکھلا رہا ہے۔ اور گورنمنٹ نے اپنی رعایا پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ بغیر کسی کی طرفداری کے نہایت عدل اور انصاف اور خسروانہ رحم اور شفقت سے برٹش انڈیا میں سلطنت کر رہی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان کسی غیر مذہب کی ایسی سخت تحریر پاتے ہیں یا اس قسم کا رسالہ دل آزار انکی نظر سے گذرتا ہے تو وہ ایسے رسالہ کو محض کسی ایک شخص کے ذاتی خبث اور عناد یا حمق اور جہل مرکب کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور معاذاللہ کسی کو ہرگز یہ خیال نہیں آتا کہ گورنمنٹ کا اس میں کچھ دخل ہے۔ پنجاب کے مسلمان برابر ساٹھ سال سے اِس بات کا تجربہ کر رہے ہیں کہ اِس گورنمنٹ عالیہ کے اصول نہایت درجہ کے انصاف پرور اور عدل گستری پر مبنی ہیں۔ اور ہرگز ممکن نہیں کہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی اُنکے دل میں گذر سکے کہ دیسی پادری اپنی سخت گوئی میں گورنمنٹ کی نظر میں معافی کے لائق ہیں۔

مـ۱۸ پس جبکہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت رعایا کے دل نہایت صاف ہیں تو اس صورت میں اگر پادریوں کی سخت گوئی سے کسی نقضِ امن کا اندیشہ ہو تو شاید اسی قدر ہو کہ کسی موقعہ پر ایک گروہ دوسرے گروہ سے دنگہ فساد کرے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ تجربہ مدّت دراز کا ہم پر ثابت کرتا ہے کہ آجتک یہ دنگہ فساد بھی ایک قوم کا دوسری قوم سے وقوع میں نہیں آیا۔ حالانکہ ان گذشتہ ساٹھ سال میں ہم لوگوں نے دیسی پادری صاحبوں کی وہ سخت تحریریں پڑھی ہیں اور وہ دلآزار کلمے ہماری نظر سے گذرے ہیں جن سے دِل ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہے۔ اور باایں ہمہ مسلمانوں کیطرف سے کوئی طیش و اشتعال ظاہر نہیں ہوا۔ اِس کا یہ سبب ہے۔ کہ مسلمانوں کے علماء ردّ لکھنے کیطرف متوجہ ہوگئے۔ پس جس جوش کو بعض جاہلوں نے وحشیانہ طور پر ظاہر کرنا تھا وہ مہذبانہ طور پر قلم اور کاغذ کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا۔ اور باایں ہمہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا ناخواندہ ہے جو ایسی تحریرات سے کچھ بھی خبر نہیں رکھتا۔ پس یہی موجب ہے کہ یہ تمام زہریلی تحریریں کسی فساد کی موجب نہ ہو سکیں اور یقین کیا جاتا ہے کہ آیندہ بھی موجب نہ ہوں۔ کیونکہ مسلمان اب عرصہ ساٹھ سال سے اس عادت پر پختہ ہو گئے ہیں کہ تحریروں کا جواب تحریروں سے دیا جائے۔ اور یہ حکمت عملی امن قائم رکھنے کیلئے نہایت عمدہ اور مؤثر ہے کہ آیندہ بھی اسی عادت پر پختہ رہیں اور دوسرے طریقوں کیطرف دل کو نہ پھیریں۔

ماسوا اسکے اس طریق میں علمی ترقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اِس برٹش انڈیا میں ایک کم استعداد اور کم علم مباحث بھی جو پادریوں کے ساتھ سلسلہ بحث جاری رکھتا ہے اسقدر اپنے مباحثہ میں معلومات پیدا کر لیتا ہے کہ اگر قسطنطنیہ میں جا کر ایک نامی فاضل کو وہ باتیں پوچھی جائیں جو اس شخص کو یاد ہوتی ہیں تو وہ ہرگز بتلا نہیں سکے گا۔ کیونکہ اُس مُلک میں ایسے مباحث نہیں کئے جاتے اِسلئے وہ لوگ اس کوچہ سے واقف نہیں ہوتے اور اکثر سادہ لوح اور بیخبر ہوتے ہیں۔ اب ہم اغراض مذکورہ بالا کے لئے ایک عربی رسالہ جس کا ترجمہ فارسی میں ہر ایک سطر کے نیچے لکھا گیا ہے۔ اِس رسالے کے بعد لکھتے ہیں کیونکہ بعض دُور دراز ملکوں کے لوگ اُردو پڑھ نہیں سکتے۔ جیساکہ بلاد عرب کے رہنے والے یا ایران و بخارا و کابل وغیرہ کے باشندے اسلئے یہی قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اس عظیم الشان کام کو مشتہر کرنے کیلئے عربی اور فارسی میں بھی کچھ تحریر کیا جائے تا یہ لوگ بھی دولت اعانت دین سے محروم نہ رہیں اور خدا تعالیٰ سے ہم توفیق چاہتے ہیں کہ اس رسالہ عربی اور فارسی کو بھی ہمارے ہاتھوں سے پورا کرے۔ آمین۔

ص ۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للرحمٰن الذی ابتدء بالافضال۔ واسبغ من العطاء من غیر عمل

ہمہ تعریف آں بخشندہ راکہ آغاز کار او بفضل ہاست۔ آنکہ پیش از صدور اعمال بخشش خود کامل کرد۔

سبق من العمّال۔ الکریم الذی نضح عنّا المکارہ واتمّ علینا انواع النوال۔ و

کریمے کہ از ما مکروہات را دور کرد و اقسام جود و بخشش را بکمال رسانید

اعطانا کاشی قبل السوال واظہار الآمال۔ بعث لنا رسولاً کریماً بارعاً فی الخصال۔

و پیش ز انکہ سوال کنیم و امیدہا را بنمائیم ہمہ چیز مارا داد و برائے ما آں رسول مبعوث فرمود کہ کریم است و

سبّاق غایات فی کل نوع الکمال۔ خاتم الرسل والنبیین۔ النبیّ الامیّ الذی

در خصلتہائے نیکو از ہمہ برتر است و در میدان ہر نوع کمال بر دیگراں سبقت میدارد و خاتم انبیاست نبی امی کہ نامش

ھو محمدٌ بما حُمد علی السن المستفیضین۔ وبما بذل الجھد للامۃ وشاد الدین۔

محمد از یں رو ست کہ بر زبان فیض یابندگان بعنایت تعریف کردہ شدہ است و از یں رو کہ برائے امت و اعلاء کلمہ

وبما جاء لنا بکتاب مبین۔ وبما اوذی لنا عند تبلیغ رسالات رب العٰلمین۔

دین کوششہائے بلیغ کردہ است و نیز برائے اینکہ کتابے مفصل برائے ما آورد و نیز برائے اینکہ از بہر ما تکلیف ہا برداشتہ پیغام

وبما اکمل کل مالم یکمل فی الکتب الاولیٰ۔ واعطیٰ شریعۃ منزھۃً عن الافراط

خدا تعالیٰ بخلق رسانید و نیز برائے اینکہ آں معارف ہدایات را کامل کرد کہ پیش ز و ناقص ماندہ بودند و نیز برائے اینکہ آں

والتفریط ونقائص اخریٰ۔ واکمل الاخلاق واتمّ ما حریٰ۔ واحسن الیٰ طوائف

شریعتے آورد کہ از افراط و تفریط و دیگر نقصانہا پاک است و اخلاق را بدرجہ کمال رسانید و آنچہ ناقص ماندہ بود تکمیل آں کرد

الوریٰ۔ وعلّم الرشد بغرر البیان ووحی اجلی۔ وعصم من الضلالۃ وتحامیٰ

و بر طوائف مخلوق احسان فرمود و از بیان فصیح و وحی صریح طریق رشد آموخت و از گمراہی نگہداشت۔

وانطق العجماوات ونفخ فیھم روح الھدیٰ۔ وجعلھم ورثاء کافۃ المرسلین۔

و چارپایان را در نطق آورد و در ایشاں روح زندگی دمید و اوشاں را وارث پیغمبراں کرد

وطھّرھم وزکّاھم حتی فنوا فی مرضات الحضرۃ۔ واھراقوا دماءھم للّٰہ

و اوشانرا پاک کردہ تزکیہ نفوس فرمود بحدیکہ در رضا ہائے الٰہی محو شدند و خون خود برائے خدائے بزرگ ریختند

ذی العزة۔ واسلموا وجوههم منقادین۔ وکذالك علم معارف مبتکرة۔

وپیش او باطاعت رو نہادند وہم چنیں آں نبی نکتہ ہائے جدید معرفت آموخت

ولطائف مکنونة۔ ونکاتٍ نادرة۔ حتی بلغنا الفضل باغتراف فضالته۔

ولطیفہ ہائے پوشیدہ تعلیم فرمود۔ و بر نکتہ ہائے نادرہ اطلاع داد۔ وکار بجائے رسانید کہ ما از پس خوردۂ او تا مقام فضیلت

وعرفنا ادلة الحق باختراف دلالته۔ وصعدنا الی السماء بعد ما کنا

رسیدیم۔ وبچیدن میوہ رہبری او دلائل حق را شناختیم۔ وبعد زاں کہ بزمین فرو رفتہ بودیم سوئے آسمان بالا

خاسفین۔ اللّٰھم فصلّ علیه وسلّم الی یوم الدین۔ وعلیٰ آله الطاھرین

رفتیم۔ اے خدا پس بر درود و سلام تا قیامت فرستندہ باش۔ وہم چنیں بر آلِ او کہ طاہر

الطیبین۔ واصحابه الناصرین المنصورین۔ نجب الله الذین آثروا

القلب وطیب الاخلاق بودند۔ و نیز بر اصحاب او کہ مددگاران دین و مدد یافتگان بودند۔ برگزیدگان خدا آنانکہ

الله علی انفسھم واعراضھم واموالھم والبنین۔ السلام علیکم یا معشر

خدائے عزّ وجل را بر نفسہائے خود و آبروہائے خود و مالہائے خود و پسران خود اختیار کردند۔ و بر شما سلام اے گروہ

الاخوان۔ لقیتم خیرًا ووُقیتم شرور الزمان۔ ورُزقتم مرضات ربّ العٰلمین۔

برادران۔ خدا شمارا از نیکی بہرہ بخشد و از بدی محفوظ دارد و رضائے الٰہی شامل حال شما گردد

امّا بعد فاعلموا ایّھا الاخوان۔ والاحباب والاقران۔ ان الزمان

بعد زیں پس بدانید اے برادران و دوستان و مسلمانان ہم زمانہ کہ ایں زمانہ

قد اظھر العجب۔ وارانا الشجی والشجب۔ وسخر یوم لیلة لیلاء من الدرة

عجبے ظاہر نمودہ است و ما را غمے و اندوہے نمود و بوم شب تاریک بر گوہر تابان خندہ زد

البیضاء وشارف ان تشن الغارات علیٰ دین الرحمٰن۔ الذی ضمّخ بالطیب

و نزدیک رسید کہ دین اسلام بتاراج ہا رود آں دین کہ بہ خوشبو ہائے

العمیم من العرفان۔ واُودع لفائف نعیم الجنان۔ وسیقت الیه انھار

معرفت عامہ معطر است و ودیعت نہادہ شد در و نعمت ہائے بیک دیگر پیچیدہ از نعمت ہائے بہشت و نہر ہائے

من ماء معین۔ وتفصیل ذالک ان بعض السفہاء من المتنصرین۔ والمرتدین

آب صافی سوئے او کشیدہ شد وتفصیل ایں قصہ این است کہ بعض نادانان از نوعیسائیان ومرتدان

صـ۴۲

الضالین۔ سبّوا نبیّنا محتقرین غیر مبالین۔ وطعنوا فی دیننا مستہزئین۔

وگمراہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بہ بیباکی ولاپروائی دشنام می دہند وخندہ کناں در دین ما

مع انہم اتخذوا الٰھًا من دون الرحمٰن۔ وترکوا اللّٰہ عاکفین علی الانسان۔

طعنہ می زنند۔ باوجودیکہ ایں مردم بجز خداوند حقیقی خدائے از پیش خود تراشیدہ اند۔ وخداوند حقیقی را ترک کردہ

وجاؤا بافک مبین۔ فلا یستحیون بل یؤذون اہل الحق جالعین۔

بر انسانے رو آوردہ اند دروغ صریح آوردند۔ پس حیا نمی کنند بلکہ اہل حق را از راہ بے شرمی ایذا می دہند

ویفسدون فی الارض مجترئین۔ ویصولون علی المسلمین مغضبین۔ وکنّا

و در زمین بجرأت و دلیری آمادۂ فساد اند۔ وبر مسلمانان در حالت خشم حملہ می کنند وما مامور

مامورین لازالۃ تماثیلہم۔ وازاحۃ اباطیلہم۔ واجاحۃ تساویلہم۔ واقتلاع

بودیم کہ ازالۂ بُت ہائے ایشاں کنیم وعقائد باطلۂ ایشاں را دُور کنیم وکلمات زینت دادۂ ایشاں را از بیخ بر کنیم و

اقاویلہم۔ والاٰن ظہر الامر معکوسًا۔ وعاب اللیل شموسًا۔ وصال المتنصرون

سخنہائے باطل ایشاں را از بن بر آریم مگر اکنوں امر منعکس شد وشب میخواہد کہ عیب آفتاب ہا گیرد ونوعیسائیان بر

علی المسلمین۔ ومن فتنہم الجدیدۃ ان رجلًا منہم الف کتابًا وسمّاہ امّہات

مسلمانان حملہ آور شدند وازفتنہ ہائے نو پیدا کردۂ ایشاں یکے این است کہ شخصے ازیشاں کتابے تالیف کردہ

المؤمنین۔ وسلک فیہ کل طریق السبّ والافتراء کالمفسدین الفتّانین۔

نام آں امہات المومنین نہاد۔ و دراں کتاب از ہرگونہ دشنام وافترا راہمچو مفسدان وفتنہ انگیزان درج کرد۔

انہ امرء استعمل السفاہۃ فی خطابہ۔ وابدی عذرۃ کانت فی وطابہ۔

او مردے راست کہ در کتاب خود سفاہت را اختیار کرد وپلیدی را کہ در مشکہائے او بود ظاہر نمود

واظہر کانّہ اتمّ الحجۃ فی کتابہ۔ وختم المباحث بفصل خطابہ۔ ولبّس

وظاہر کرد کہ گویا حجت را باتمام رسانیدہ است وگویا بفیصلہ خود بحث ہا را ختم کردہ است ودر کتاب

فی کتابه من غیر السبّ والشتم۔ وکلمات لا یلیق لاهل الحیاء والحزم۔

اور بجز سبّ و شتم چیزے نیست ۔ و بجز آں کلمات کہ اہل حیا و احتیاط را لائق نیستند ۔

بید انه ابدع بارسال کتبه من غیر طلب الی المسلمین الغیورین معزّة

مگر این است کہ او ایں بدعت ایجاد کرد کہ بغیر طلب سوئے مسلمانان با غیرت کتابہا فرستاد و آں مسلمانان معزّزان قوم

القوم ونخب المومنین۔ وتلک هی النار التی التهبت فی ضرم المتألمین۔ و

و برگزیدگان ایمانداران بودند۔ و ایں ہماں آتش ست کہ در ہیزم ریزہ دردمندان مشتعل شد و

احرقت قلوب المومنین المسلمین۔ فلما رأینا هذا الکتاب۔ وعثرنا علیٰ علوائه

دلہائے مسلمانان بسوخت پس ما چوں آں کتاب را دیدیم و بیہودگیہائے آں اطلاع یافتیم

وماسبّ وذاب۔ قرئنا کلمه الموذیة۔ وآنسنا قذفاته المغضبة۔ وشاهدنا

و نیز بر دشنام و عیب تراشی مطلع گشتیم و کلمات دلآزار اورا بخواندیم و دشنامہائے درغضب آرندۂ اورا دیدیم

ضیمه الصریح۔ وقوله القبیح۔ واجتلینا ما استعمل من جور واعتساف۔

و ظلم صریح و قول قبیح او را مشاہدہ کردیم و ہمہ نقشۂ جور و تعدی و دشنام دہی با ترتیب آں ملاحظہ کردیم

وقذف وشتم کالاجلاف۔ علمنا انه نطق بها متعمداً لاغضاب المسلمین۔ و

و ہمہ آنچہ فحش گوئی و دشنام دہی ہمچو کمینگاں کردہ بود دانستیم کہ ایں شخص عمداً چنیں کلمات استعمال کردہ است تا مسلمانان

ما تفوّه علیٰ وجه الجد کالمسترشدین المحققین۔ بل تکلم فی شان سیّد

را در خشم آرد۔ و بطور محققان حق جو و حق پسند سخنے نگفتہ۔ بلکہ در شان آنحضرت صلی اللہ علیہ

الانام باقبح الکلام۔ کما هو عادة الاجلاف واللئام۔ لیوذی قلوب المسلمین۔

وسلم بہ بدترین کلمات تکلم کردہ است چنانچہ عادت مردم کمینہ است تا دل مسلمانان و عامہ اہل اسلام

وطوائف اهل الاسلام۔ ویُغلی قلوب امة خیر المرسلین۔ فظهر کما اراد

را برنجاند و دلہائے امت خیر المرسلین را جوش دہد پس چنانچہ او ارادہ کردہ

هذا الفتان۔ وتألم بکلمه کل من فی قلبه الایمان۔ واصاب المسلمین بقذفه

بود ہماں بظہور آمد و ہر مومنے بکلمات او دردمند شد و مسلمانان را بہ بدگفتن او دردناک

جراحة مولمة۔ وقرحة غیر ملتئمة۔ وظنوا انہم من المجرمین۔ ان لم ینتقموا

جراحے رسید و زخمے کہ قابل التیام نیست و گمان کردند کہ اوشاں گنہگار اند اگر ازو انتقام

کالمومنین المخلصین۔ وذکروا بہا ایام الاولین۔ ولولا منعہم ادب السلطنة

نگیرند و روزہائے گذشتہ را یاد کردند و اگر اوشان را ادب سلطنت احسان

المحسنة۔ وتذکّر عنایات الدولة **البرطانیة**۔ لعملوا عملاً کالمجانین۔ و

کنندہ و عنایتہائے دولت برطانیہ یاد نیامدے پس ہمچو دیوانگان کارے کردندے و

لاشک ان ہٰذا السفیہ اعتدیٰ فی کلماتہ۔ واغریٰ العامة بجہلاتہ۔ و

ہیچ شک نیست کہ ایں نادان در کلمات خود از حد تجاوز کردہ است و بجہالتہائے خود عامہ مردم را مشتعل کرد و

جاوز الحد کالغالین۔ فلاجل ذالک قد ہاجت الضوضاة۔ وارتفعت الاصوات۔

ہمچو غلو کنندگان از حد بیرون شد۔ پس برائے ہمیں شورے برخاست و آوازہا بلند شد

وتصاغی الناس برنة النیاحة۔ واشتعل الطبائع من ہٰذہ الوقاحة۔ وملأ

و مردم گریہ کنندہ فریاد کردند و ازیں بے شرمی در طبیعت ہا اشتعال پیدا شد۔ و اخبارہا

الجرائد بتلک الاذکار۔ وقام کل احد ککماة المضمار۔ بما آذی کالمعتدین۔

ازیں تذکرہ ہا پر شدند و ہر یکے ہمچو دلیر میدان بوجہ دلآزاری آں شخص برخاست۔

والحاصل انہ افتریٰ وتجرّم۔ واراد ان یستاصل الحق ویتصرّم۔ و

حاصل کلام این است کہ آں شخص افترا کرد و معصومے را بگناہ منسوب کرد و خواست کہ بیخکنی حق کند و

اسبل غطاء اغلیظاً لاغلاط الناس۔ واراد ان یطفئ انوار النبراس۔ فنہض

آنرا منقطع کند و برائے مغالطہ دہی مردم پردہ غلیظ آویخت۔ و بخواست کہ نورہائے چراغ را بمیراند پس

المسلمون مستشیطین مشتعلین۔ وصاروا طرائق قددا اذا عقین مغتاظین۔

مسلمانان در غضب و خشم بخاستند۔ و در بارہ تدارک شر آں شخص در رائے ہائے خود متفرق شدند بحالیکہ فریاد کنندگان و خشمناک

فذہب بعضہم الی ان یبلغ الامر الی الحکام۔ ویترافع لغرض الانتقام۔ والآخرون

بودند۔ پس رائے بعض مردم ایں شد کہ ایں امر را تا حکام رسانیدہ شود۔ و بغرض انتقام نالش کردہ شود۔ لیکن مردمان

۶۶ ص

مالوا الی الردّ علی تلک الاوهام۔ وحسبوہ من واجبات الاسلام۔ فالذین اختاروا

دیگر سوئے ردّ آں کتاب مائل شدند وایں امر ردّ کردن را از واجبات اسلام دانستند۔ پس آنانکہ

الترافع عرضوا شکواهم علی حضرة نائب الدولة۔ وارسلوا ماکتبوا لهذه الخطة۔

مرافعہ را یعنے استغاثہ را پسند داشتند ایشاں ایں شکوہ را بحضرت نائب دولت بردند وعریضہ کہ برائے

والفریق الثانی توجهوا الی ردّ الکتاب۔ والاٰخرون وجموا من الاکتیاب۔

ایں کار طیار کردہ بودند فرستادند۔ وفریق ثانی سوئے ردّ کتاب متوجہ شدند و دیگراں کہ بودند از غم و درد خاموشی

وکذالک اختلفوا فی الاعمال والاٰراء۔ واستخلص کل احد ما هدی الیه

اختیار کردند وہمچنیں در عملہائے ورائے ہا اختلاف کردند وہر یکے ہماں طریق عقل را اختیار کرد کہ ارادہ عقلی او را

مَن الدهاء۔ فالذی اُشرِب حسّی۔ ونلقفه حدسی۔ ان الاصوب طریق

ہدایت فرمود پس چیزے کہ ضرورت آں من محسوس کردم و فراست من او را از غیب یافت آں ایں بود کہ از ہمہ

الردّ والذبّ۔ لا الاستغاثة ولا السبّ بالسبّ۔ وانی اعلم بلبال المسلمین

تدابیر ردّ کتاب آں نو عیسائی ضروری و قریب بصواب است ایں مناسب نیست کہ نالش کنیم یا دشنام بعوض دشنامہا دہیم

وما عراها قلوب المومنین مِن السن الموذین۔ ولکنی اری الخیر فی ان نجتنب

ومن خوب میدانم کہ مسلمانان ازیں کتاب چہ بے قراریہا می دارند ومرا خوب معلوم است کہ از ایذائے ایں موذی بر دل

المحاکمات۔ ولا نوقع انفسنا فی المخاصمات۔ ونتحامی اموالنا من غرامات

مسلمانان چہ طاری است مگر من دریں امر خیر می بینم کہ ما سوئے محکمہ ہا و عدالتہا رجوع نکنیم و نفسہائے خود را در خصومتہا

التنازعات۔ واعراضنا من القیام امام القضاة۔ ونصبر علی ضجر اصابنا۔

نیفگنیم و مالہائے خود را از تاوانہائے تنازعات نگہداریم۔ وعزتہائے خود را از ایستادن پیش حاکمان محفوظ داریم و بر غمے کہ

وغمّ اذابنا۔ یعدّ منا مبرة عند احکم الحاکمین۔ وما نسینا ما رائینا من جور

برسد صبر کنیم و اندوہے کہ بگداز د شکیبائی بنمائیم تا ایں کار از ما نزد احکم الحاکمین نیکی شمردہ شود۔ وما جور و ظلم را فراموش

وعسف۔ وایّ حرّ رضی بخسف۔ وقد اوذینا فی دیننا القویم ورسولنا الکریم۔

نکردیم۔ وکدام آزاد است کہ بذلت راضی شود۔ وما را در دین درست ما و رسول بزرگ ما ایذا دادہ شد۔

حاشیہ ۲۲

وآنسنا ما هيّج الاسف واجرى العبرات۔ وشاهدنا ما اضجر القلب وزجّى

وچیزہا دیدیم کہ غم انگیخت واشکہا جاری کرد وچیزے مشاہدہ کردیم کہ دل را تنگ کرد و

الزفرات۔ بيد ان الدولة البرطانية لهؤلاء كالاواصر المؤملة۔ وللقسّيسين

آہہا را پیدا کرد مگر این است کہ دولت برطانیہ برائے ایں مردم ہمچو علاقہ ہائے امید داشتہ شدہ است و مر

حقوق على هذه الدولة۔ ونعلم ان نبذ حرمهم امرًا لا ترضاه هذه السلطنة

پادریان را بریں دولت حقوق خدمات اند۔ و ما میدانیم کہ بے عزت کردن اوشان کاریست کہ دولت برطانیہ

وينصبها هذا القصد ونشق عليها هذه المعدلة۔ ولها علينا منن يجب

براں خوشنود نتواند شد و ایں قصد او را رنج خواہد داد و ایں عدالت کارے خواہد بود کہ خلاف طبع کردہ آید۔ و ایں دولت

ان لا نلغيها۔ فلنصبر على ما اصابنا لعلّنا نرضيها۔ وما نفعل بتعذيب المتنصرين

را بر ما احسانہاست واجب است کہ از شمار نیفگنیم آنرا بلکہ واجب است کہ ما بر زیادت پادریان صبر کنیم مگر شاید ازیں جہت

وقد رائينا امنًا من حكامها العادلين۔ ووجدنا بهم كثيرًا من غض وسرور۔

دولت برطانیہ را خوش کنیم و ما را در پے سزائے نو عیسائیان شدن چہ نفع خواہد داد۔ و ما را خود بلیدکہ ازیں حکام چو قدر

وخفض وحبور۔ وما مسّنا منهم شظف في الدّين۔ ولا جنف كالظالمين۔

امن یافتیم۔ و ما بدیشان بسیار تازگی و خوشی دیدیم و آسانی و شادمانی را یافتیم۔ و ازیشان ہیچ رنجے در دین بما

من السلاطين۔ بل اعطونا حرّية فعلًا وقولًا۔ وارضونا حفاوة وطولًا۔ وما

نہ رسید۔ و نہ ہیچ جورے ہمچو جور ہائے بادشاہان ظالم بلکہ ما را در گفتار و کردار آزادی دادہ اند و چنداں احسان کردند کہ

رائينا سوءًا من هذه الدولة۔ ولا قشفًا كايام الخالصة۔ بل ربّينا تحت

ما راضی شدیم و ما ازیشان ہیچ بدی ندیدہ ایم و نہ سختی ہمچو ایام سکھاں بلکہ ما از روز خوردی تا روز

ظلها مذ ميطت عنا التمائم۔ ونيطت بنا العمائم وعشنا بكنفها آمنين۔

بزرگی زیر سایۂ ایں دولت پرورش یافتیم و در پناہ او بامن زندگی بسر بردیم

وجعلها الله لنا كعين نستسقيها۔ وكعين نجتلي بها۔ فنحاذر ان يفرط الى هذه

و خدا او را برائے ما ہمچو آں چشمہ بگردانید کہ ازاں آب می جوئیم و ہمچو آں بگردانید کہ بآں می بینیم۔ پس می ترسیم کہ

الدولة بعض المشبہات۔ وتحسبنا من قوم یضمرون الفساد فی النیات۔

از بعض حرکات ما ایں دولت محسنہ بہ نسبت ما در شبہات افتد و ما را چناں پندارد کہ ما فساد را در نیت ہا مخفی میداریم

فلذالك مارضینا بان نترافع لتعذیب ھذا القذاف الشریر۔ واعرضنا عن

پس ازہمیں سبب ما راضی نشدیم کہ برائے ایں بدگو سُوئے ایں دولت شکایت بردہ شود۔ واز ہمچو ایں تدبیرہا

مثل ھٰذہ التدابیر۔ وحسبنا انہ عمل لا ترضاہ الدولة۔ ولا تستجادہ تلك

پرہیز کردیم و پنداشتیم کہ ایں کارے است کہ ایں دولت براں راضی نخواہد شد و ایں کار را

السلطنة۔ فکففنا کالمعرضین۔ وسمعتُ انّ بعض المستعجلین من المسلمین۔

ایں سلطنت خوب نخواہد پنداشت پس ہمچو اعراض کنندگان ازیں کار دست بردار شدیم۔ ومن شنیدہ ام کہ بعض شتابکاراں

ارسلوا رسائل الی الدولة مستغیثین۔ وتمنّوا ان یوخذ المؤلّف کالمجرمین۔

از مسلمانان سوئے ایں دولت عرائض فرستادہ اند تا مؤلّف امہات المومنین را سزا دہانند

وان ھی الا امانی کامانی المجانین۔ واما نحن فما نری فی ھذا التدبیر عاقبة الخیر۔

مگر ایں آرزوہائے خام ہمچو آرزوہائے دیوانگان اند۔ مگر ما در ایں تدبیر انجام خیر نمی بینیم۔

۴۹ ولا نغصیاً من الضیر۔ بل ھو فعل لا نتیجة له من غیر شماتة الاعداء۔ ولا

ونہ از گزندہائے مشاہدہ می کنیم۔ بلکہ ایں کارے بے سود است کہ ہیچ نتیجہ ندارد بجز شماتت اعدا۔ وازیں

یُستکفیٰ بہ الافتتان بمکائد اھل الافتراء۔ ولو سلکنا سبیل الاستغاثة

تدبیر انسداد آں فتنہ نمی شود کہ از مکرہائے اہل افترا ظہور پذیر است۔ واگر ما بر طریق استغاثہ قدم زنیم و برائے

ونترافع لاخذ مؤلف ھذہ الرسالة۔ لنعزیٰ الی فضوح الحصر۔ ونرھق

سزائے آں مؤلّف بحضور دولت برطانیہ شکایت بریم البتہ سُوئے درماندگی وزبان بستگی منسوب خواہیم شد

بمعتبة عند اھل العصر۔ ویقال فینا اقوال بغوائل الزخرفة۔ ویقطع عرضنا

ونزد جہانیاں بعتابے ماخوذ خواہیم گردید۔ ودربارہ ما سخنہائے پُر زہر و باطل خواہند گفت و آبروئے ما

بحصائد الالسنة۔ ویقول السفھاء انھم عجزوا من الاتیان بالجواب۔ فلا

بداسہائے زبانہا قطع کردہ خواہد شد۔ ونادانہا در حق ما خواہند گفت کہ اوشاں از جواب دادن عاجز آمدہ سوئے

جرم توجهوا الی الحکّام من التضرم والاضطراب۔ فبعد ذالک لا تبقٰی لنا معذرة۔

حکّام بحالت خشمناکی و بے قراری توجّہ کردند پس بعد ازاں ہیچ عذر ما نخواہد ماند

وترجع الینا مندمة وتبعة۔ فلیس بصواب ان نطلب ھذہ المنیة۔

و انجام کار ما ندامت وخاتمہ کار بدخواہد بود پس ایں طریق خوب نیست کہ ما ایں مراد را بطلبیم

ونرود ھذہ البُغیة۔ ولیس بحریّ ان نسعٰی کالنادبات الی السلطنة۔

و ایں آرزو را بخواہیم ولائق نیست کہ ما ہمچو زنان ماتم کنندگان سُوئے سلطنت بدویم

ونُضحی انفسنا من مامن الحجج البیّنة۔ ونضیع اوقاتنا فی البکاء والصُراخ

ونفسہائے خود را از امن گاہ حجت ہائے آشکارا بیروں آریم۔ و وقت خود را ہمچو زنان در گریستن و فریاد کردن

کالنسوة۔ ولا نفکر لھدم بناء ھذہ الفرقة۔ ولا نتوجه الٰی خزعبیلاتھم۔

بسر بریم وبرائے شکستن بنائے ایں فرقہ ہیچ فکرے نکنیم۔ وسوئے خیالات باطلہ نصرانیاں توجہ نکنیم

ولا نزیح وساوس جھلاتھم۔ ونترکھم فی کبرھم وزھوھم۔ ولا ننبّھھم علی غلطھم

ووسوسہ ہائے باطلہ ایشاں را دُور نگردانیم وایشاں را در تکبّر ونخوت ایشاں بگذاریم وبرغلطی ایشاں ایشانرا

وسھوھم۔ ولا ناخذھم علی بھتانھم وافترائھم۔ ولا نری الخلق خیانتھم و

خبردار نکنیم وبر بہتان وافتراء ایشاں ایشانرا مواخذہ نکنیم ومردم را خیانت وکمی حیاء ایشاں

قلّة حیائھم۔ ونفرح بما ینالھم من الحاکمین۔ بل ینبغی ان نجیح اوھامھم۔

نہ نمائیم وصرف برسزائے ایشاں خوش شویم بلکہ ایں مناسب است کہ ما وہم ہائے

ونکسّر اقلامھم۔ ونجعل کلمھم مضغة للماضغین۔ وان لم نفعل ھذا فما

ایشانرا از بیخ برکنیم وقلمہائے ایشانرا بشکنیم وکلمہ ہائے ایشانرا چیزے گردانیم کہ مردم آنرا زیر دندان بخایند

فعلنا شیئًا فی خدمة الدین۔ وما عرفنا صنیعة اللّٰہ خیر المحسنین۔ وما

واگر چنیں نکنیم پس در خدمت دین چیزے نکردیم ومنت خدا را نشناختیم۔ و نہ

شکرنا بل اخذنا الوقت غافلین۔ فان اللّٰہ وھب لنا حریةً تامّةً لھذہ

شکر کردیم بلکہ در غفلت زندگی گذرانیدیم چراکہ خدا تعالیٰ ما را آزادی کامل بخشیدہ است

الامور لنحق الحق ونبطل ما صنع اهل الزور۔ فلو لم نمتع بهذه الحرية۔ فما

تاکہ حق را ثابت کنیم و آنچہ کاذبان ساختہ اند آنرا رد کنیم پس اگر ازیں آزادی فائدہ نگیریم

شکرنا نعم الله ذی الجود والموهبة۔ وما کنا من الشاکرین۔ الم تروا

پس خدا را شکر بجا نیاوردیم و در شکرگزاراں خود را داخل نکردیم آیا نمی

کیف نعیش احرارا تحت ظل هذه السلطنة۔ وکیف خیرنا فی دیننا

بینید کہ چگونہ بآزادی زیر سایہ ایں سلطنت زندگی بسر مے کنیم و چگونہ در دین خود مختار و در

واوتینا حریة فی مباحث الملة الاسلامیة۔ واخرجنا من حبس کنا فیها

مباحثات مذہبیہ آزادیم و ازاں قید رہا کردہ شدیم کہ

فی عهد دولة الخالصة۔ وفوضنا الی قوم راحمین۔ وان حکامنا لا یمنعوننا

در عہد دولت خالصہ دراں مقید بودیم۔ وسوئے قومے کہ رحم میکند سپردہ شدیم۔ و حکام ما مارا

من المناظرات والمباحثات۔ ولا یکفئوننا ان کان البحث فی حلل الرفق و

از مباحثات منع نمی کنند و مارا ازیں کار باز نمی دارند بشرطیکہ بحث در پیرایہ نرمی و

بصحة النیات۔ ولا یحیفون متعصبین۔ فلاجل ذالك نستسنی دولتهم

بصحت نیت باشد و از تعصب ظلم نمی کنند از ہمیں سبب خیرخواہ ایں دولتیم

ونستغزر دیمة نصرتهم۔ فانا لا نری تلهب جذوتهم۔ عند رد مذهبهم۔

ودعائے بسیاری ایں باران نصرت الٰہی چراکہ ما ہیچ اشتعال وراایشاں در وقت رد مذہب ایشاں ونکتہ چینی

وازراء ملتهم۔ وهذا هو الذی جذب القلوب الی محبتهم۔ واما ل الطبائع

ملت ایشاں نمی یابیم وایں ہماں امر است کہ دلہا را بسوئے محبت ایشاں کشیدہ و از ہمیں وجہ طبیعتہا

الی طاعتهم۔ واحبهم الینا کالسلاطین المسلمین۔ وانهم قوم قد اسرونا بمنتهم۔

سوئے طاعت ایشاں خمیدہ و ماہمچو شاہان مسلمان بدیشاں محبت کنیم وایشاں مارا باحسان خود قید کردہ اند

لا بسلاسل حکومتهم۔ وقیدونا بایادی نعمتهم۔ لا بایدی سطوتهم۔ فوالله

نہ بزنجیرہا و بہ نعمتہا گرفتار نمودہ اند نہ بہ شوکت و حملہ خود پس بخدا

مٹ

قد وجب شکرھم وشکر مبرتھم۔ والذین یمنعون من شکر الدولة البرطانیة

کہ شکر ایشاں وشکر نعمت ایشاں واجب است۔ وآنانکہ از شکر دولت برطانیہ منع مے کنند

ویندّدون بانہ من مناھی الملّة۔ فقد جاء وا بظلم وزور۔ وتورّدوا

وظاہر مے نمایند کہ آں از ممنوعات ملّت اسلام است۔ پس ایشاں سراسر دروغ گفتہ اند۔ وجائے اختیار

موردًا لیس بماثور۔ ایحسبونھم ظالمین۔ حاش للّٰہ وکلّا۔ بل اجلّ معروفھم

کردند کہ بحدیثے واثرے ثابت نیست ایا گمان می کنند کہ ایشاں ظالم اند۔ پاکی است مرخدا را وچنیں نیست بلکہ

وجلّی۔ انظروا الیٰ بلادنا واھلھا المخصبین۔ من القانطین والمتغربین۔ انظروا

بزرگ است احسان شان وغمہا را دُور کردہ است۔ ملک ما را مردمان ایں دیار را کہ آسودہ حال اند چہ مقیم وچہ

ما ایمن ھذا السواد۔ وما ابھج ھذہ البلاد۔ عُمرت مساجدنا بعد تخریبھا۔

مسافر بہ بینید چہ قدر مبارک ویُرامن ایں نواح است وایں دیار چہ تازگی ہا دارد۔ مساجد ہائے ما پس ازانکہ

واُحییت سنننا بعد تتبیبھا۔ واُنیرت ماذننا بعد اظلامھا۔ ورفعت مناورھا

ویران شدہ بودند آباد شدہ اند وطریقہائے دین ما پس ازانکہ مُردہ بودند زندہ شدہ اند۔ وجائے اذان ما پس ازانکہ

بعد اعدامھا۔ ورأینا النھار بعد اللیلة اللیلاء۔ ووصلنا الانھار بعد فقدان

تاریک شدہ بود ندروشن شدہ اند۔ ومنارہ ہائے مساجد بعد معدوم کردن بلند کردہ شدند وبعد شب تاریک ما روز روشن را

الماء۔ وفُتح الجوامع والمساجد لذکر اللّٰہ الوحید۔ وعلا صیت التوحید۔ وترجّینا

دیدیم۔ وبعد گم شدن آب بر نہرہا رسیدیم وجامع وعام مساجد برائے ذکر الٰہی کشادہ شدند وآوازۂ توحید بلند شد

بعد تمادی الایّام۔ ان یزیح سموم الکفر تریاق وعظ الاسلام۔ وحفظنا من شر

وبعد مدّت ہائے مدید ما را ایں اُمید پدید آمد کہ تریاق وعظ اسلام ہوائے زہرناکِ کفر را دُور خواہد کرد۔ ونگہ داشتہ

کلّ مفاجی۔ وعُدنا من تیہ الغربة الیٰ معاج۔ واقترب ماء النضارة

شدیم از بدی ہر ناگاہ آیندہ واز سرگردانی غربت بجائے اقامت کردن رسیدیم وآب تازگی از درخت ما

من سرحتنا۔ وکاد یحلّ بمنبتنا واصبحنا آمنین۔ حتی الفینا کلّ من الوی

نزدیک شد ونزدیک آمد کہ بمنبت ما فرود آید۔ وامن یافتگان شدیم مجدیکہ ہر دشمنے معاند کہ گردن خود را

صہ ۴۲

عتقه من العناد- كالاصادق واهل الوداد- وتبدّى الاساود كاعوان النآد-

از عناد پیچیده بود همچو دوستان او را یافتیم و ماران سیاه، همچو غمخواران که در وقت سختی و

وقُلِبَ عَجُرُنا و بُجُرُنا ونقل الى الصلاح والسداد- ونضرنا بدولةٍ جاءت كعهاد-

رنج مدد می کنند ظاهر شدند وظاهر و باطن ما متغیر کرده شد و سوئے درستی و صلاحیت منتقل کرده شدیم و بدولتی

عند سنة جماد- فرأت هذه الدولة دخيلة امرنا- واطلعت على ذوبنا و

تازه کرده شدیم که همچو آں باراں آمد که در وقت خشک سالی می آید- پس ایں دولت باطن حال ما را بدید- و برگداختن

ضُمرنا- فآوتنا ورحمتنا- وواستنا وتفقدتنا- حتى عاد امرنا الى نعيم- بعد

و لاغری ما طبع شد- پس ما را جا داد و غمخواری نمود- و تفقد حال ما کرد- بحدے که کار ما بعد عذاب دردناک سوئے

عذاب اليم- فالأن نرقد الليل ملاء اجفاننا- ولا نخس ولا وخزلا بد اننا

تنعم عود کرد پس اکنوں بسیری چشم می خسپیم بحالیکه نه گزندے و زسوزشے شامل حال

نغرد في بساتيننا بلابل التهاني والنعماء- مأبسة على دوحة الصفاء- بعد ما كنا

ماست- بلبلان در باغ ها غلغل مبارکبادی و تنعم می اندازند بحالیکه بر درخت صفا و وقت می خرامند بعد از انکه

نُصدم من انواع البلاء- فانصفوا اليس بواجب ان نشكر دولة جعلها

تختهٔ مشق گوناگون بلاها بودیم پس انصاف کنید آیا واجب نیست که شکر آں سلطنت کنیم که خدا

الله سببا لهذه الانعامات- واخرجنا بيديها من سجن البليات- اليس

تعالیٰ او را موجب ایں انعامها گردانید و ما را بهر دو دست او از زندان بلاها رهائی بخشید آیا بر ما

بحق ان نرفع لها اكفّ الضراعة والابتهال- ونحسن اليها بالدعاء كما

ایں حق نیست که ما برائے ایں سلطنت کفهائے تضرع و عجز و نیاز در حضرت باری تعالیٰ بگستریم و به دعا

احسنت الينا بالنوال- فان لنا بها قلوبًا طافحة سرورًا ووجوهًا متهللة

بدیں سلطنت نیکی کنیم چنانچه او با ما نیکی کرد چراکه ما را بوسیله آں دلها از خوشی پُر هستند و رو ها از شادمانی

ومستبشرة حبورا- واياما مُلئت امنا وحُريّة- وليالي ضمخت راحة و لهنية-

خندان و شگفته هستند و روزها هستند که از امن و آزادی مملو اند- وشب ها هستند که از راحت و

وتری منازل مزدانة باہج الزینة۔ ولا خوف ولا فزع ولو مرنا علی اسود العرینة

خوشحالی معطر اند۔ و می بینید کہ منزلہا بہ خوش ترین زینت ہا آراستہ اند و ہیچ خوف و فزع نیست اگرچہ بر شیران

ضربت خزی الفشل علی الظالمین۔ وضاقت الارض علی المرجفین المبطلین۔

بیشہ ہا بگذریم۔ بر ستمگاران بزدلی طاری است و بر دروغگویاں و باطل پرستان زمین تنگ است

ونعیش مستریحین آمنین۔ فای ظلم کان اکبر من ھذا الظلم ان لا نشکر

و ما در امن و راحت می گذرانیم پس کدام ظلم ازیں ظلم بزرگتر است کہ ایں دولت محسنہ را شکر

ھذہ الدولة المحسنة۔ ونضمر الحقد والشر والبغاوة۔ اھذا اصلاح بل فسق

گذار نباشیم و کینہ و بغاوت را در دل داریم آیا ایں کار نیک است بلکہ

ان کنتم عالمین۔ فویل للذین یبغون الفساد۔ ویضمرون العناد۔ واللہ لا

بدکاری است اگر شما را عقل باشد۔ پس براں مردم واویلا است کہ فساد می خواہند و در دل عناد را پوشیدہ

یحب المفسدین۔ انہم قوم ذھلوا آداب الشکر عند رؤیة النعمة۔ وانساھم

می دارند و خداتعالیٰ فساد کنندگان را دوست نمی دارد۔ ایشاں قومے ہستند کہ آنچہ در وقت دیدن نعمت

الشیطان کل ما نُدِب علیہ من امور الشریعة۔ وجاؤا شیئًا اِدًّا۔ وجازوا

شکر باید کرد آداب آں فراموش کردہ اند۔ و شیطان ایشاں را ہمہ آں چیزہا کہ تاکید شریعت براں ہا رفتہ بود

عن القصد جدًا۔ وما بقی فیہم الا حمیة الجاھلیة۔ وفورة النفس الابیّة۔

فراموش کنانید و کارے عظیم تعجب انگیز نمودند و از میانہ روی دور افتادند و بجز حمیّت جاہلیت و جوش نفس

ولا یمشون کالذی خشی ودلف۔ ولا یخلعون الصلف۔ ولا یذکرون ما

چیزے در ایشاں باقی نماندہ۔ و ہمچو کسے روش شاں نیست کہ می ترسد و آہستہ می رود و دور نمی کنند عادت

سلف فی زمن خالصة مغشوشین۔ الم یعلموا ان الشکر لاھلہ من وصایا

لاف زدن را و آنچہ در عہد سکھاں گزشت یاد نمی دارند آیا نمی دانند کہ شکر آں کسے کردن کہ اہل شکر است

القرآن۔ واکرام المحسن مما نطق بہ کتاب الرحمٰن۔ وان الدولة البرطانیة قد

از وصیتہائے قرآن است و اکرام احسان کنندہ چیزے است کہ کتاب اللہ بداں ناطق است۔ و ایں دولت

جعلها الله موابذة حلّنا وعقدنا۔ وحفظاء يقظتنا ورقدنا۔ وانا وصلنا بهم

برطانیه که هست خداتعالیٰ او را برائے ما مهتممان بندوبست مقدمات ما گردانیده است و نگهبانان بیداری

الى المرادات المستعذبة۔ ونجونا من الآفات المخوفة۔ فكيف لا نشكر لهم و

و خواب ما کرده۔ و ما بوسیله ایشان مراداتِ شیریں را رسیدیم و از آفتهائے ترساننده رستگار شدیم پس

نعلم انهم احسنوا الينا۔ وكيف نفارقهم وندرى انهم حرساء الله علينا۔ و

چگونه شکر ایشاں نگذاریم و میدانیم که ایشاں بما نکوئی ها کرده اند و چگونه از ایشاں دور شدیم و میدانیم که ایشاں

الله يحب المحسنين۔ وكنا قبل ذالك غُصِب منا قرانا وعقارنا۔ وخُرّب

از طرف خداتعالیٰ نگهبانانِ ما هستند و خداتعالیٰ نکوکاران را دوست میدارد۔ و ما پیش زیں ایں حالت میداشتیم که

دار قرانا ومقارنا۔ ودسنا تحت انتياب النوب وتوالى الكرب۔ وصفرت

دیهات ما و زمین ما بجبر گرفته بودند و مهمان خانه ما و نشست گاه ما خراب کرده بودند و از حوادث و بیقراریهائے پیاپے زیر پا

راحتنا۔ وفرغت ساحتنا۔ حتى أُخرجنا من املاك وارضين۔ وقصور و

کوفته شدیم و دست ما خالی شد و صحن ما بے مردم گردید تا بحدے که از زمینها و ملک ها و کاخ ها

وبساتين۔ واوطان مُكتئبين مغتمّين۔ وطُردنا كالعجماوات۔ ووُطِئنا

و باغ ها و وطن ها بحالت غمناکی بیروں کرده شدیم و همچو چارپایاں ما را براندند و چوں سنگ

كالجمادات۔ وسُلكنا مسلك العباد والغلمان۔ والحقنا بالارذلين منزلة من

و خس و خاشاک زیر پا کردند و با ما آں سلوک کرده شد که بغلامان و بندگان می کنند و ما را بمردمانے آمیختند که همچو

نوع الانسان۔ وربما أُتّمنا باخف جرح اصاب منا حيوانًا۔ اوبما قطعنا اغصانا

کسانے پنداشتند که از نوع انسان در مرتبه کمترین خلائق اند و بسا اوقات از کمتر جراحتے که حیوانے را از ما رسید

فقُتلنا وصلبنا او اجلئنا تاركين اوطانا ومتغربين۔ ثم رحمنا الله واتى بالدولة

یا از درختے شاخے بریدیم مجرم قرار داده شدیم پس بکشتند یا بردار کشیدند یا از وطن اخراج کرده غریب الوطن ساختند

البرطانية من ديار بعيدة۔ وبلاد نائية۔ وكان الامر لله يختار لعبادة

باز خداتعالیٰ بر ما رحم کرد و سلطنت برطانیه را از دور دراز ملک آورد۔ و همه کار در دست خداتعالیٰ است هر کرا از

من يشاء - يوتى الملك من يشاء وينزع الملك ممن يشاء - وهو ارحم الراحمين -

ملوک می خواهد برائے بندگان خود می پسندد و هرکرا خواهد ملک می دهد و از هرکه خواهد می ستاند و او از همه رحم کنندگان ارحم است

انّه دفع الحكومة الىٰ اهلها بعد خبال الخالصة - ثمّ بدل تعبنا ونصبنا

او حکومت را بعد تباهی خالصه سوئے اهل آں رو کرد باز تعب و رنج ما را به نعمت و

بالنعمة والراحة - واورثنا ارضنا مرة اخرىٰ - بعد ما اُخرجنا كاوابد الفلا -

راحت مبدل گردانید و بار دوم ما را وارث زمین خود گردانید بعد زانکه همچو جانور هائے صحرائی ما را اخراج

ورجعنا الى اوطاننا سالمين متسلّمين - ورُدّ الينا قرانا وعقارنا وفضتنا و

کرده بودند - و سوئے وطن هائے خود باز آمدیم بحالیکه از آفات سفر سلامت بودیم و چیزهائے خود واگرفتیم و سوئے

نضارنا - الا ما شاء الله وسكنا فى بيوتنا آمنين - وانا ما تعلقنا باهداب هذه

ما دیهات ما و زمین ما و سیم ما و زر ما رد کرده شد مگر آنچه خدا خواست - و در خانهائے خود با امن سکونت اختیار

السلطنة - الا بعد ما شاهدنا خصائص هذه الحكومة - وامعنا النظر

کردیم - و ما بدامن ایں سلطنت بعد مشاهده خاصیت هائے ایں حکومت آویختیم و در نعمتهائے او بغور نظر

فى نعمها متوسمين - وسرحنا الطرف فى ميسمها متفرسين - فاذا هى دواء

دیدیم و خوبی آنرا شناختیم - و چشم ما بر روئے او بفراست دوانیدیم پس معلوم ما شد که او دوائے

كروبنا - ومداوية نوبنا وخطوبنا - وبها سيق الينا الاموالُ - بعد ما استحالت

بیقراری هائے ما است و علاج کننده حوادث است و بوسیله او مالها سوئے ما کشیده شد بعد زانکه در حال ما

الحال - وغار المنبع واعول العيال - ونجّينا بها من الدهر الموقع - والفقر المدقع

تغیر عظیم پیدا شده بود - و وجوه معاش تباه شده و عیال گریاں - و مد و از اں زمانه که در بدی می انداخت

وكنا من قبل شجينا فلا الكروب من الشجىٰ - وطوينا اوراق الراحة من ايدى

و از اں محتاجگی که بخاک آمیخته بود نجات یافتیم - و ما پیش زیں سلطنت بیابانهائے بیقراری بغم قطع می کردیم - و ورقهائے

الطوى - وما كانت تعرف اقدامنا الا الوجىٰ - وما صدورنا الا الجوىٰ - و

راحت بدستهائے گرسنگی پیچیدیم - و قدمهائے ما بجز پا سودن چیزے نمی دانستند - و نه در سینه هائے ما بجز سوزش

مرّ علینا لیالی ما کان فراشنا فیها الا الوهاد - ولا موطأنا الا القتاد - فکنّا

چیزے دیگر بود - و شب ہا بر ما گزشتند کہ دراں بستر ما بجز نشیب چیزے دیگر نبود - و جائے پا نہادن ما خارہا بودند و دگر

نجلوا الهموم باذکار هذه الدولة - ونجتلی زمننا طلق الوجه - بابشار تلك المعدلة -

ہیچ نبود - پس دراں ایام ما بذکر ایں سلطنت غم خود را دور می کردیم - و بخوشی ایں عدالت زمانہ خود را کشادہ رو میدیدیم -

ص ۴۶

حتی اسعف الله بمرادنا - وجاء بهذه الدولة لاسعادنا - فوصلنا بها بشارة

تا وقتے کہ خدا تعالیٰ مراد ما ما را داد - و برائے خوش قسمتی ما سلطنت انگریزی دریں ملک قائم شد - پس ما بقدوم او

تنشی لنا کل یوم نزهةً - وتدرء عن قلوبنا کربةً - الی ان خُلّصنا من الخوف

آں بشارت را دیدیم کہ ہر روز برائے ما شگفتگی پیدا میکند - و ازاں ما بیقراری را می رباید تا بحدیکہ از خوف فاقہ

والاملاق - ونقلنا من عدم العُراق الی الارفاق - وجاءنا النعم من الآفاق -

کشتی نجات یافتیم - و از تہیدستی سوئے فراخ دستی منتقل شدیم - و از کنارہ ہائے ملک نعمتہا بما رسیدند

ونظم الاجانب فی سلك الرفاق - وفزنا بمرامنا بعد خفوق رایة الاخفاق -

و بیگانگاں در رشتہ رفیقاں منسلک شدند و بعد از نومیدیہا بمراد خود رسیدیم

وقد کنا فی عهد الخالصة - اخرجنا من دیارنا ولُفظنا الی مفاوز الغربة -

و در عہد خالصہ حال ما ایں بود کہ ما از ملک خود خارج کردہ شدہ بودیم و سوے بیابانہائے غربت انداختہ

وبُلینا باعواز المنیة - فلمّا من الله علینا بمجیٔ الدولة البرطانیة - فکانّا وجدنا

بودیم و به نامرادیہا آزمودہ شدیم - پس ہرگاہ خدا تعالیٰ بدیں دولت برطانیہ بر ما احسان کرد - پس گویا ما آں

مافقدنا من الخزائن الایمانیة - فصار نزولها لنا نُزل العز والبرکة - ومغناه

خزینہ ہائے ایمانی ما یافتیم کہ گم کردہ بودیم پس نزول او برائے ما آں طعام مہمانی شد کہ از و عزت و برکت باشد

سبب الفوز والغنیة - ورائینا بها حبورًا وفرحةً - بعد ما لبثنا علی المصائب

و خانہ او موجب تونگری ما شد و ما بدو خوشی و شادمانی را دیدیم بعد زانکہ تا زمانے در مصیبتہا ماندیم

بُرهةً - ورُفعنا من ذل اخریات الناس - الی مراتب رجال هم للقوم

و از ذلت کم درجہ بودن بمراتب کسانے برداشتہ شدیم کہ اوشاں برائے قوم ہمچو سر اند

كالهاس۔ و نُجّينا من قطوب الخطوب۔ وحروب الكروب۔ وكنا نمدّ

واز حوادث و جنگہائے بے قراری نجات دادہ شدیم و ما سوائے این

الابصار الى ذالك الوقت السعيد۔ كما تمد الاعين لهلال العيد۔ وكنا

وقت مبارک چناں چشم خود دراز می داشتیم ہمچناں کہ سوئے ہلال عید چشم بر داشتہ می شود۔ و ما

نبسط يد الدعاء لهذه الدولة۔ بما اصابتنا مصائب فى زمن الخالصة۔

برائے این دولت دست دعا می گستریدیم چراکہ در زمانۂ خالصہ مصیبت ہا بمار سیدہ بود۔

ونَبابنا مالف الوطن واخرجنا من البقعة۔ وكانت آباءنا اقتعدوا غارب

و وطن ما ما را ناموافق آمدہ بود و از جائے خود بیروں کردہ شدیم و پدران ما بباعث سختی خالصہ مسافرت اختیار

الاغتراب۔ بما اكرهوا وبُعّدوا من الاتراب۔ فتركوا دار رياستهم وجميع ما كان

کردہ بودند چراکہ اوشاں جبرًا از رفیقان وطن دور کردہ شدند۔ پس دار الریاست خود را ترک گفتند

لهم من القرىٰ۔ ونصّوا ركاب السرىٰ۔ وجابوا فى سيرهم وعورا۔ وتركوا راحة

و شتران شب روی تیز براندند۔ و در سیر خود زمینہائے سخت را قطع کردند۔ و راحت

وحبورا۔ وانضوا اجاردهم تسيارا۔ وما راؤ الیلا ولا نهارا۔ حتى وردوا حمىٰ

و شادمانی را ترک کردند۔ و اسپان کم مو را در سیر خود لاغر کردند۔ و نہ روز را دیدند نہ شب را۔ تا بجدے کہ در حدود

رياسةٍ۔ كفلتهم بحراسةٍ۔ فسَرَوا ايجاس الخوف واستشعارهٗ الى ايام۔ وراؤا

ریاستے داخل شدند۔ و آں ریاست متکفل مہمات شاں شد۔ پس چند روزے خوف پنہان و آشکار را از خود دور انداختند

لعاع الامن وازهارهٗ بعد آلام۔ ثم طلعت علينا شمس الدولة البرطانية

و سبزہ امن و شگوفہ آوردن آں بعد دردہا بدیدند باز بر ما آفتاب دولت برطانیہ بدرخشید۔

و امطرت مُزن العنايات الرحمانية۔ فتسربلنا لباس الامن بعد ايام الخوف

و باران عنایتہائے ربانی ببارید پس لباس امن بعد روزہائے خوف بپوشیدیم

وصرنا مخصبين نعم العوف۔ فعدنا و اباءنا الى منبت شُعبتنا۔ وملنا الى

و آسودہ حال و نیکو احوال شدیم پس ما و آبائے ما سوئے وطن خود رجوع کردیم و سوئے خانہا

الاوكار من فلاغربتنا - وهنا نا انفسنا فرحين - ولو انصفنا لشهدنا ان هٰذه

از بیابانہائے غربت میل نمودیم و نفوس خود را بحالت خوشی مبارکباد دادیم - واگر انصاف کنیم ہر آئینہ گواہی دہیم کہ

السلطنة ردّت الينا ايام الاسلام - وفتحت علينا ابوابا لنصرة دين خير

ایں سلطنت روزہائے اسلام سوئے ما واپس آوردہ است - و برما درہائے مدد دین پیغمبر علیہ السلام کشودہ

الانام - وكنا فى زمن دولة الخالصة - اوذينا بالسيوف والاسنة - وما

است و ما در زمانۂ خالصہ بشمشیرہا و نیزہ ہا ایذا دادہ مے شدیم و مجال ما

كان لنا ان نقيم الصلوٰة على طريق السنة - ونوذن بالجهر كما نُدب عليه

نبود کہ نماز را بطریق سنّت قائم کنیم و بانگ نماز بآواز بلند بگوئیم چنانچہ حکم

فى الملة - ولم يكن بُدّ من الصمت على ايذاءهم - ولم يكن سبيل لدفع جفاءهم

شریعت است - و بجز خاموشی بر وقت ایذائے شاں ہیچ چارہ نبود - و برائے دفع کردن ظلم شاں ہیچ راہے نبود -

فُردنا الى الامن والامان عند مجئ هذه السلطنة - وما بقى الا تطاول قسيسين

پس ما سوئے امن و امان در عہد ایں سلطنت رو کردہ شدیم و برما بجز دراززبانی پادریاں ہیچ بارے

بالالسنة - وجعل الحرية كل حرب سجالا - ولكنا تركنا القذف بالقذف لئلا

نماند و عام آزادی دادہ شد ہر جنگ را برائے جنگ کنندگان بر نوبت ہا تقسیم کرد لیکن ما دشنام

نشابه دجالا - ولا نكون من المتعسفين - وما منعت السلطنة ان نفتح الالسن

را عوض دشنام ترک کردیم تا بگروہ مفتریان نمانیم و تا از متعصبان نشویم - و سلطنت ما را از جواب ترکی بترکی منع

بالجواب - بل لنا ان نقول اكبر مما قالوا ونصبّ عليهم مطرا من العذاب -

نکردہ است بلکہ ما را اختیار است کہ از گفتۂ شاں بزرگتر بگوئیم و برایشاں باران عذاب بباریم -

ولكن المرء يصدر منه فعل الكلاب - ولا يستقرى الحمام الجيفة ولو لفظه

مگر از انسانے کار سگاں نمی آید و کبوتر جستجوئے مردار نمی کند و اگرچہ گرسنگی او را

الجوع الى معامى التباب - ايعيبون نبينا على الشغف بالنساء - وكان يسوعهم

سوئے بیابان ہائے ہلاک بیندازد - آیا پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم را برغبت زنان عیب می کنند - و یسوع

قد عیب علی شرہ الاکل و شرب الصہباء۔ وقد ثبت من الانجیل انہ

ایشاں را بر حرص خوردن و شراب نوشیدن عیب گرفتہ اند واز انجیل ثابت است کہ او زنے بدکار

آوی عندہ بغیۃ۔ وکانت زانیۃ وفاسقۃ وشقیۃ۔ وکانت امراۃ شابۃ

را نزد خود جا داد وآں زن زناکار وسخت فاسقہ بود وجواں بود در لباس آراستہ

فی ثیاب نظیفۃ۔ مع صورۃ لطیفۃ۔ فما انصرف عنہا وما قام۔ وما اعرض

بروئے خوبصورت پس مسیح ازاں زن یکسو نرفت و نہ استاد و نہ ازاں

عنہا وما الام۔ بل استأنس بہا وآنس بطیب الکلام۔ حتی جلعت ومسحت

اعراض کرد و نہ ملامت کرد۔ بلکہ از و مانوس شد واو را مانوس کرد تا بحدے کہ آں زن از راہ بے شرمی

علی راسہ من عطرہا التی کان قد کسب من الحرام۔ وکذالک اقبل علی

عطر خود کہ از کسب حرام بود بر سر او مالید وہمچنیں یسوع یکمرتبہ با زن بدکار

بغیۃ اخری وکلمہا۔ وسئلت وعلمہا۔ وھذہ حرکات لا یستحسنہا تقی۔ فما

دیگر گفتگو کرد و بدو متوجہ شد و ایں حرکات را پرہیزگارے پسند نکند۔ پس

الجواب ان اعترض شقی۔ ولا شک ان النکاح علی وجہ الحلال خیر من تلک الافعال۔ ومن

کدام جواب است اگر بدبختے اعتراض کند۔ وہیچ شک نیست کہ از ہمچو ایں کارہا بطریق حلال نکاح کردن بہتر است و ہر کہ

کان کیسوع شابا طریا اعزب مفتقرا الی الازدواج۔ فای شبہۃ لا تجاء القلب عند رویۃ ھذا الامتزاج

ہمچو مسیح جوانے پر قوت بے زن محتاج نکاح باشد پس کدام شبہ است کہ بروقت مشاہدہ ایں اختلاط دل را نمی گیرد

فمن کان شمر عن ذراعیہ لاعتراض۔ ولبس الصفاقۃ لارتکاض۔ فلیحسر

پس ہر کہ برائے اعتراض از ہر دو دست خود آستین بچیند و در حالت بیقراری جامۂ بے شرمی پوشد۔ پس

عن ساعدہ لھذہ الزرایۃ۔ فانہا احق واوجب عند اھل التقوی والدرایۃ۔

می باید کہ بازوئے خود را برائے ایں عیب گیری برہنہ کند۔ چراکہ ایں اعتراض نزد اہل تقویٰ و دانش حق و واجب است

ﷺ ھذا ما کتبنا من الاناجیل علی سبیل الالزام۔ وانا نکرم المسیح ونعلم انہ کان تقیا ومن الانبیاء الکرام۔ منہ

ایں کہ از اناجیل نوشتیم بطور الزام نوشتیم۔ و اگرچہ ما مسیح را بزرگ میداریم و او را پرہیزگار و از انبیاء میدانیم۔ منہ

واما نحن فصبرنا على اقوالهم۔ وثبتنا قلوبنا تحت اثقالهم۔ لتعلم الدولة انا

مگر ما بر سخن ایشاں صبر کردیم وزیر بارہائے ایشاں دل را ثابت داشتیم۔ تا گورنمنٹ انگریزی

لسنا بمستشيطين مشتعلين۔ ولا نبغي الفساد بالمفسدين۔

بداند کہ ما ہیچ اشتعال وغضب نمی داریم۔ وایچو مفسداں فساد را نمی خواہیم۔

ولا ننسى احسان هذه الحكومة۔ فانها عصم اموالنا واعراضنا

واحسان ایں حکومت را فراموش نمی کنیم زیرانکہ ایشاں مال ہائے ما را وآبرو ہائے

ودماءنا من ايدي الفئة الظالمة۔ فالآن تحت ظلها نعيش بخفض و

ما را وخون ہائے ما را حفاظت کردند والکنوں زیر سایۂ ایشاں بآسانی وراحت می گذرانیم

راحة۔ ولا نرد مورد غرامة من غير جريمة۔ ولا نحل دار ذلة من غير

وبغیر جرمے ہیچ تاوانے عائد حال ما نمی گردد و در مقام ذلت بدوں معصیت نمی

معصية۔ بل نامن كل تهمة وآفة۔ ونكفى غوائل فجرة وكفرة۔ فكيف نكفر

آئیم بلکہ از ہر تہمت وآفت در امن ہستیم واز مفاسد بدکاراں کفایت کردہ شدیم۔ پس چگونہ نعمتِ

نعم المنعمين۔ وكنا نمشي كالقزل قبل هذه الايام۔ وما كان لنا ان نتكلم بشيء

منعم را ناسپاسی کنیم۔ وما پیشتر ازیں ہمچو لنگ می رفتیم ومجال ما نبود کہ در دعوتِ جناب پیغمبر خدا

في دعوة دين خير الانام۔ وكان زمان الخالصة۔ وزمان الذلة والمصيبة

صلی اللہ علیہ وسلم چیزے بگوئیم وزمانہ سکھاں زمانۂ رُسوائی ومصیبت بود۔

صُغّر فيه الشرفاء۔ واسادت الاماء۔ وصُبت علينا مصائب ينشق القلم

شریفاں در وے حقیر شدند وکنیزکاں سرداری پیدا کردند۔ وآں مصیبت ہا بر ما ریختہ شدند کہ قلم بذکر آں

بذكرها وخرجنا من اوطاننا باكين۔ فقلب امرنا بهذه الدولة من بوس الى

منشق می گردد واز وطن ہا بگریہ خارج شدیم پس کار ما دریں سلطنت از تنگی سوئے فراخی مبدل شد

رخاء۔ ومن زعزع الى رخاء۔ وفتح لنا بعنايتها باب الفرج۔ واوتينا الحرية بعد

واز باد تند سوئے ہوائے نرم منقلب گشت۔ واز مہربانی او در کشادگی بر ما کشودہ شد۔ وبعد از

صفحہ ۸۰

الاسر والعَرج۔ وصرنا متنعمین مرموق الرخاء۔ بعد ما کنّا فی انواع البلاء

قید وحبس آزادی دادہ شدیم وچناں مالدار شدیم کہ مردم آنرا برشک میدیدند۔ بعد ازانکہ در مصیبت ہا گرفتار

ورأینا لنا ھذہ الدولة کریف بعد الامحال۔ او کصحة بعد الاعتلال۔ فلاجل

بودیم۔ وایں سلطنت را برائے خود چناں یافتیم کہ فراخ سالی بعد از قحط می باشد یا تندرستی بعد بیماری۔ پس

تلك المنن والآلاء والاحسانات۔ وجب شکرھا بصدق طویة واخلاص

برائے ہمیں احسانہا واجب شد کہ شکر ایں دولت بصدق دل و اخلاص نیت

النیات۔ فندعوالھا بالسنة صادقة۔ وقلوب صافیة۔ وندعوالله ان یجعل

کنیم پس ما برائے او بزبانہائے راست ودلہائے صاف دعا می کنیم وازخدا تعالیٰ میخواہیم کہ

لھذہ الملکة القیصَرة عاقبة الخیر۔ ویحفظھا من انواع الغُمّة والضیر

ایں ملکہ قیصرہ را انجام بخیر کند واز انواع واقسام غمہا وگزندہا محفوظ دارد۔

ویصدف عنھا المکارہ والاٰفات۔ ویجعل لھا حظا من التعرف الیہ

واز مکروہات را وآفات را بگرداند واز شناخت ذات خود اورا حظے بخشد

بالفضل والعنایات۔ انه یفعل مایشاء وانه ارحم الراحمین۔

او ہرچہ خواہد بکند واو مہربان ورحیم است

فلما رأینا ھذہ المنن من ھذہ الدولة۔ والفینا اراداتھا مبنیة علٰی

وما ہرگاہ ایں احسانہا ازیں سلطنت مشاہدہ کردیم واز ارادہ ہائے اورا بر حسن نیت مبنی یافتیم

حسن النیة۔ فھمنا انه لاینبغی ان نوذیھا فی قومھا بعد ھذہ الصنیعة۔ ﴿۸۱﴾

فہمیدیم کہ مناسب نیست کہ ما اورا در قوم او ایذا دہیم

ولا یجوز ان نطلب منھا ما ینصبھا لبعض مصالح السلطنة۔ بل الواجب ان

یا ازو آں کارے طلبیم کہ مخالف مصلحت سلطنت اوست بلکہ مناسب است کہ

نجادل القسیسین بالحکمة والموعظة الحسنة۔ وندفع بالتی ھی احسن و

ما بحکمت وموعظت حسنہ بہ پادریاں مباحثات کنیم وعوض بدی بہ نیکی دہیم

نترك الترافع الی الحکومة هذا ونعلم ان قذف قسیسین قد بلغ مُداه۔ و

و از شکوه و فریاد خود را باز داریم همیں باید کرد باوجودیکه ما میدانیم که بدگوئی پادریاں بانتہا رسیده است

جرحت قلوبنا مداه۔ وانهم وثبوا علیٰ عامتنا وثبة الذئب علی الخروف۔ ونزوا

و دلہائے ما را کارد ہائے ایشاں خسته کرده۔ و اوشاں برعوام ما ہمچو گرگ بر بچه گوسپند جسته اند و ہمچو پلنگ

نزو النمر المجوف۔ فسقی کثیر من ایدیهم کاس الحتوف۔ وبلغوا بدجلهم ما لیس

ابلق بجستند پس بسیار کس از دست شاں بمردند و بدجل خود کارے کردند که به

یُبلغ بالسیوف۔ وتراؤا من کل حدب ناسلین۔ وقد اتتکم من اخبار۔ فلا

شمشیرہا نتواند کرد و از ہر بلندی بدویدند و شما را خبرہا رسیده اند حاجت

حاجة الیٰ اظهار۔ ولا تغتموا ولا تحزنوا وارتبوا ایام الله صابرین۔

اظہار نیست مگر غم نکنید و اندوہناک مباشید و روزہائے خدا را منتظر بمانید

والامر الذی حدث الآن واضجر القلوب۔ وجدّد الکرب۔ وعظّم

و امرے که دریں روزہا پیدا شد و دلہا را بے قرار کرد و بیقراریہا را تازه نمود و کار مباحثه

الخطوب۔ وانتشروا وقد الحرب۔ وکبروا عضل۔ ودقّ واشکل۔ وخوّف

را بزرگ و مہتم بالشان کرد۔ و در قومہا منتشر شد و کلاں و دشوار و باریک و از مشکلات گشت و

بتهاویله وهوّل۔ فهو رسالة اُمّهات المومنین۔ وقد قامت القیامة منها فی

بترسانید آں رساله امہات المومنین است

بہ زنگہائے گوناں گوں

المسلمین۔ وکل من رای هذه الرسالة۔ فلعن مؤلّفه بما جمع السبّ والضلالة

و ہر که ایں رساله را دید پس مؤلّف او را بدیں سبب لعنت کرد که او در کتاب خود دشنام ہی

وهو زایل الوطن والمقام۔ لکی یامن الحکام۔ فاختار المفرّ۔ لئلا یُسحب ویُجر

و گمراہی را جمع کرده است۔ و او از وطن و مقام خود کناره کرد۔ تا از گرفت در امن بماند۔ پس گریز را بدیں خیال اختیار

وبقی منه عذرة کلماته۔ ونتن ملفوظاته۔ واُغلوطة اعتراضاته۔ فنترك

کرد که تا در مقدمه کشیده و رانده نشود۔ و پلیدی کلمات او و ہمچنیں بدبوئے سخنہائے او و مغالطہائے اعتراضات او

قذفه وبذاءه ونجاسة كلماته - ونفوضه الى الله ويوم مكافاته - واما
ازو باقی ماند پس ما بدگوئی و دشنام دہی وپلیدی کلمات اورا ترک میکنیم و ایں ہمہ زبان درازی ہا بخدا و روز مکافات
ما افترى من شبهاته - التى تولدت من حمقه وزيغ خيالاته - فذالك
میگذاریم - آں شبہات که از جہالت وکجی خیالات او پیدا شدہ اند پس ایں
امر وجب ازالته بجميع جهاته - وان الحق شئ لا يمكن احدا التقدم عنه
امرے است که ازالہ آں من کل الوجوہ واجب است - وحق چیزیست که ممکن نیست که کسے را ازو پیش وپس
ولا التاخر - ثم غيرة الاسلام فرض مؤكد لمن كان له الحياء والتدبر - فان
باشد باز غیرت اسلام فرض مؤکد است برائے کسے که حیا و تدبرے دارد چراکه ایں
المولف اجترء وهتك حرم الدين - وصال وبارز فبارزوا كاسد من العرين -
مؤلف دلیری کرد و ہتک عزت دین اسلام کردہ - و حملہ کرد و بیروں آمد پس ہمچو شیر از بیشہ بیروں آئید
وقد حان ان يكون رجالكم كقسورة - ونساءكم كلبوة - وابناءكم كاشبال -
و وقت آمد که مردان شما ہمچو شیر باشند وزنان شما ہمچو مادہ شیر و پسران شما ہمچو بچگان شیر
واعداءكم كسخال - فاتقوا الله وعليه توكلوا ان كنتم مومنين -
و دشمنان شما ہمچو بزغالہ پس از خدا بترسید و برو توکل کنید اگر مومن ہستید -
وقد سبق منا الذكر بان القوم تفرقوا فى امر كتابه - فبعضهم استحسنوا
وما پیش زیں گفته ایم که قوم ما در بارۂ کتاب آں عیسائی متفرق الآراء اند - پس بعض ازیشاں بہتر یا
التوجه الى جوابه - واستهجنوا ان يرفع الشكوى الى السلطنة - فانها من امارات
پسند داشتند که جواب کتاب نوشته شد - و ایں امر را مکروہ داشتند که سوئے سلطنت شکوی بردہ شود
العجز والمسكنة - وفيه شئ يخالف التادب بالدولة العالية - وقالوا ان
چراکه آں از نشانہائے عجز و فرو ماندگی است - و دراں چیزے است که مخالف ادب دولت عالیہ انگریزی است -
الترافع ليس من المصلحة - فلا تسعوا الى حكام الدولة - ولا تقصدوا سيئة
وگفته اند که شکایت پیش سلطنت بردن مصلحت نیست - پس سوئے حکام دولت برطانیہ از بہر استغاثہ مروید -

۸۳

بانواع الحیلة۔ بل اصبروا وغیضوا دموعکم المنهلات۔ ولا تذکروا ما

وہیچ بدی را بہ حیلہ مخواہید۔ بلکہ صبر کنید و اشکہائے روان را از روان شدن باز دارید۔ وآنچہ عیسائیان

قیل من الجهلات۔ وادفعوا بالتی هی احسن وانسب بشان الشرفاء۔

بیہودگیہا کردہ اند ذکر آن مکنید۔ وجزائے بدی بہ نیکی دہید چنانچہ طریق شریفاں است۔

ولا تسعوا الی المحاکمات بالصراخ والبکاء۔ وان لنا کل یوم غلبة بالادلة

وسوئے حکومتہا بفریاد گریہ مدوید و مارا ہر روز بدلائل قاطعہ غلبہ است

القاطعة۔ وسطوة دامغة بالبراهین الیقینیة۔ فلا یحتقر دیننا عند

وحملہ براہین یقینیہ است کہ سر را بشکند پس نزد عقلمندان دین ما حقیر

العقلاء۔ ولا یحقر بتحقیر السفهاء۔ فالرجوع الی الحکومة کالنائحات۔ امرلا

شمردہ نمی شود۔ واز تحقیر نادانان حقیر نتواند شد پس سوئے حکومت ہا ہمچو زنان نوحہ کنندہ رجوع کردن

یعدّہ غیور من المستحسنات۔ ولیس هذا العدو بواحد فنستریح

امریست کہ مستحسن نیست وایں شخص دشمن واحد نیست تا بعد سزا دہانیدن

بعد نکاله۔ بل نری کثیرا من امثاله۔ لهم اقوال کاقواله۔ ومکال کمثل

او بآرام نشینیم بلکہ ہمچو او بسیار اند کہ سخن اوشاں مثل سخن اوست۔ وپیمانہ مثل پیمانہ

مکاله۔ ولم یبق بلدة ولا مدینة من مدائن هذه البلاد۔

اوست وہیچ شہرے از شہرہائے ایں ملک چناں نیست کہ دراں ایں مردم نازل نشدہ باشند

الا نزلوا بها وتخیّموا للفساد فی الارضین۔ وکانوا فی اوّل زمنهم یتزهّدون۔

ودر زمینہا برائے فساد خیمہ ہا زدند ودر اوّل زمانہ ایں مردم چناں بودند کہ زاہدانہ

ویوحدون ویرضون انفسهم ویراوضون۔ ویکفون الالسن

زندگی بسر کردندے و۔ موحدانہ عقیدہ داشتندے ونفسہائے خود را ریاضت دادندے ونرمی اختیار کردندے

ولا یهذون۔ ثم خلفوا من بعدهم خلف عدلوا عن تلك الخصلة۔ و

وزبانہا را از بدگفتنی بلد داشتندی وثراثر خائی نکردندے۔ پس بعد ایشاں نااہل وناخلف پیدا شدند کہ ازیں خصلت

۸۴

رفضوا وصايا الملة۔ وهجوا الاتقياء والاصفياء وتركوا الصلوة واكلوا الخنزير۔
عدول کردند و وصیتہائے ملت را بگذاشتند۔ برگزیدگان و نیکویان را بدگفتند نماز را ترک کردند خنزیر را بخوردند۔

وشربوا الخمر وعبدوا انسانا كمثلهم الفقير۔ وسبق بعضهم على البعض فى
و شراب را نوشیدند و ہمچو خود انسانے محتاج را پرستش کردند۔ و در دشنام دہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم

سب خير العباد۔ وقذفوا عرض خير البرية بالعناد۔ الفوا كتبا مشتملة
بعض بر بعض دیگر سبقت بردند۔ و آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم را دشنامہا دادند۔ وکتابہا تصنیف کردند

على السب والشتم والمكاوحة والقحة۔ ممزوجةً بانواع العذرة۔ مع
کہ بر دشنام دہی و بطور آشکارا بدگفتن و بے حیائی مشتمل بودند۔ وگوناگون پلیدی ہا در آنہا آمیختہ بود۔ و تیز

دجل كثير لاغلاط العامة۔ وبلغ عدد بذاءهم الى حد لا يعلمه الا حضرة
برائے مغالطہ دادن عامہ مردم بسیار خیانت و بددیانتی در اعتراضہا کردہ بودند۔ و این سب و شتم و دشنام دہی

العزة۔ فانظروا كيف يعضل الامر عند الاستغاثة ويلزم ان نعد كل يوم
در کتب شان بحدے رسیدہ است کہ عدد آں بجز خدائے تعالیٰ ہیچ کس نمی داند۔ پس بہ بینید کہ در وقت استغاثہ

الى المحاكمات۔ وان هى الا من المحالات۔ هذه دلائل هذه الفرقة۔
مشکلات عائد حال می شوند۔ و لازم می آید کہ ما ہر روز سوئے محکمہ ہا دوندہ باشیم این امر محال است۔ این دلائل

والآخرون يوثرون طرق الاستغاثة۔ ولكنا لا نرى عندهم شيئًا من
آں فرقہ است کہ رد کتاب را بر استغاثہ ہا ترجیح می دہند و فریق دیگر طریق استغاثہ را می پسندند لیکن بریں

الادلة على تلك المصلحة۔ وان هو الا حرص للانتقام كعرض الناس والعامة۔
مصلحت نزد شان ہیچ دلیلے نیست صرف مثل عامہ مردم حرص انتقام است

واذا قيل لهم انكم تخطئون بايثار هذه التدابير۔ فلا يجيبون بجواب حسن
و چوں ایشاں را گفتہ شود کہ شما دریں تدابیر ہا خطا می کنید پس ہمچو دانشمندان جواب نمی دہند

كالنحارير۔ ويتكلمون كالسفهاء المتعصبين۔ وقلنا ايها الناس ارجعوا النظر۔
و ہمچو نادانان و سفیہان سخت گوئی شروع می کنند و ما گفتہ بودیم کہ اے مردم رائے ہائے خود را نظر ثانی کنید۔

مدا

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۶ شرط ہشتم
کتاب فریاد درد

کتب حدیث

بخاری۔ تعلیق السندی۔ شیخ الاسلام مصر۔ عینی۔ فتح الباری۔ ارشاد الباری۔ عنوان الباری۔ شیخ الاسلام دہلوی۔ حافظ دراز۔ تراجم شاہ ولی اللہ۔ توشیح۔ تسہیل القاری۔ لغات۔ دفع الوسواس فی بعض الناس۔ رفع الالتباس عن بعض الناس۔ مجموعہ حواشی حافظ صاحب۔ تجرید البخاری محشی۔ مسلم مع نووی مصر و ہند۔ وشی الدیباج۔ مفہم۔ السراج الوہاج۔ موطا۔ زرقانی۔ مسوّی۔ مصفی۔ اقوال المجد۔ ترمذی۔ شروح اربعہ۔ نفع قوت المغتذی۔ نسائی۔ السندی۔ زہر الربی عرف زہر الربے۔ حواشی شیخ احمد۔ ابوداؤد۔ تعلیق ابن قیم۔ مرقاۃ الصعود۔ . . . مجموعہ شروح اربعہ۔ ابن ماجہ مع تعلیق السندی۔ مصباح الزجاجہ۔ ترجمہ اردو۔ دارمی۔ مسند احمد۔ منتخب کنز العمال کامل۔ کنز العمال کامل۔ شرح معانی الآثار۔ کتاب الآثار۔ کتاب الحج۔ مسند امام ابوحنیفہ۔ مسند الشافعی۔ رسالۃ الامام الشافعی۔ الادب المفرد۔ دارقطنی۔ ترغیب و ترہیب منذری۔ جامع صغیر۔ تیسیر الوصول۔ تسخیر اربعین نووی۔ خمسین ابن رجب۔ موائد العوائد۔ عمدۃ الاحکام۔ بلوغ المرام۔ ریاض الصالحین۔ شمائل ترمذی۔ خصائص النسائی۔ نوادر حکیم ترمذی۔ کوثر النبی۔ مشارق۔ دار الغالی۔ اذکار۔ طبرانی صغیر۔ جزء القراءۃ۔ جزء رفع الیدین۔ حصن حصین۔ نزل الابرار۔ سفر السعادہ۔ بنیان مرصوص۔ بدور الاہلہ۔ مرقاۃ۔ لمعات۔ کوکب دراری۔ شرح عمدۃ الاحکام۔ نیل الاوطار۔ مناوی شرح جامع الصغیر۔ عزیزی شرح جامع صغیر۔ نصب الرائہ۔ نصب الدرائہ۔ تلخیص الحبیر۔ مسک الختام۔ سبل السلام۔ فتح العلام۔ شرح سفر السعادہ۔ شرح علی قاری علی مسند۔ جامع العلوم ابن رجب۔ سراج النبی۔ شرح شمائل۔ شرح حنفی۔ شرح باجوری۔ شرح ہروی۔ شرح سرہندی۔ طب النبی سیوطی۔ نیشاپوری۔ مبارق الازہار شرح مشارق۔ شرح صدور۔ بدور سافرہ۔ مظاہر حق۔ در البہیہ۔ سیل الجرار۔ عقود

جواہر المنیفہ۔ رسالہ رفع الیدین فی الدعا۔ تعلیم الکتابۃ للنسوان۔ باب چہارم مشکوٰۃ۔ الجہر بالذکر۔
مسح الرقبۃ۔ کشف الغمہ۔ کتاب الاسماء للبیہقی۔ رسائل ثمانیہ وعشرہ واثنا عشر للسیوطی۔ خروج
المہدی علی قول الترمذی۔ مسألہ تلقی الامہ۔ رفع السبابہ لحیات السندی۔ کتاب الصلوٰۃ۔ الجواب الکافی۔
مظاہر حق۔ برزخ ابو شکور۔ رسالہ امام مالک۔ مجموعہ موضوعات شوکانی۔ تعقبات سیوطی۔ مصنوع
موضوعات کبیر۔ اللآلی المصنوعہ۔ ذیل اللآلی۔ کشف الاحوال۔ مقاصد حسنہ۔ کلینی۔ شرح کلینی۔ استبصار
من لایحضرہ الفقیہ۔ تہذیب الاحکام۔ وسائل الشیعہ۔ نہج البلاغہ۔ شرح ابن ابی الحدید۔

کتب تفسیر

تفسیر در منثور۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح البیان۔ تفسیر عباسی۔ تفسیر معالم التنزیل۔ خازن۔ مدارک۔
جامع البیان۔ اکلیل۔ فتح الخبیر۔ تفسیر سورہ نور۔ تفسیر ابن عرفہ۔ تفسیر بحر الحقائق۔ حسینی زمانہ مصنف۔
تفسیر روح المعانی۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر روح البیان۔ بیضاوی۔ خفاجی بیضاوی۔ قونوی بیضاوی۔ شیخ زادہ
بیضاوی۔ السید علی بیضاوی۔ کشاف۔ انصاف علی کشاف۔ الحاف علی کشاف۔ کشف الالتباس
علی کشاف۔ السید علی الکشاف۔ تفسیر ابو سعود۔ نیشا پوری۔ مجمع البیان۔ حل ابیات الکشاف۔
سراج المنیر خطیب۔ فتح الرحمٰن قاضی زکریا۔ صاوی علی جلالین۔ الجمل علی الجلالین۔ تعلیق جلالین۔
اسباب النزول۔ جلالین۔ الناسخ والمنسوخ ابن حزم۔ نزہۃ القلوب ابوبکر سجستانی۔ مفردات راغب
اصفہانی۔ تبصیر الرحمٰن۔ عرائس البیان۔ تنزیہ القرآن۔ الدر الغرر۔ صافی۔ سواطع الالہام۔ تفسیر
درر الاسرار احمدی۔ نیل المرام۔ اتقان۔ کمالین۔ مفحمات الاقران۔ تفسیر منسوب الی الامام حسن عسکری۔
تفسیر عمار علی۔ تفسیر السید۔ برہان علی تفسیر السید۔ تنقیح البیان علی تفسیر السید۔ اکسیر۔ تفسیر قاسم شاہ۔
تفسیر کواشی۔ اقسام القرآن ابن قیم۔ قسمہائے قرآنیہ۔ مظہری۔ عزیزی سہ پارہ۔ افادۃ الشیوخ۔
التاویلات الراسخ فی المقطعات۔ وجیز۔ بحر مواج۔ فتح الرحمٰن۔ کشف الاسرار۔ تیسیر القران۔
غریب القران۔ فوز الکبیر۔ التحریر۔ رؤفی۔ تفسیر معوذتین لابن سینا۔ نموذج اللبیب۔ املاء ابوالبقا۔
روضۃ الریان۔ ترجمان القران۔ اسرار الفاتحہ قونوی۔ تفسیر معین الواعظ۔ تفسیر یعقوب چرخی۔ مظہر العجائب۔

کرامات الصادقین۔ ۔ ۔ ۔ زاد الآخرہ۔ اعجاز القرآن۔ حقانی۔ اقتباس القران۔ پارہ تفسیر امام ابو المنصور
ترقیم فی اصحاب الرقیم۔ ازالۃ الرین۔ ازالۃ الغین۔ اکسیر اعظم۔ اسرار القران۔ لطائف القرآن
فتح المنان۔ معاملات الاسرار۔ حیات سرمدی۔ سیل۔ ریڈویل۔ ترجمہ عماد۔ ترجمہ شیعہ اثنا عشریہ
تفسیر یوسف نقرہ کار۔ خلق الجان۔ خلق الانسان۔ نجوم القرآن۔ مفتاح الایات۔

صرف ونحو

لمحۃ الاعراب۔ شرح لمحہ من مصنف۔ شرح لجرق۔ آجرومیہ محشی۔ ابنیۃ الافعال۔ شرح مائۃ ابن رضا۔
شرح قطر۔ حاشیہ لیس۔ علی شرح قطر۔ ۔ ۔ ۔ مجیب الندا۔ نحو میر۔ شرح مائۃ عربی۔ ہدایۃ النحو۔ کافیہ کلاں زینی زادہ
غایۃ التحقیق۔ رضی کافیہ۔ شرح مُلّا۔ عبد الغفور مع مولوی۔ جمال۔ عبد الرحمٰن۔ عصام الدین۔ شرح اجرومیہ
شذور۔ شرح شذور مصنف۔ المیر علی عبادہ۔ قصاری۔ الفیہ مجمدی۔ ترکیب الفیہ۔ شرح خالد ازہری۔
شرح شواہد ابن عقیل۔ ابن عقیل۔ توضیح۔ تصریح۔ حاشیۃ التصریح۔ صبان۔ اشمونی۔ مغنی۔ حاشیہ امیر
علی المغنی۔ حاشیہ حاشیہ الامیر۔ وسوقی علی المغنی۔ ودامینی علی مغنی۔ مصنف علی ودامینی۔ منہل علی الوافی۔
ضریری۔ مصباح۔ ضوء۔ دہن۔ تہذیب النحو۔ ارشاد النحو۔ شرح اصول اکبری۔ تنبیہ العنید۔
علم الصیغہ۔ تصاریف الشکور۔ ہدیۃ الصرف۔ قانون الصرف۔ ابواب الصرف۔ موضح التہجی۔
مفتاح القرآن۔ صرف میر۔ متون العلوم۔ العلم الخفاق۔ رسالہ وضع۔ شرح رسالہ وضع۔ رضی شافیہ۔
جاربردی۔ اقتراح۔ منتخب اشباہ۔ مفصل۔ فوائد صمدیہ۔ شمہ۔ خصائص الابواب۔ نغزک۔ معترک۔
شرح زنجانی۔ متن متین۔ شرح متن متین۔ شرح تحفۃ الغلمان۔ کتاب سیبویہ۔ مفتاح العلوم سکاکی۔
خضری علی ابن عقیل۔ اشباہ والنظائر سیوطی۔

معانی بیان

عقود الجمان۔ کنوز الجواہر۔ شرح عقود۔ شرح کنوز۔ تلخیص المفتاح۔ مختصر۔ بنانی علی مختصر۔ مطول
بھوپالی۔ اطول۔ حسن مطول۔ مولوی مطول۔ سید مطول۔ السید۔ سید علی مفتاح۔ فرائد محمودی۔ مرشدی
علی عقود۔ رسالہ کنایہ۔ میزان الافکار۔ غص المبان۔ رسائل اجوبہ عراقیہ۔ نشوۃ السکران۔

ادب

شرح فرزدق۔ دیوان اخطل۔ عروہ۔ نابغہ۔ حاتم۔ علقمہ۔ فرزدق۔ قیس عامر۔ عنتر۔ خنساء۔ طرفہ۔ زہیر۔ امرأ القیس۔ شلشلیہ۔ حماسہ۔ ابو العتاہیہ۔ رطب العرب۔ حمیریہ۔ الطیب النغم۔ قصیدہ ذم التقلید۔ تحفہ صدیقہ شرح ام فرع۔ متنبی۔ خشاب۔ شرح زوزنی۔ شرح تبریزی۔ شرح امرأ القیس۔ شرح شعزی۔ فیضی حماسہ۔ علق النفیس۔ شرح فیضی سبعہ معلقہ۔ شرح ہمزیہ۔ شرح بانت۔ شرح بردۃ۔ شرح متنبی۔ شرح لامیۃ العرب۔ شرح لامیۃ العجم۔ شرح تنویہ۔ شرح رسائل ہمدانی۔ شرح عمر بن الفارض۔ شرح صبابہ۔ خطب ابن نباتہ و نواب وعبد الحی وعرب۔ اطواق۔ تزیین الاسواق مع شرح۔ شرح تحفۃ الملوک۔ مساعر۔ صدیقہ۔ الہلال۔ الاعلام۔ العروہ۔ اجوبہ عراقیہ۔ شرح مقامات۔ مقصورہ دُرید۔ مقامات وردی۔ مقامات حریری۔ حمیدی۔ ہمدانی۔ سیوطی۔ بدیعی۔ زمخشری۔ خزانۃ الادب ابن حجہ۔ شواہد عینی علی رضی وشواہد الفیہ۔ الف لیلہ۔ اخوان الصفا۔ مستطرف۔ کشکول۔ عقد الفرید۔ الانیس المفید۔ الفلک المشحون۔ تاریخ یمینی۔ تبیان بتین۔ اخبار العرب۔ صناجۃ الطرب اغانی۔ انشاء مرعی۔ نہج المراسلہ۔ سفینۃ البلاغہ۔ مثل السائر۔ فلک الدائر۔ کتاب الاذکیا۔ ادب الطب۔ عمدہ ابن رشیق۔ رسائل بدیع الزمان۔ میزان الافکار۔ عروض باقافیہ۔ الفتح القسی۔

لغت

تاج العروس۔ لسان العرب۔ مجمع البحار۔ مجمع البحرین۔ نہایہ ابن اثیر۔ مختصر النہایہ للسیوطی۔ مشارق الانوار لغہ صحاح جوہری۔ وشاح۔ مصباح المنیر۔ القول المانوس۔ الجاسوس علی القاموس۔ اقرب الموارد۔ ذیل اقرب اساس البلاغہ۔ کامل مبرد۔ مقدمہ اللغہ۔ بلغہ فی اصول اللغہ۔ مزہر۔ فرائد اللغہ۔ سر اللیال۔ صراح۔ المبتکر۔ فروق اللغہ۔ غیاث۔ شمس اللغات۔ امثال سیدانی۔ امثال ہلال عسکری۔ مخزن الامثال۔ نجم الامثال۔ فقہ اللغہ کفایۃ المتحفظ۔ الفاظ الکتابۃ۔ التلویح فی الفصیح۔ المثلثات۔ تجنیس اللغات۔ تعطیر الانام۔ ابن شاہین امیر اللغات۔ ارمغان۔ محاورات ہند۔

صث

تاریخ

تاریخ طبری کلاں ۱۴ مجلد۔ تاریخ ابن خلدون ۷ مجلد۔ تاریخ کامل ابن اثیر ۱۲ مجلد۔ اخبار الدول قرمانی۔

اخبار الاوائل محمد بن شحنہ۔ تاریخ ابونصر عتبی۔ نفح الطیب تاریخ علماء اندلس۔ مروج الذہب مسعودی۔ آثار الادیار۔ ۲ مجلد۔ عجائب الآثار جبرتی۔ خلاصۃ الاثر فی اعیان حادی عشر۔ فہرست ابن ندیم۔ مفاتیح العلوم۔ الآثار الباقیہ بیرونی۔ تقویم البلدان عماد الدین۔ مراصد الاطلاع۔ مسالک الممالک۔ الفتح القسی۔ نزہۃ المشتاق۔ مواہب لدنیہ۔ زرقانی شرح مواہب۔ زاد المعاد۔ سیرۃ ابن ہشام۔ شفا۔ شرح شفا لعلی قاری۔ سیرۃ محمدیہ اوجز السیر۔ قرۃ العیون۔ سرور المحزون۔ مدارج النبوۃ۔ معارج النبوۃ۔ سیرۃ حلبیہ۔ سیرۃ دحلان۔ ملخص التواریخ۔ سیرۃ محمدیہ۔ سیرت۔ تنقید الکلام۔ بدائع الزہور۔ تحفۃ الاحباب۔ تاریخ الخلفاء سیوطی۔ تاریخ الخلفاء۔ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ اُسد الغابہ۔ میزان الاعتدال۔ ابن خلکان۔ تذکرۃ الحفاظ۔ لسان المیزان۔ خلاصہ اسماء الرجال۔ تقریب التہذیب۔ خلاصہ تاریخ العرب۔ تاریخ عرب سیدیو۔ تاریخ مصر و یونان۔ تاریخ کلیسیا دینی و دنیوی تاریخ۔ مسیحی کلیسیا۔ تاریخ یونان۔ تاریخ چین۔ تاریخ افغانستان۔ تاریخ کشمیر۔ گلدستہ کشمیر۔ تاریخ پنجاب۔ تاریخ ہندوستان الفنسٹن۔ تاریخ ہند ذکاء اللہ۔ ایضاً جدید۔ وقائع راجپوتانہ۔ تاریخ غوری و غلجی۔ عجائب المقدور۔ تاریخ مکہ۔ رحلہ بیرم صفوۃ الاعتبار۔ رحلہ ابن بطوطہ مجلد۔ رحلۃ الصدیق۔ رحلہ الوسی۔ رحلہ احمد فارس۔ رحلہ شبلی۔ خلفاء الاسلام۔ تاریخ نہر زبیدہ۔ تاریخ بنگال۔ مناقب خدیجہ۔ مناقب الصدیق۔ مناقب اہل بیت۔ مناقب الخواتین۔ رحلہ برنیر۔ تاریخ بیت المقدس۔ الیانع الجنی۔ تذکرہ ابوریحان۔ المشتبہ من الرجال۔ بدایۃ القدماء۔ فتوح بہنسا۔ جغرافیہ مصر۔ فتوح الیمن۔ فتوح الشام۔ معجم البلدان۔ تاریخ الحکما۔ سیرۃ النعمان۔ حیات اعظم۔ خیرات الحسان۔ حسن البیان۔ مناقب الشافعی۔ قلائد الجواہر۔ اخبار الاخیار۔ تذکرۃ الابرار۔ گذشتہ و موجودہ تعلیم۔ تاریخ علوی۔ تذکرۃ الاولیا۔ طبقات کبری۔ اتحاف النبلاء۔ التاج المکلل۔ طبقات الادباء۔ طلائع المقدور۔ ابجد العلوم۔ عمدۃ التواریخ۔ آئینہ اودھ۔ واقعات شجاع۔ نفحات الانس۔ سوانح محمد قاسم۔ مولوی فضل الرحمٰن۔ بُستان المحدثین۔ تراجم حنفیہ۔ گلابنامہ۔ تاریخ حصار۔ تاریخ بہاولپور۔ تاریخ سیالکوٹ۔ تاریخ نجات۔ تاریخ روسیہ۔ تاریخ پٹیالہ۔ تاریخ لاہور۔ روز روشن۔ شمع انجمن۔ صبح گلشن۔ تذکرۃ الشعراء دولت شاہی۔ ترجمان وہابیہ۔ تاریخ الحکماء۔ یادگار خواجہ معین الدین چشتی۔ تقویم اللسان۔ تزک تیمور۔

منتج

کتب الاصول

تحریر ابن ہمام۔ کشف الاسرار علی البزدوی۔ جمع الجوامع مع شرحہ۔ بنانی۔ کشف المبہم۔ مسلّم الثبوت۔
تدریب الراوی۔ تلویح۔ توضیح۔ چلپی۔ مُلّا خسرو۔ شیخ الاسلام۔ الفیہ عراقی۔ فتح المغیث۔ بزدوی لفخر الاسلام۔
الفقہ الاکبر۔ وصایا الامام۔ نخبہ۔ شرح نخبہ لعلی قاری۔ اصول شاشی۔ فصول الحواشی۔ زبدۃ الاصول آکلی۔ شرح
نخبہ المصنف۔ اصول حکمیہ ابن قیم۔ حسامی۔ مولوی حسامی۔ مرقاۃ الوصول۔ مرقاۃ الاصول۔ المنار۔ نور الانوار۔
نسمات الاسحار۔ فصول الحواشی۔ مقدمہ ابن صلاح۔ ظفر الامانی شرح مختصر الجرجانی۔ قمر الاقمار۔ اشراق الابصار۔

فقہ

فتح القدیر ہدایہ۔ عینی ہدایہ۔ ہدایہ محشی عبدالحیؒ۔ سعایہ شرح وقایہ۔ چلپی شرح وقایہ۔ غایۃ الحواشی۔ نقایہ شرح۔
شرح وقایہ۔ الشامی مع تکملہ۔ بحر الرائق۔ تکملہ بحر الرائق۔ منحۃ الخالق۔ کبیر شرح منیہ۔ منیری شرح قدوری۔ الجوہرۃ النیرۃ۔
اشباہ والنظائر۔ قانون الاسلام۔ عنوان الشرف۔ ہدیہ مختارہ۔ الجامع الصغیر۔ زیادات۔ شرح زیادات۔
تحفۃ الاخیار۔ نور الایمان۔ النافع الکبیر۔ النفحۃ المسکینہ۔ التحفۃ الملکیہ۔ رسالہ اکثار التعبد والجہر۔ رویۃ
الہلال۔ فتح المقتدی۔ ہلال رمضان۔ الشہادہ فی الارضاع۔ جماعۃ النساء۔ رسالہ علی المندیل۔ الاجوبۃ الفاضلہ۔
اعتبار الکتب۔ رسالہ الاسناد۔ رسالہ التصحیح۔ النسخ والترجیح۔ نفع المفتی۔ نفع السائل۔ دفع الوسواس۔ زجر
الناس فی اثر ابن عباس۔ تحذیر الناس۔ شرب الدخان۔ اخر جمعہ۔ القراءۃ بالترجمہ۔ الانصاف فی الاعتکاف۔
رسالہ السبحہ۔ رسالہ الرہن۔ الاکثار فی التعبد۔ رسالہ الجرح والتعدیل۔ تبصرۃ الناقد۔ الفتاویٰ۔ الثلاثہ للشیخ
عبدالحی۔ الکلام المبرم۔ الکلام المبرور۔ السعی المشکور۔ امام الکلام۔ غیث الغمام۔ الاثار المرفوعہ۔ دلیل الطالب
بدور الاہلہ۔ حمایۃ الفقہ۔ مجلۃ الاحکام۔ کتاب الفرائض۔ مسائل الشریعہ۔ الروض المستنقع۔ صیانۃ الناس۔
سلک نور۔ کلمۃ الحق۔ رسائل ابن عابدین الشامی۔ اجابۃ الغوث ببیان حال النقباء والنجباء والابدال والاوتاد
والغوث۔ غایۃ البیان فی ان وقف الاثنین علی انفسہما وقف لا وقفان۔ غایۃ المطلب فی اشتراط الواقف عود
النصیب الی اہل الدرجۃ الاقرب فالاقرب۔ الاقوال الواضحہ فی نقض القسمۃ و مسئلۃ الدرجۃ الجعلیہ۔ تنبیہ الرقود علی
مسائل النقود۔ العلم الظاہر فی نفع النسب الطاہر۔ اجوبہ محققہ عن اسئلۃ متفرقہ۔ رفع الانتقاض و دفع الاعتراض

علی قولہم الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لاعلی الاغراض۔ تنبیہ ذوی الافہام علی احکام التبلیغ خلف الامام
رسالہ الابانہ علی اخذ الاجرۃ علی الحضانہ۔ اتحاف الزکی النبیہ بجواب مایقول الفقیہ۔ الفوائد العجیبہ فی
اعراب الکلمات الغریبہ۔ الفوائد المخصصہ باحکام الحمصہ۔ تحبیر التحریر فی ابطال القضاء بالفسخ بالغبن الفاحش
بلاتغریر۔ اعلام الاعلام باحکام الاقرار العام۔ رفع التردد فی عقد الاصابع عند التشہد مع رسالہ ملا علی قاری
نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف۔ شرح المنظومۃ المسماۃ بعقود رسم المفتی۔ سل الحسام الہندی لنصرۃ
مولانا خالد النقشبندی۔ تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابہ الکرام۔ شفاء العلیل
وبل الغلیل فی حکم الختمات والتہالیل۔ الرحیق المختوم شرح قلائد المنظوم۔ منہل الواردین من بحار الفیض
علی ذخر المتاہلین۔ عقود اللآلی فی اسانید العوالی۔ الجواہر النیرہ۔ الکنز کلاں مجتبائی۔ فتاویٰ حدیثیہ۔
ذب عن المعاویہ۔ درفاخرہ۔ ردشن الغارہ۔ مصباح الادلہ۔ غایۃ الکلام علی عمل المولد والقیام۔
کشف علماء یاغستان۔ اختیار الحق ردّ انتصار الحق۔ ایضاح الحق۔ الصریح فی احکام المیت والضریح۔
احسن البیان علی سیرۃ النعمان۔ تفہیم المسائل۔ اثبات بالجہر بالذکر۔ تذکرۃ الراشد رد تبصرۃ الناقد۔
صواعق الٰہیہ۔ جامع الشواہد لاخراج الوہابین من المساجد۔ تقدیس الرحمٰن من الکذب والنقصان۔
انتظام المساجد۔ انتصار الاسلام۔ تنبیہ المفسدین۔ نان ونمک۔ کلمۃ الحق پیری ومریدی۔ اعتقاد
رسالہ شیعہ۔ انصاف من اسباب الاختلاف۔ صیانۃ الانسان محاکمہ بین الاحمدین۔ تنقید الکلام الی
غوث الانام۔ سیف الابرار۔ الرد المعقول۔ التمہید فی التقلید۔ معیار لمذاہب۔ استفتا مذہب
اہل سنت۔ رموز القرآن۔ جامع القواعد۔ توفیق الکلام فی الفاتحہ۔ تحقیق المرام فی ردّ علی القرءۃ
خلف الامام۔ البحر الزخار فی الرد علی صاحب الانتصار۔ البلاغ المبین فی اخفاء الآمین۔ القول الفصیح
فی الفاتحہ۔ شوارق صمدیہ ترجمہ لوارق۔ تحفۃ المسلمین علی الآمین۔ ترویح الموحدین فی التراویح۔ فتویٰ
احتیاط بعد الظہر۔ صلح الاخوان۔ صواعق الٰہیہ حسین شاہ بخاری۔ دلائل الرسوخ۔ جامع الکنوز۔ الباعث
علی انکار البدع۔ ترک القرءۃ للمقتدی۔ تحفۃ الکرام۔ عشرہ مبشرہ۔ رسالہ تراویح۔ فتاوی العلما۔
اظہار الحق۔ تنقیح الاربعین۔ الکلام المبین۔ تزمین العبارۃ فی الاشارہ۔ مجموعہ فتاویٰ۔ گیارہ سوال الکوکب

صح

الاجوج۔ بوارق الاسماع۔ بشنوید۔ درجات الصاعدین۔ اصول الایمان۔ اجزاء الصفات۔ دارالسلام ماثبت بالسنہ۔ کتاب الفرج۔ اختیارالحق۔ البراہین القاطعہ۔ مدالباع۔ فیوض قاسمیہ۔ انوار نعمانیہ رفع الریبہ۔ ستہ ضروریہ۔ سیوف الابرار۔ حقیقۃ الاسلام۔ کفارۃ الذنوب۔ ہدیۃ البہیہ۔ نظام الملہ اسرار غیبیہ۔ رسائل شاہ ولی اللہ۔ تکمیل الایمان۔ پردہ پوشی۔ تنویر القدیر۔ قاضی خاں عالم گیری۔

علم کلام

شرح مواقف مع عبدالحکیم۔ چلپی۔ تکملات۔ شرح مقاصد۔ الجواب الفصیح۔ تحفہ الاشعریہ شیعہ۔ کتاب العقل والنقل ابن تیمیہ۔ تصانیف احمد اوّل۔ دوم۔ تہذیب سہ مجلد۔ حضرات التجلی۔ شرح عقائد مع حاشیہ سنبھلی۔ الصراط المستقیم لابن تیمیہ۔ ردّ نصاریٰ۔ مسئلہ امکان۔ لسان الحق۔ رد امکان۔ عجالہ الراکب۔ معتقد۔ المنقذ من الضلال۔ حقیقۃ روح۔ اقتصاد۔ جوش مذہبی۔ حجۃ الہند۔ مطالع الانظار۔ قضاو قدر۔ کتاب الطہارۃ۔ ترجمہ ریفارمر۔ طرق حکمیہ۔ الجام العوام۔ المضنون بہ۔ آبجیات۔ لسان الصدق۔ مراسلات مذہبی۔ تونیہ۔ نصیحۃ التلمیذ۔ منہاج۔ جواب تحریف القرآن۔ ردّ تناسخ۔ ابطال الوہیت۔ تصدیق براہین احمدیہ۔ اسلام ہند۔ الجزیہ۔ جلوہ کائنات۔ النظر علی الغزالی۔ فضائل غزالی۔ رموز ہستی۔ تحفہ الہند۔ تصدیق الہنود۔ دین محمدی۔ طعن الرماح۔ ظفر مبین۔ سوط اللہ الجبار۔ امداد الآفاق۔ ہدیہ مہدویہ۔ ویدوں کی حقیقت۔ ترجیح القرآن۔ رسالہ عرشیہ۔ شرح جوہرہ۔ تمہید شرح عقاید خیالی۔ شرح جلالی۔ شرح عقیدہ کبریٰ۔ عبدالحکیم خیالی۔ رسالہ حی بن یقظان۔ شرح طوالع۔ تورپشتی۔ شرح فقہ اکبر۔ امالی۔ عقیدہ صابونیہ۔ واسطیہ۔ تقریر دلپذیر۔ قبلہ نما۔ انتصار الاسلام۔ اعلام الاخبار۔ خلعۃ الہنود۔ سوال وجواب۔ نور محمدی۔ الاساس المتین۔ تحقیق ذبح۔ فیض معظم۔ عقوبۃ الضالین۔ تنزیہ الانبیا۔ اثبات الواجب۔ تہافۃ الفلاسفہ۔ المطالب العالیہ۔ دبستان مذاہب۔ ملل ونحل۔ شہرستانی۔ حمیدیہ۔ اسرار حج۔ برکات الاسلام۔ الالہام الفصیح فی حیاۃ المسیح۔ تحقیق الکلام فی الحیٰوۃ۔ احقاق الحق۔ کشف الالتباس۔ ایضاح۔ المنقذ من الضلال۔

صح

منطق

ایساغوجی۔ یک روزہ۔ میرایساغوجی۔ ہدایۃ النحو۔ قطبی۔ میرقطبی۔ مولوی قطبی۔ قال احمد۔ منیری۔ . . . . شرح تہذیب فارسی۔ اربع عناصر۔ شرح تہذیب عربی۔ منطق قیاسی۔ منطق استقرائی۔ المنطق الجدید۔ مبادی الحکمہ۔ مرقاۃ۔ مجموعہ منطق۔ مُلاّحَسَن۔ حمداللہ۔ قاضی۔ سلم عبدالعلی سلم۔ منہیہ عبدالعلی برسلم۔ تحریم المنطق ابن تیمیہ۔ رسالہ قطبیہ۔ خیرآبادی غلام یحیٰ۔ میرزاہد رسالہ۔ عبدالعلی میرزاہد رسالہ۔ حواشی عبدالحی المرحوم۔ مرقاۃ۔ عبدالحق مرقاۃ۔ تحفہ شاہجہانی۔ عبدالحلیم رحمہ اللہ۔ ردّ المغالطین۔ ملاجلال۔ عبدالعلی۔ ملاجلال قلمی وطبع۔ میبذی۔ ہدیہ سعیدیہ۔ عبدالحق علی ہدیہ۔ صدرا۔ شمس بازغہ۔ جواہر غالیہ۔ حواشی امور عامہ۔ بحرالعلوم امور عامہ۔ سقایۃ الحکمۃ۔ شرح اشارات۔ ہدیہ مہانراجہ۔ شفا شیخ۔ افق المبین۔ جذوات اسفار اربعہ۔

اخلاق وتصوف

احیاء العلوم ہند و مصر مع عوارف شیخ سہروردی۔ شرح احیاء ۱۰ مجلد۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ میزان شعرانی۔ فتوحات مکیہ ۴ مجلد۔ رحمۃ الامہ۔ کشف الغمہ۔ غنیہ۔ فصل الخطاب محمد پارسا۔ مثنوی مولوی روم۔ لب لباب۔ شرح بحرالعلوم۔ منازل شرح مدارج السالکین۔ حاوی الارواح۔ طریق الہجرتین۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین۔ شرح کتاب التوحید۔ کتاب الایمان۔ کتاب الروح۔ ایضاً از غزالی مترجم۔ الفتوح فی احوال الروح۔ مکتوبات یحیٰ منیری وخواجہ معصوم۔ جواہر فریدی۔ دلیل العارفین۔ مکتوبات شیخ عبدالحق۔ سبع سنابل۔ مکتوبات مولوی اسمٰعیل و حبیب اللہ قندھاری۔ مکتوبات امام ربانی ومظہر جان و غلام علی صاحب۔ رسالہ امام قشیری۔ زبدۃ المقامات۔ ملہمات۔ فوائد الفوائد۔ افضل الفوائد۔ کلمۃ الحق۔ مقامات ربانی۔ فیض ربانی۔ فتوح الغیب۔ مناقب شیخ عبدالقادر۔ شفاء العلیل۔ البلاغ المبین۔ منصب امامت۔ شرح حزب البحر۔ عجالہ نافعہ۔ الصراط المستقیم۔ انسان کامل۔ برزخ ابوسالمی۔ آبحیات۔ ادامۃ الشکر۔ مقالہ فصیحہ۔ شیر و شکر۔ تقویۃ الایمان۔ سرور المحزون۔ جواب شاہ عبدالعزیز۔ ردّ اعتراضات بر امام ربانی۔ شرح

فصوص الحکم فارسی وعربی واردو۔ عوارف۔ مکارم الاخلاق۔ ایقاظ الرقود۔ بزالمنفعہ۔ دواء القلب
تبشیر العاصی تحصیل الکمال تسلیۃ المصاب۔ منجیات۔ زواجر۔ کشف اللئام۔ کشف الغمہ۔
فتنۃ الانسان۔ الانفکاک۔ النصح السدید۔ ملاک السعادہ۔ عمارۃ الاوقات۔ دعوۃ الحق۔ دعوۃ
الداع۔ زیادۃ الایمان۔ نکات الحق۔ کلمہ الحق۔ اسرار الوحدۃ۔ رسالہ توحیدیہ۔ بحر المعانی۔ وجوہ
العاشقین۔ انیس الغربا۔ تحفہ الملوک۔ مجموعہ رسائل تصوف۔ بشارۃ الفساق۔ محو الحوبۃ۔ المفتقر
فی حسن الظن۔ غراس الجنۃ۔ تذکیر الکل۔ ضوء الشمس۔ وسیلۃ النجات۔ عشر۔ رفع الالتباس۔
ایقاظ النیام۔ اصلاح ذات البین۔ جلاء القلوب تذکرۃ المحبوب۔ تحفہ حسن۔ پیردی مریدی۔
راہ سنت۔ تصور شیخ۔ کیمیاء سعادت۔ انشاء الدوائر۔ اسوہ حسنہ۔ برزخ۔ مکتوبات قدوسیہ
مع جواہر صمدیہ۔ شرح اسماء حسنیٰ امام غزالی۔ شرح اربعین ابن حجر مکی۔ قوت القلوب ابوطالب مکی۔
سراج القلوب۔ حیوۃ القلوب۔ علم الکتاب۔ تعرف۔ تنبیہ المغترین۔ جامع اصول الاولیاء
کتاب المدخل۔ مبدأ معاد۔ کلمۃ الحق۔ خلاصہ۔ اربعہ انہار۔ کشف المحجاب۔ نکات الحق۔ ارشاد
رحیمیہ۔ انفاس رحیمیہ۔ سبیل الرشاد۔ ستہ ضروریہ۔ معین الارواح۔ توحیدیہ۔ مراۃ العاشقین۔
صحائف السلوک۔ حظیرۃ القدس۔ موائد العوائد۔ نالہ عندلیب۔ آہ سرد۔ درد دل۔ نالہ درد۔
شمع محفل۔

طب

تذکرہ داؤد۔ نزہتہ البہجہ۔ کامل الصناعہ۔ قانون بوعلی مصر ۳ مجلد۔ حمیات قانون مع
معالجات قلمی۔ اکسیر اعظم فارسی ۴ مجلد۔ محیط اعظم ۲ مجلد۔ قرابادین اردو۔ فارسی جلد اوّل۔
اکسیر امام الدین کپورتھلہ۔ مخزن سلیمانی۔ زہراوی ملا۔ جامع الشرحین۔ سکندری طبع و قلمی۔
یاقوتی۔ رکن اعظم بحران۔ نیر اعظم نبض۔ خلاصۃ الحکمہ۔ میزان الطب۔ مع رسائل۔ التشریح
الخاص۔ کتاب التحضیر۔ التشریح العام۔ امراض جلدیہ۔ منح السیاسہ۔ میاہ معدنیہ۔ تحفۃ المحتاج۔
کتاب الکیمیا۔ کلپ دردم۔ داراشکوہی۔ اورنگ زیبی۔ دواء الہند۔ معصومی۔ حیوۃ الحیوان۔

مجربات اکبری۔ طبری نصف اوّل۔ ریاض الفوائد۔ تذکرہ اسحاقیہ۔ محیط۔ اکسیر ملتانی عربی۔ رسالہ
افیون۔ رسالہ اورام۔ ترتیب العلل۔ تشریح الامراض۔ ہیموپیتھک۔ افضل المقال حالات
اطبّاء۔ قرابادین ویدک۔ غایۃ الغایۃ برءالساعۃ۔ رسائل ہندیہ۔ شرح قانونچہ۔ زمرد۔ کنوز
الصحۃ۔ غایۃ المرام۔ علاج الامراض۔ ہائیجین۔ طب رحیمی۔ کلیات علم۔ فزیکل کانگرس۔ علم الامراض
رسالہ جراحۃ۔ رسالہ اطفال۔ مبلغ الیراح۔ بقلئے۔ شبری معمولات احمدیہ۔ مٹیریا میڈیکا۔ مجربات سموم
وباء ہیضہ۔ بحث اخلاط و اخبارات طب۔ علاج الابدان۔ شفاء الامراض۔ رسالہ غذا۔ وسائل الابتہاج
السراج الوہاج۔ رسالہ امراض قلب۔ حفظ صحت۔ شرح مفرح۔ بحر الجواہر۔ بہجۃ الرؤساء۔ سرجری
گنجینۂ فنون صنعت۔ تحفۂ عیش۔ طب جمالی۔ رسالہ آتشک۔ مجربات بشیر۔ رسالہ جدری۔
زبدۃ المفردات۔ زمرد۔ اخضر۔ عنبر۔ ہدایت الموسم۔ طب راجندری۔ فصول الاعراض۔ مجربات بوعلی
کنز الاسرار۔ مجربات رضائی۔ علاج الماء۔ رسالہ کیمیا۔ نباتات حیوانات۔ تشریح الدق۔ ضیاء الابصار
ذیابیطس۔ مراق۔ عجالہ مسیحی۔ سعادت دارین۔ رسالہ آواز۔ رسالہ ہیضہ۔ تکشیف الحکمہ۔ طبیب لاہور
بٹنگ۔ رسالہ آتشک۔ معدن الحکمہ۔ رسالہ ہیضہ۔ رسالہ فصد۔ رسالہ نبض۔ تحفہ علائی۔ امرت ساگر۔
رموز الحکمہ۔ رسالہ عصب علوی۔ طب شہابی۔ علاج الابدان۔ آئینہ طبابت۔ تکمیل الحکمہ۔ بواسیر۔
مخدرات۔ مسکرات۔ رسالہ آتشک۔ سوزاک۔ رسالہ باہ۔ کفایۃ العوام۔ صحۃ الحوامل۔ صحت نمائے
ازدواج۔ ناصر المعالجین۔ قرابادین۔ فزیشین۔ جامع شفائیہ۔ مفید عام۔ معین الحکیم۔ سدیدی قلمی و
مطبع۔ قرابادین اعظم۔ افادات کیمیریہ۔ علاج الامراض۔ علم الامراض۔ نفیسی کامل۔ سدیدی کامل۔
خزائن الملوک۔ جبر التجارب۔ خلاصۃ التجارب۔ عجالہ نافعہ۔ طب کریمی۔ صناعات ویدک۔ تحفہ
محمد شاہی۔ قرابادین مظہری۔ قرابادین ویدک۔ برءالساعۃ۔ رسائل نتھو شاہ۔ رسالہ مراق۔
کنز المسہلین۔ اکسیر الامراض۔ تحقیقات نادرہ۔ دستور النجاۃ فی علاج الحمیات۔ کشف زار۔
قرابادین حاذق۔ قرابادین ذکائی۔ مخزن المفردات۔ منہاج الدکان۔ علاج الحمی۔ تریاق اعظم۔ جنۃ الواقیہ
زبدۃ الحکمہ۔ خلاصۃ الحکمہ۔ الطاعون۔ دفع الطاعون۔ حرز الطاعون۔ طبیب الغرباء۔ مظہر العلوم۔

رسائل کیمیا۔ حافظہ احمدی۔ شفاء للناس۔ اصول علاج الماء۔ اختیار التولید۔ تشریح الاورام۔ الصحۃ۔ نور الحکمہ۔ بحر محیط۔ گلدستہ مجربات۔ معلم الصحۃ۔ ابراہیم شاہی۔ فرخ شاہی۔ حادی کبیر۔ حادی صغیر۔ علاج کلب الکلب۔ تحلیل البول۔ قادری۔

کتب مذاہب

وید۔ ۴ جلد۔ رگوید۔ یجروید۔ اتھربن وید شام وید۔ ترجمہ دہلی۔ ترجمہ وید بھومکا۔ ستیارتھ پرکاش سنسکرت و اردو۔ منو۔ پاک ولک۔ پرمانند۔ کتب جین مت۔ کتب الکھ دھاری۔ جواب ستیارتھ سنسکرت میں ژند وستا۔ سفرنگ۔ وساتیر۔ بدھ مذہب۔ فیتھ آف دی ورلڈ۔ ڈریپر۔ الواح الجواہر۔ ہرمس۔ کتب مذہب بابی۔ مصحف ہرمس۔ گرنتھ نانک صاحب وغیرہ۔ جنم ساکھی۔ صحیفہ فطرۃ ۔۔۔۔ توریۃ عبری۔ عربی۔ فارسی۔ اُردو۔ کتب عہد قدیم عبری۔ عربی۔ فارسی۔ اُردو۔ اناجیل اربعہ عربی اُردو فارسی۔ اناجیل طفولیت و مریم۔ کتب عہد جدید۔ تفسیر زبور۔ تفسیر انجیل متی۔ تفسیر انجیل مرقس۔ تفسیر انجیل لوقا۔ تفسیر انجیل یوحنا۔ تفسیر اعمال۔ تفاسیر رومن میں۔ تفسیر خط قرنتیاں۔ تفسیر خطوط پولیس۔ رسولوں کے خطوط کی تفسیر اعمال کی تفسیر۔ دعائمیم۔ کلید الکتاب۔ تالمود۔ الہیات کی کتاب۔ رسائل الہیات۔ تشریح التثلیث۔ خطوط بنام نوجوان۔ جامع الفرائض۔ صلوات عمومیہ۔ مفتاح الاسرار۔ اگسٹن کے اقرار۔ مسیح کی بے گناہی۔ مسیح ابن اللہ۔ مسیح کا جی اٹھنا۔ طریق الاولیا۔ تعلیم علم الٰہی۔ یسوع کا احوال۔ خلاصۃ التواریخ۔ پندرہ لکچر۔ میزان الحق۔ طریق الحیات۔ مفتاح التوریت۔ اسرار الٰہی۔ تقلید المسیح۔ اعجاز مسیحی۔ عین الحیات۔ نبی معصوم۔ الثلثہ الکتب۔ تیغ وسپر۔ نیاز نامہ۔ الوہیت مسیح۔ تحریف القرآن۔ اعجاز القرآن۔ ہدایۃ المسلمین۔ عبد المسیح۔ تواریخ محمدی۔ صدائے غیب۔ نکات احمدیہ۔ اندرونہ بائبل۔ اصول سکالوجی۔ متھالوجی۔ ہوائے زمانہ۔ الہیات۔ انجیل تبت والہ۔

رسائل علوم مختلفہ

اُکر چند اقسام کے۔ علم الہوا۔ علم الماء۔ علم السکون۔ علم الہیئت۔ علم مثلث۔ علم مقنطرات۔ رسائل مجیب۔ اقلیدس پندرہ مقالہ۔ علم مناظر۔ رسائل علم مرایا۔ ام التواریخ۔ گلبن تاریخ۔ رسائل نباتات۔ رسائل علم الحیوانات۔ سر السماء۔ توشیحہ منطق فلاسفی۔ رسائل جیالوجی۔ مبادی الطبیعات۔ سلسلہ تعلیم طبیعہ و فلسفہ۔ مفاتیح العلوم۔ فہرست ابن ندیم۔ کشف الظنون۔ کشف القنوع۔ فہرست خدیویہ۔ التوفیقات الالہامیہ۔ جامع بہادر خانی